حج و عمرہ کرنے والوں کیلئے انمول تحفہ

حضرت علامہ الحاج المفتی

از قلم فیض ملت محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ
محدث بہاولپور

نظر ثانی الحاج مفتی صاحبزادہ
محمد فیاض احمد اویسی

کتب خانہ امام احمد رضا دربار مارکیٹ لاہور

0313-8222336
0313-6888354

نام کتاب ———— فیضانِ حج و عمرہ

از قلم ———— حضرت علامہ الحاج مفتی فیض ملت محمد فیض احمد اویسی رضوی

مرتب ———— مولانا ابو احمد غلام حسن اویسی

صفحات ————

قیمت ———— 320 روپے

ملنے کے پتے

کتب خانہ امام احمد رضا دربار مارکیٹ لاہور، مکتبہ قادریہ، مسلم کتابوی
والضحی پبلیکیشنز، کرمانوالہ بک شاپ، چشتی کتب خانہ، دار العلم پبلیکیشنز
ہجویری بک شاپ، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، نوریہ رضویہ پبلیکیشنز، نشان منزل دار النور
صراط مستقیم پبلی کیشنز (دربار مارکیٹ لاہور)، مکتبہ اہلسنت مکہ سنٹر لاہور
نظامیہ کتاب گھر زبیدہ سنٹر لاہور، مکتبہ قادریہ، مکتبہ الفرقان
مکتبہ تنظیم الاسلام گوجرانوالہ، مکتبہ نظامیہ، جامعہ نظامیہ نبی پورہ شیخوپورہ،
مکتبہ جلالیہ صراط مستقیم، رضا بک شاپ گجرات، مکتبہ رضائے مصطفےٰ
فیضان مدینہ کھاریاں، مکتبہ الفجر سرائے عالمگیر، اہلسنہ پبلی کیشنز دینہ
مکتبہ ضیاء السنہ، فیضان سنت، مہریہ کاظمیہ ملتان، احمد بک کارپوریشن
اسلامک بک کارپوریشن، مکتبہ غوثیہ عطاریہ، مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی
مکتبہ اویسیہ رضویہ، مکتبہ حنفیہ بہاولپور

حُسنِ ترتیب

حمد باری تعالیٰ

(از)

صدالافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

سب کو پیدا کرنے والا میرا مولیٰ میرا مولیٰ
سب سے افضل سب سے اعلیٰ میرا مولیٰ میرا مولیٰ
سب کو وہی دیتا ہے روزی، نعمت اُس کی دولت اُس کی
رازق داتا پالن ہارا، میرا مولیٰ میرا مولیٰ
ہم سب اُس کے عاجز بندے، وہ ہی پالے وہ ہی مارے
خوبی والا سب سے پیارا، میرا مولیٰ میرا مولیٰ
اوّل آخر، غائب حاضر، اس کو روشن اس پر ظاہر
عالم دانا، واقف کل کا، میرا مولیٰ میرا مولیٰ
عزت والا، حکمت والا، نعمت والا، رحمت والا
میرا پیارا، میرا آقا، میرا مولیٰ میرا مولیٰ

نعت شریف

(از)

حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ

کل نبیاں دا سر تاج محمد صلی اللہ علیہ وسلم
بحر عرف امواج محمد صلی اللہ علیہ وسلم
قاب قوسین او ادنیٰ
شرف شب معراج محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اُمت تیری کیوں غم کھاوے
جیندی تیکوں لاج محمد صلی اللہ علیہ وسلم
سچل کوں غم کوئی ناہیں
کہتا لایحتاج محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(کلام سچل سرمست 'فیضان الفرید' صفحہ ۱۷)

تصدق ہو رہے ہیں لاکھوں

(از)

برادرِ اعلیٰ حضرت، علامہ مولانا محمد حسن رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ

حضورِ کعبہ حاضر ہیں حرم کی خاک پر سر ہے
بڑی سرکار میں پہنچے مقدر یاوری پر ہے
نہ ہم آنے کے لائق تھے نہ منہ قابل دکھانے کے
مگر ان کا کرم ذرہ نواز و بندہ پرور ہے
خبر کیا ہے بھکاری، کیسی کیسی نعمتیں پائیں
یہ اونچا گھر ہے اس کی بھیک اندازہ سے باہر ہے
تصدق ہو رہے ہیں لاکھوں بندے گرد پھر پھر کر
طوافِ خانہ کعبہ عجب دلچسپ منظر ہے
خدا کی شان یہ لب اور بوسہ سنگ اسود کا
ہمارا منہ اور اس قابل عطائے ربِ اکبر ہے
جو ہیبت سے آ گئے مجرم تو رحمت نے کہا بڑھ کر
چلے آؤ چلے آؤ یہ گھر رحمٰن کا گھر ہے
مقامِ حضرتِ خلت، پدرسا مہرباں پایا
کلیجہ سے لگانے کو حطیم آغوشِ مادر ہے
لگاتا ہے غلافِ پاک کوئی چشم پرنم سے
لپٹ کر ملتزم سے کوئی محوِ وصلِ دلبر ہے

وطن اور اس کا تڑکا صدقے اس شامِ غریبی پر
کہ نورِ رکنِ شامی روکش صبح منور ہے
ہوئے ایمان تازہ بوسۂ رکنِ یمانی سے
فدا ہو جاؤں یمن و ایمنی کا پاک منظر ہے
یہ زم زم اس لئے ہے کہ جس لئے اس کو پئے گا
اسی زم زم میں جنت ہے اسی زم زم میں کوثر ہے
شفا کیونکر نہ پائیں نیم جاں زہر معاصی سے
کہ نظارہ عراقی رکن کا تریاقِ اکبر ہے
صفائے قلب کے جلوے عیاں ہیں سعی مسعی سے
یہاں کی بے قراری بھی سکونِ جانِ مضطر ہے
ہوا ہے پیر کا حج، پیر نے جن سے شرف پایا
انہیں کے فضل سے دن جمعہ کا ہر دن سے بہتر ہے
نہیں کچھ جمعہ پر موقوف افضال و کرم ان سے
جو وہ مقبول فرما لیں تو ہر حج، حج اکبر ہے
حسنؔ حج کر لیا کعبہ سے آنکھوں سے ضیاء پائی
چلو دیکھیں وہ بستی جس کا رستہ دل کے اندر ہے

مدینہ دل کے اندر ہے

سحر چمکی جمالِ فصلِ گل آرائشوں پر ہے
نسیمِ روح پرور سے مشامِ جاں معطر ہے
قریبِ طیبہ بخشے ہیں تصور نے مزے کیا کیا
مرا دل ہے مدینہ میں، مدینہ دل کے اندر ہے
ملائک سر جہاں اپنا جھجکتے ڈرتے رکھتے ہیں
قدم اُن کے گنہگاروں کا ایسی سرزمیں پر ہے
ارے او سونے والے دل ارے سونے والے دل
سحر ہے جاگ غافل دیکھ تو عالم منور ہے
سہانی طرز کی طلعت نرالی رنگ کی نکہت
نسیمِ صبح سے مہکا ہوا پُرنور منظر ہے
تعالیٰ اللہ یہ شادابی یہ رنگینی تعالیٰ اللہ
بہارِ ہشت جنت دشتِ طیبہ پہ نچھاور ہے
ہوائیں آ رہی ہیں کوچۂ پُرنور جاناں کی
کھلی جاتی ہیں کلیاں تازگی دل کو میسر ہے
منور چشمِ زائر ہے جمالِ عرشِ اعظم ہے
نظر میں سبز قبہ کی تجلی جلوہ گستر ہے
یہ رفعت درگہ عرش آستاں کے قریب سے پائی
کہ ہر ہر سانس ہر ہر گام پر معراجِ دیگر ہے
محرم کی نویں تاریخ بارہ منزلیں کر کے
وہاں پہنچے وہ گھر دیکھا جو گھر اللہ کا گھر ہے

نہ پوچھو ہم کہاں پہنچے اور ان کی آنکھوں نے کیا دیکھا
جہاں پہنچے وہاں پہنچے جو دیکھا دل کے اندر ہے
ہزاروں بے نواؤں کے ہیں جمگھٹ آستانہ پر
طلب دل میں صدائے یارسول اللہ لب پر ہے
لکھا ہے خامۂ رحمت نے در پر خطِ قدرت سے
جسے یہ آستانہ مل گیا سب کچھ میسر ہے
خدا ہے اس کا مالک یہ خدائی بھر کا مالک ہے
خدا ہے اس کا مولیٰ یہ خدائی بھر کا سرور ہے
زمانہ اس کے قابو میں زمانے والے قابو میں
یہ ہر دفتر کا حاکم ہے یہ ہر حاکم کا افسر ہے
عطا کے ساتھ ہے مختار رحمت کے خزانوں کا
خدائی پر ہے قابو بس خدا ہی اس سے باہر ہے
کرم کے جوش ہیں بزل ونعم کے دور دورے ہیں
عطائے بانوا ہر بے نوا سے شیر و شکر ہے
کوئی لپٹا ہے فرطِ شوق میں روضے کی جالی سے
کوئی گردن جھکائے رعب سے بادیدہ تر ہے
کوئی مشغولِ عرض حال ہے یوں شادماں ہو کر
کہ یہ سب بڑی سرکار ہے تقدیر یاور ہے
کمینہ بندہ درعرض کرتا ہے حضوری میں
جو موروثی کا مدح گستر ہے ثنا گر ہے
تری رحمت کے صدقے یہ تری رحمت کا صدقہ تھا
کہ ان ناپاک آنکھوں کو یہ نظارہ میسر ہے
ذلیلوں کی تو کیا گنتی سلاطینِ زمانہ کو
تری سرکار عالی ہے ترا دربار برتر ہے

تری دولت تری ثروت تری شوکت جلالت کا
نہ ہے کوئی زمیں پر اور نہ کوئی آسماں پر ہے
مطاف و کعبہ کا عالم دکھایا تو نے طیبہ میں
ترا گھر بیچ میں چاروں طرف اللہ کا گھر ہے
تجلّی پر تری صدقے ہے مہر و ماہ کی تابش
پسینے پر ترے قربان روحِ مشک و عنبر ہے
غم و افسوس کا دافع اشارہ پیاری آنکھوں کا
دلِ مایوس کی حامی نگاہ بندہ پرور ہے
جو سب اچھوں میں اچھا جو ہر بہتر سے بہتر ہے
ترے صدقے سے اچھا ہے ترے صدقے میں بہتر ہے
رکھوں میں حاضری کی شرم ان اعمال پر کیونکر
مرے امکاں سے باہر مری قدرت سے باہر ہے
اگر شانِ کرم کو لاج ہو میرے بلانے کی
تو میری حاضری دونوں جہاں میں میری یاور ہے
مجھے کیا ہو گیا ہے کیوں میں ایسی باتیں کرتا ہوں
یہاں بھی یاس و محرومی یہ کیونکر ہو یہ کیونکر ہے
بلا کر اپنے کتے کو نہ دیں چمکار کر ٹکڑا
پھر اس شانِ کرم پر فہم سے یہ بات باہر ہے
تذبذب مغفرت میں کیوں رہے اس در کے زائر کو
کہ یہ درگاہِ والا رحمتِ خالص کا منظر ہے
مبارک ہو حسنؔ سب آرزوئیں ہو گئیں پوری
اب ان کے صدقے میں عیشِ ابد تجھ کو میسر ہے

مدینہ منورہ بہارِ صبح

(ردیف ہائے خطی)

دشت مدینہ کی ہے عجب پُر بہار صبح
ہر ذرّہ کی چمک سے عیاں ہیں ہزار صبح

منہ دھو کے جُوئے شِیر میں آئے ہزار صبح
شامِ حرم کی پائے نہ ہرگز بہارِ صبح

اللہ اپنے جلوۂ عارض کی بھیک دے
کر دے سیاہ بخت کی شب ہائے تار صبح

روشن ہے ان کے جلوہ رنگیں کی تابشیں
بلبل ہیں جمع ایک چمن میں ہزار صبح

رکھتی ہے شامِ طیبہ کچھ ایسی تجلیاں
سو جان سے ہو جس کی ادا پر نثار صبح

نسبت نہیں سحر کو گریبانِ پاک سے
جوشِ فروغ سے ہے عیاں تار تار صبح

آتے ہیں پاسبانِ درِ شہ فلک سے روز
ستر ہزار شام تو ستر ہزار صبح

اے ذرّۂ مدینہ خدارا نگاہِ مہر
تڑکے سے دیکھتی ہے ترا انتظار صبح

زلفِ حضور عارضِ پُرنور پر نثار

کیا نورِ بار شام ہے کیا جلوہ بار صبح
نورِ ولادت مہ طیبہ کا فیض ہے
رہتی ہے جنتوں میں جو لیل و نہار صبح
ہر ذرۂ حرم سے نمایاں ہزار مہر
ہر مہر سے طلوع کناں بیشمار صبح
گیسو کے بعد یاد ہو رخسارِ پاک کی
ہو مشک بار شام کی کافور بار صبح
کیا نورِ دل کو نجدی تیرہ دلوں سے کام
تاحشر شام سے نہ ملے زینہار صبح
حسنِ شباب ذرّہ طیبہ کچھ اور ہے
کیا کورِ باطن آئینہ کیا شیر خوار صبح
بس چل سکے تو شام سے پہلے سفر کرے
طیبہ کی حاضری کے لئے بے قرار صبح
مایوس کیوں ہو خاکِ نشیں حسنِ یار سے
آخر ضیائے ذرّہ کی ہے ذمہ دار صبح
کیا دشتِ طیبہ سے آئی ہے اے حسنؔ
لائی جو اپنی جیب میں نقد بہارِ صبح

عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاسباں

محمد فیض احمد اُویسی

پاسبانِ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں محمد فیض احمد اُویسی
قادری اُویسی ، صاحبِ عرفان ہیں محمد فیض احمد اُویسی
حبدار نبی ہیں دوستو محمد فیض احمد اُویسی
سینوں کے تاجدار ہیں محمد فیض احمد اُویسی
مسلک کو بھی مان ہے اسلام کے ہیں خادم ایسے
مدنی تاجدار کے غلام ہیں محمد فیض احمد اُویسی
دن بھر بھی خدمت دین اور رات بھی جاگتے رہتے
نام رب کا زندہ ہیں ایسے محمد فیض احمد اُویسی
عشق نبی کا ڈنکا بجایا ، پیغامِ حق پہنچایا
عشق نبی میں ڈوب کر عاشقِ صادق ہیں محمد فیض احمد اُویسی
شاہ بطحا کا انعام ہیں محمد فیض احمد اُویسی
عاشق حبیب الرحمٰن ہیں محمد فیض احمد اُویسی

(الفقیر القادری ابواحمد غلام حسن اُویسی)

فیضانِ فیضِ ملت

جسے فیض احمد کا فیضاں مل گیا
اسے سمجھئے حشر کا ساماں مل گیا
وعظ و نصیحت کا طریقہ مثل مٹھاس
جسے قطرہ بھی چاہیے ایماں مل گیا
جو فیضِ ملت کے نقشِ قدم پر چلے
اسے عالم میں خدا کا نشاں مل گیا
فیض ملت کا قلم جب حرکت میں آیا
پانچ ہزار کتب کا گلستاں مل گیا
شیخ الحدیث و شیخ القرآں
انجانوں کو بھی مقصد قرآں مل گیا
بدر منصور تو کچھ نہیں تھا مگر
فیضِ ملت کا فیضان ہے یہ جہاں مل گیا

تقریظ

(از)

حضرت علامہ مولانا مشتاق احمد اشرفی قادری

مہتمم مدرسہ حسینیہ قادریہ پرانا تھانہ (حسن آباد) پاک پتن شریف

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم

امابعد! بندۂ ناچیز اس قابل تو نہیں کہ کچھ اظہارِ خیال کر سکے لیکن محترم ماسٹر غلام حسن اُویسی صاحب کا بندۂ ناچیز کے ساتھ ایک دیرینہ تعلق ہے اس لئے ان کے حکم کے مطابق کچھ اظہارِ خیال کی جسارت کرتا ہوں مجھے وہ وقت یاد آرہا ہے جب میرا بچپن تھا، دینی تعلیم کے ساتھ دنیاوی تعلیم کی ابتدا تھی، قرآن پاک کا پہلا سپارہ ابھی شروع کیا اور دنیاوی تعلیم کے لئے چک نمبر 9 کے اسکول میں داخل ہوا تو دوسری کلاس کے طالب علم غلام حسن صاحب سے دوستی کا آغاز ہوا جب تک وہاں پڑھتا رہا دوستی برقرار رہی۔ اس وقت میرے خواب وخیال میں بھی نہ تھا کہ یہ دوسری کلاس کا طالب علم بعد میں بڑے بڑے اصحاب فیوضات وبرکات سے وابستہ ہوکر اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں شامل ہو جائے گا، میرا اور ان کا ساتھ چند مہینے برقرار رہا پھر قبلہ والد گرامی پہلی جگہ چھوڑ کر اور جگہ منتقل ہوئے۔ اس لئے یہ ظاہری ساتھ چھوٹ گیا لیکن قلبی تعلق قائم رہا۔ میرا گھرانہ چونکہ دینی ومذہبی تھا اس لئے جلد ہی دنیاوی تعلیم کو خیر باد کہہ کر دینی تعلیم میں مشغول ہوگیا اور محترم غلام حسن اُویسی صاحب دیر تک دنیاوی تعلیم میں مشغول رہے اور دورانِ تعلیم جب بھی ملاقات ہوتی اپنی تعلیم اور اسکول وکالج کے حالات کے متعلق فرماتے، ناچیز سن کر بطورِ مشورہ اگر کچھ عرض کرتا تو بڑی خوشی سے قبول فرمالیتے۔ تعلیم مکمل کرنے اور ملازمت اختیار کرنے کے بعد مختلف اصحاب فیض وبرکات سے یکے بعد دیگرے

وابستہ ہوئے حسن صورت تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے پہلے ہی حاصل تھی پھر حسنِ سیرت میں بھی نکھار آتا چلا گیا جب حضرت قبلہ فیض ملت، رأس الفقہاء، عمدۃ الاصفیاء، استاذ العلماء حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دامنِ فیض سے وابستہ ہوئے تو گویا کوزہ میں سمندر آ گیا جو پیاس ابھی تک بجھی نہیں تھی جو تشنگی باقی تھی دامنِ فیضِ ملت سے وابستہ ہو کر مکمل سیراب ہو گئے۔ قبلہ فیضِ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک نادر روزگار شخصیت تھے علماء کرام میں ایک امتیازی شان رکھتے تھے، صاحبِ تصانیف کثیرہ تھے تو اسی رنگ میں محترم ابواحمد غلام حسن اُویسی صاحب بھی رنگ گئے، پھر یہ بھی اپنے قلم کے جوہر دکھانے لگے اپنی پہلی تصنیف حیاتِ بابا فرید جب شائع ہوئی تو ابواحمد غلام حسن اُویسی صاحب نے بندۂ ناچیز کو بطورِ تحفہ پیش کی جب مطالعہ کیا تو ایک انوکھا رنگ نظر آیا، حضور سید الاولیاء حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات پر لکھی گئی کتابوں میں سے ایک منفرد کتاب معلوم ہوئی، اس کے بعد آپ کے کئی قلمی شاہکار منظر عام پر آئے۔ آپ کا قلم ابھی مزید جولانیاں دکھا رہا ہے۔ دیگر موضوعات کے علاوہ حضور قبلہ ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی صاحب علیہ الرحمۃ کا سفرنامہ عمرہ المعروف فیضانِ حج وعمرہ پر کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محترم ابواحمد غلام حسن اُویسی صاحب کا یہ ترتیب کردہ سفرنامہ بھی ایک شاہکار ثابت ہوگا۔ ''اللہ تعالیٰ کرے زورِ قلم اور زیادہ''

دُعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے خادم فقیر پر تقصیر مشتاق احمد اشرفی قادری کو بھی بزرگانِ دین کا صدقہ بزرگانِ دین سے حاصل کردہ ورثہ آنے والی نسلوں کے لئے منتقل کرنے کی سعادتِ عظمیٰ نصیب فرمائے۔ آمین

بندۂ ناچیز مشتاق احمد اشرفی قادری

خادم جامعہ حسینیہ قادریہ چوک پرانا تھانہ تحصیل وضلع پاکپتن شریف

حجاج کرام وزائرین حرمین شریفین کی خدمت میں چند قابل عمل تجاویز

فقیر نے حرمین شریفین میں چند باتیں جو محسوس کیں عرض کیے دیتا ہوں آپ خود بھی عمل کریں ودیگر احباب کو بتائیں جو آپ کے لئے بھی اور فقیر کے لئے بھی باعثِ ثواب ہوگا۔ اللہ کرے بار بار مدینہ شریف میں آنا جانا رہے۔

☆ ادب اصل زندگی ہے "الدین کلہٗ ادب" (دین سارے کا سارا ادب کا نام ہے) حجازِ مقدس کا بابرکت سفر عظیم سعادت ہے اس میں قدم بقدم ادب کے ساتھ رہیں فضول گوئی، دنیوی گفتگو، حرمین شریفین میں لاحاصل بات چیت، بے پروائی اور لااُبالی کا مظاہرہ نہ کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ سارا سفر بیکار ہو جائے۔

☆ اپنی نظریں نیچی رکھیں بدنگاہی بہت بڑی تباہی ہے۔

☆ ننگے سر پھرنا خلافِ سنت ہے اپنے سر پر عمامہ شریف ورنہ ٹوپی یا رومال ضرور پہن لیں بہت زیادہ برکتیں ملیں گی۔

☆ نجدیوں کی دیکھا دیکھی میں کعبہ معظمہ اور گنبدِ خضریٰ شریف کی طرف پاؤں پھیلانا سوءِ ادب ہے۔

☆ قرآن پاک کو ادب واحترام سے اُٹھائیں اور خشوع وخضوع سے تلاوت کریں۔

☆ جوتا تھیلی وغیرہ میں رکھ کر اندر لے جائیں طوافِ کعبہ یا مواجہہ شریف سلام کے لئے جاتے وقت نہایت ادب واحترام سے سر جھکائے درود وسلام کا ورد کرتے ہوئے جائیں۔ (اپنے جوتے کہیں محفوظ مقام پر رکھ دیں ساتھ ہرگز نہ لے جائیں)

☆ بارگاہ ناز ﷺ میں زیارت کو جاتے ہوئے فوٹو بازی کے گناہ میں مبتلا نہ ہوں آپ

کی ساری کی ساری توجہ سرکارِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی طرف ہونی چاہیے سلام کے الفاظ پیش کرتے وقت اپنی آواز دھیمی رکھیں۔

☆ مواجہہ شریف کے سامنے موبائل فون کا استعمال ہرگز ہرگز نہ کریں۔

☆ مسجد نبوی شریف / مسجد حرام کے اندر داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کرنا ہرگز نہ بھولیں اور فون آجائے تو بامقصد اور مختصر آہستہ آواز میں گفتگو کریں۔

☆ اکثر حضرات لوگوں کے پڑھنے کے لئے قرآن پاک کے نسخے بازار سے خرید کر لے جاتے ہیں اور حرمین شریفین میں قرآن پاک کے لئے بنی ہوئی الماریوں میں جا کر رکھتے ہیں ابھی وہ قرآن پاک رکھتے ہی ہیں کہ حرمین میں ڈیوٹی پر مامور ملازمین انہیں فوراً اُٹھا لیتے ہیں کیونکہ سعودی حکومت کا ایک بہت بڑے مطبع خانہ ہے جو حرمین شریفین کے لئے لاکھوں کی تعداد میں قرآن پاک شائع کر رہا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ انہیں پیسوں سے علماءِ اہل سنت کی کتب خرید کر پڑھے لکھے احباب میں تقسیم کریں ثواب بھی ہوگا اور صدقہ جاریہ بھی ہے۔

☆ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں لنگر تقسیم ہوتے وقت نہایت بے صبری کا مظاہرہ اور ایک دوسرے کے ہاتھ سے کھینچا تانی کا سلسلہ بہت ہی شرمناک ہوتا ہے ایک طرف تو ہم یہ کہتے ہیں وہاں سب کچھ ملتا ہے اور دوسری طرف جب کوئی چیز تقسیم ہوتی دیکھتے ہیں تو سارے ادب وآداب کو پامال کرتے ہوئے دوڑ دھوپ لگا دیتے ہیں اور "مجھے دو مجھے دو" کی آوازیں لگانا شروع کر دیتے ہیں عین گنبد خضریٰ شریف کے سامنے جوس / بوتل / کھجور / بادام / کاجو وغیرہ کے حصول کے لیے دھکم پیل کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ اس طرح کے رویہ سے ہمیں خود بھی اور اپنے احباب کو بھی سختی سے روکنا چاہیے۔

•••---•••---•••

الحمد للہ ہر سال پوری دُنیا سے اہل اسلام لاکھوں کی تعداد میں حج اور عمرہ کی سعادت حاصل کرتے ہوئے مکہ مکرمہ بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کا شرف پاتے ہیں۔ ان میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں، بڑے بڑے صلحاء اور اہل

محبت بھی ہوتے ہیں اور کچھ ہم جیسے کم علم بھی۔ یہ مقدس سفر اگر کسی خوش قسمت انسان کو نصیب ہو تو اسے اس کی اہمیت کا احساس کرنا چاہیے کہ یہ اللہ رب العزت کا خاص فضل و کرم ہوا ہے کہ مجھے ان مبارک و مقدس مقامات کی زیارت کا شرف مل رہا ہے۔ اس لیے اس مبارک سفر سے متعلق معلوماتی رسائل/کتابچہ کا مطالعہ بہت ضروری ہے تا کہ وہاں کے مناسک و احکامات و آداب سے خوب آگاہی ہو جائے۔

(بہار شریف حصہ کتاب الحج یا حضور قبلہ فیض ملت مفسر اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہٗ کی تصانیف فیضان حج، حج کا ساتھی، مدینے کا راہی، امیر دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار القادری کا رسالہ رفیق الحرمین منگوالیں)

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے صاحبزادے حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام سے مل کر کعبہ معظّمہ کی تعمیر مکمل فرمائی تو انہوں نے اللہ رب العزت سے جو دعائیں مانگیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ اللہ کریم ہمیں اس مقدس گھر کے آداب کی بھی تعلیم دے۔

جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر حج فرمایا تو آپ نے صحابہ کرام کو بار بار فرمایا۔ کہ مجھ سے آداب حج سیکھ لو۔ شاید آئندہ سال میری تم سے ملاقات نہ ہو تو اس سفر میں اگر آداب ملحوظِ خاطر رکھیں تو انسان دارین کی نعمتوں سے مالا مال ہوتا ہے اور اگر آداب سے خالی ہو تو پھر کہیں ایسا نہ ہو کہ سارا سفر بیکار ہو جائے۔

یہاں تمام آداب پر گفتگو کرنا مقصود نہیں بلکہ ان میں سے چند اہم معاملات پر کچھ عرض کرنا ہے۔

حجاج کرام بوقت روانگی عمرہ کا احرام باندھیں

حج پر روانہ ہونے والے تمام زائرین کو چاہیے کہ وہ جب اپنے ملک سے روانہ ہوں تو عمرہ کا احرام باندھیں نہ کہ حج کا۔ وہاں عمرہ (کعبہ کا طواف صفا و مروہ کی سعی اور حجامت) کر کے احرام کھول دیں۔ پھر ۸ ذوالحج کو مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھ لیں۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ حجاج کرام یہاں سے حج کا احرام باندھ کر جاتے ہیں اور وہاں عمرہ کر کے کھول دیتے

ہیں۔ جو کسی طرح بھی جائز نہیں۔ اگر حج کا احرام باندھ لیا جائے تو پھر اسے حج ادا کر کے ہی کھولنا ضروری ہے اسے عمرہ کے بعد نہیں کھولا جا سکتا۔

طواف وسعی کے دوران اللہ رب العزت کی طرف متوجہ رہیں

طواف وسعی کے دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی دعا مخصوص نہیں فرمائی تا کہ حجاج کے لیے آسانی ہو اور دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے۔ ہاں اگر طواف سے پہلے کوئی دعا یاد کر لی ہو تو اسے آدمی طواف کے دوران پڑھ لے لیکن یاد نہیں تو کتاب کو ہاتھ میں لیے دعائیں پڑھنا دل متوجہ نہیں رہتا۔ مقصود تو بارگاہِ الٰہی کی طرف متوجہ رہنا ہے اور اگر وہاں بھی کتاب کی طرف توجہ ہو تو مقصد فوت ہونے کا خطرہ ہے۔ لہٰذا زائر کو جو کچھ یاد ہے اپنی زبان میں اللہ رب العزت کے حضور عرض کرتے ہوئے طواف کرے تا کہ دل کا تعلق رب کریم سے قائم رہے۔ اکثر لوگ دوران طواف ہاتھوں میں کتابیں اٹھائے دعائیں پڑھ رہے ہوتے ہیں ان کی ساری توجہ کتاب پر ہوتی ہے بہتر ہے دوران طواف درود وسلام کی کثرت کریں یہ افضل ترین بلکہ مقبول ترین عبادت ہے۔

حطیمِ کعبہ میں داخل ہونے کی کوشش کریں۔

حجاج کرام کو علم ہونا چاہیے کہ حطیم کعبہ، کعبہ کا ہی حصہ ہے۔ حطیم کے اندر داخل ہونا اور اس میں نماز ادا کرنا ایسے ہی ہے جیسے بیت اللہ شریف کے اندر داخل ہونا ہے تو جو شخص کعبہ کے اندر داخل ہونے کی خواہش رکھتا ہو وہ حطیم میں داخل ہو جائے۔ جب کسی ریاست کے سربراہ کے لیے دروازہ کھولا جاتا ہے تو عام لوگ حسرت کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ کاش ہمیں بھی کعبہ کے اندر داخلہ نصیب ہو جاتا۔

حالانکہ حطیم کعبہ میں داخلہ کعبہ کے اندر ہی جانا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم ہے کہ ایک حصہ کعبہ کا خالی رکھا گیا ہے تا کہ ہر امیر وغریب کعبہ کے اندر داخل ہونے کی سعادت حاصل کر سکے۔

دھکم پیل میں حجرِ اسود کو بوسہ دینے کی بجائے استلام پر اکتفا کریں

حجرِ اسود کا بوسہ نہایت ہی اعلیٰ ترین عمل ہے۔بعض روایات کے مطابق حجر اسود کو بوسہ دینا ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے مقدس دست قدرت کو بوسہ دینا ہے۔مگر جب بھیڑ ہو تو دھکم پیل سے بچنا لازم ہے کیونکہ یہ عمل بے ادبی ہے اور اگر انسان اللہ کے گھر کے دروازہ کے پاس کھڑا ہو کر ادب و احترام کا دامن نہیں تھامتا تو اسے کیا حاصل ہوگا۔اس لیے ہمارے دین اسلام نے حکم دیا ہے کہ بغیر کسی اذیت و تکلیف کے حجرِ اسود کا بوسہ لیا جا سکے تو فبہا ورنہ دور سے استلام کر لیا جائے تو بھی بوسہ ہے اس لیے زائرین کو چاہیے کہ وہاں ہر قسم کی دھکم پیل سے بچنے کی کوشش کریں۔

زیارتِ کعبہ کی مخصوص دعا یاد رکھیں

ہر زائر کو یہ معلوم ہے کہ کعبہ کی زیارت کے وقت کی گئی دعا قبول ہوتی ہے تو ہر کوئی اپنے دل میں دعائیں کرتا ہے اور کرنی بھی چاہئیں۔اس موقعہ پر اس موقعہ پر حبیب ﷺ نے زیارتِ کعبہ کے وقت جو دعا فرمائی تھی وہ مع ترجمہ تحریر ہے ہو سکے تو یاد کر لیں۔

اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَشْرِيْفًا وَ تَعْظِيْماً وَ تَكْرِيْماً وَ زِدْ مَنْ حَجَّهٗ اَوِ اعْتَمَرَهٗ تَكْرِيْماً وَ تَشْرِيْفًا وَ تَعْظِيْماً۔۔۔

(ترجمہ) اے اللہ اپنے اس گھر کو زیادہ شرف، عظمت، اور ہیبت عطا فرما اور جو اس کے حج یا عمرہ کے لیے آئے تو اس کو بھی شرف و عظمت عطا فرما۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کے گھر کے لیے دعا کرے گا یقیناً اللہ کا گھر بھی اس کے لیے دعا گو ہوگا۔اور جس کے لیے اللہ کے گھر نے دعا کر دی اسے بارگاہ خداوندی میں مقبولیت حاصل ہو جائے گی۔اس موقعہ پر حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ (کوٹ مٹھن) کی دعا بھی خوب ہے آپ فرماتے ہیں کہ کعبۃ اللہ پر جب پہلی نظر پڑے تو یہ دعا مانگو کہ یا اللہ میری ہر دعا قبول ہو۔

حرمین شریفین میں رہیں

شیطان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ حاجی کے قیمتی لمحات کو ضائع کرا دے کیونکہ حرم شریف

کے لمحات نہایت قیمتی ہوتے ہیں۔ زائر کو چاہیے کہ وہ اپنا اکثر وقت حرم میں گزارے۔ مکہ مکرمہ میں کعبہ معظّمہ اور مدینہ منورہ میں گنبد خضراء شریف کی زیارات کرتا رہے۔ کعبہ کا طواف کرتا رہے وہاں تلاوت میں مشغول رہے۔ درود و سلام پڑھتا رہے۔ شیطان حاجی کو ان مارکیٹوں میں گھماتا پھراتا ہے کہ یہ شے خرید، یہ تحفہ لے لے، فلاں فلاں کے لیے یہ حاصل کرلے۔ حالانکہ حرم شریف کی حاضری پر حاجی کو ہر شے یہ کہتے ہوئے قربان کردینی چاہیے کہ اپنے ملک میں بھی مل سکتی ہے مگر وہاں حرم نصیب نہیں ہوگا۔

کشادہ دلی اور ایثار کا مظاہرہ کریں

چونکہ حج کے موقع پر خوب رش اور بھیڑ ہوتی ہے۔ وہاں اگر بعد میں کوئی نمازی آتا ہے تو بعض لوگ تو جگہ دیتے ہیں مگر بعض اسے پاس کھڑا دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے بلکہ آگے یا پیچھے کھڑا نہیں ہونے دیتے یہ سخت زیادتی ہے ہر جگہ ایثار کا جذبہ کارفرما رہنا چاہیے۔ باقی اگر صف میں جگہ نہ بن سکے تو نہ سہی۔ جب نمازی کی پشت پر سجدہ کیا جا سکتا ہے تو پھر کھڑا ہونے سے کیوں منع کیا جائے۔ اسی طرح اگر کسی نمازی کو صف میں جگہ نہیں ملتی تو وہاں ہی گھسنے کی کوشش نہ کرے۔ جہاں کھڑا ہے وہاں ہی نماز ادا کرلے اگر سجدہ کے لیے جگہ نہیں تو دوسرے نمازی کی پشت پر سجدہ کرلیا جائے۔

بارگاہِ ناز میں آہستہ بول

بعض لوگوں کی عادت ہے کہ ہر جگہ اونچا بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ حرمین شریفین خصوصاً بارگاہِ رسالتمآب ﷺ میں اونچی آواز میں بولنا نہایت بے ادبی ہے۔ بلکہ نص قطعی سے ثابت ہے کہ اعمال کے ضائع ہونے کا سبب ہے۔ لہٰذا حجاج کرام کو چاہیے کہ وہ عہد کرلے کہ میں کسی حال میں اونچی گفتگو نہیں کروں گا۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

اور

بارگاہِ ناز میں آہستہ بول
ہو نہ کہ سب کچھ رائیگاں آہستہ چل

حضرت خواجہ فخر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

بابِ جبریل کے پہلو میں ذرا دھیرے سے
اپنی پلکوں سے درِ یار پہ دستک دینا
فخر کہتے ہوئے جبریل کو یوں پایا
اونچی آواز ہوئی عمر کا سرمایہ گیا

لڑائی جھگڑے سے اجتناب کریں

قرآن کریم نے حاجی کو ہدایت دیتے ہوئے یہ حکم دیا ہے کہ کسی جگہ بھی کسی سے لڑنا نہیں۔ لہٰذا حاجی کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی بھی صورت میں کسی سے نہ الجھے کیونکہ الجھنے سے رحمت و برکت اٹھ جاتی ہے۔ ذہن کا ذوق وشوق ختم ہو جاتا ہے جس کا قائم رکھنا نہایت ضروری ہے اور شیطان عداوت وبغض کے ذریعے اس ذوق وشوق کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لہٰذا اس کی ہمیشہ کوشش ہوگی کہ حجاج کسی نہ کسی معاملے میں الجھ کر رہ جائیں۔ کبھی بس پر سوار ہوتے وقت، کبھی نماز کی صفوں میں، کبھی کسی جگہ کے حصول میں، کبھی پانی پینے میں اور کبھی کھانا کھانے میں الغرض ہر حال میں صبر وتحمل کا مظاہرہ ہر حاجی کا اہم فریضہ ہے۔ صبر کا اجر بہت بڑا ہے۔

احرام کی چادر کو صرف بحالتِ طواف دائیں بغل سے نکالیں

اضطباع یعنی احرام کی چادر کا دائیں بغل سے نکال کر بائیں کاندھے پہ ڈالنا صرف طواف کی صورت میں لازم ہوتا ہے نہ اس سے پہلے لازم ہے اور نہ اس کے بعد۔ طواف سے پہلے اور بعد چادر جس طرح حاجی لینا چاہے لے سکتا ہے۔ حتیٰ کہ اتار بھی رکھ سکتا ہے۔

اوقاتِ دُعا کو بہر صورت ملحوظ رکھیں

بعض اوقات دعا کا وقت ہوتا ہے مگر حاجی صاحبان اپنے دیگر مسائل میں الجھے ہوئے رہتے ہیں انہیں ہوش ہی نہیں ہوتا کہ اس وقت قبولیت دعا کا وقت ہے۔ مثلاً مقام عرفات میں جانا حج کا سب سے اہم فرض ہے۔ اور یہ مقام قرب الٰہی کا اہم ذریعہ ہے۔ اس دن دعا کرنا اور بارگاہ الٰہی کی طرف متوجہ ہونا نہایت ہی ضروری و لازم ہے مگر بعض حجاج تمام وقت خوش گپیوں، اختلافی و سیاسی مسائل میں گزار کر واپس آتے ہیں یہ بہت بڑا ظلم ہے

(دُعا کے فوائد و فضائل پر حضور مفسر اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے رسائل ''دُعا کی قبولیت کے مقامات'' اور ''الدعا ردِ بلا'' کا مطالعہ کریں)

تیری محفل میں غنیمت ہے جدھر بیٹھ گئے

اب الحمدللہ گذشتہ کئی سالوں سے ساری رات حرم نبوی شریف زائرین کے لیے کھلا رہتا ہے۔ البتہ بوقت تہجد اور خواتین کے لیے لگے ہوئے پردے ہٹاتے کے وقت ریاض الجنتہ میں جگہ کی جستجو کے لیے جو دھکم پیل اور دوڑ لگتی ہے وہ نہایت ہی ناپسندیدہ عمل ہے۔ غور کیجیے جس مقام پر اونچی سانس لینا بے ادبی ہے وہاں دوڑنے کی کہاں گنجائش؟ لہٰذا ہر زائر کو چاہیے کہ وہ تسلی سے جائے اگر جگہ مل جائے تو فبہا ورنہ انتظار کرے اور اگر جگہ نہیں ملتی تو مسجد نبوی میں کسی بھی جگہ نوافل ادا کرلے۔

دوسروں کو زیارت کا موقع دیں

ریاض الجنتہ شریف، حطیم کعبہ وغیرہ میں داخل ہونے والے وہاں قبضہ کر کے بیٹھ ہی نہ جائیں بلکہ وہاں نوافل پڑھ کر برکات حاصل کر کے فی الفور دوسرے بھائیوں کے لیے جگہ فارغ کردیں جیسا کہ اہل مدینہ باہر سے آنے والے لوگوں کو موقع فراہم کرتے ہیں۔ اس طرح ہمیں بھی دوسروں کو ان مبارک مقامات کی زیارت کا موقعہ دینا چاہیے۔ یہی اسلام کی روح ہے۔

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر

شہنشاہ کونین والی دارین حضور ﷺ کے روضہ اطہر کی مبارک جالیاں نہایت ہی مقدس ومطہر ہیں۔ وہاں شب وروز لاکھوں فرشتے اور انبیاء کرام علیہم السلام اولیاء عظام سر نیاز جھکائے ہوئے درود وسلام پڑھتے ہیں۔ اے امتی غور کر کیا تیرا ہاتھ اور تیرا منہ اس لائق ہے کہ تو ان کو مَس کرے۔ اگر غلبۂ شوق وحال ہے تو الگ معاملہ ہے مگر ہوش وحواس کے قائم ہوتے ہوئے یہ عمل کرنا کسی امتی کے لئے مناسب نہیں بلکہ یہ تصور کر کہ میں اس مبارک مقام وشہرِ خوباں اور مسجد میں داخلہ کے قابل نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اور اس کے پیارے حبیب کریم ﷺ کی کتنی عنایت ہے کہ انہوں نے مجھ جیسے گنہگار وعاجز وذرہ ناچیز کو یہاں پہنچایا۔ اہلِ ادب ومحبت کے حالات وواقعات پڑھیں ان میں سے کچھ ایسے بھی ملیں گے جو حدودِ مدینہ میں داخل ہونے کو بے ادبی تصور کرتے تھے۔ اسی طرح کچھ مسجد نبوی میں داخل ہونا بے ادبی سمجھتے تھے۔ مگر آج ہم ہیں کہ کچھ دیکھتے سنتے ہی نہیں بلکہ دھکے دے کر سنہری جالیوں کو بوسہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

لہٰذا اے زائرو اپنے ایمان کی حفاظت کرتے ہوئے ادب بجالاؤ ہاتھ باندھے نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ دور کھڑے ہو کر حاضری دیجئے اور ہدیۂ درود وسلام پیش کرتے رہیے۔ بعض نادان تو اس مبارک ومقدس مطہر ومنور مقام پر فوٹو بنانے میں مصروف ہوتے ہیں جو کہ نہایت ہی محرومی کی دلیل ہے۔ خبردار یہاں مواجہہ اقدس کے سامنے سر نیاز جھکائے آقا کریم ﷺ کی طرف متوجہ رہیں فوٹو بازی جیسے قبیح فعل سے اپنے اعمال صالحہ برباد نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے توسل سے ہمیں ہمیشہ ادب واحترام کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حرمین شریفین میں جوتے اندر نہ لیجائیں

گھر سے روانہ ہوتے وقت ہلکے پھلکے جوتے لیکر جائیں حرمین طیبین میں جب داخل

ہوں تو جوتے اندر نہ لے جائیں بلکہ باہر رکھ دیں۔ اگر اندر لے جانے ہوں تو تھیلے وغیرہ میں ڈال کر کسی کونے میں رکھ دیں۔ ہاتھ میں پکڑ کر یا بغل میں دبا کر خانہ کعبہ اور مواجہہ شریف کے قریب ہرگز نہ جائیں۔ یہ نہایت ہی بے ادبی ہے کہ انسان کے ایک ہاتھ میں ناپاک جوتے اور دوسرے ہاتھ میں غلافِ کعبہ ہو۔ یہ کتنی سنگین بے ادبی ہے کہ آدمی حطیم کعبہ میں (کعبہ کے اندر) داخل ہو اور اس کے ہاتھ میں جوتے ہوں۔ اتنی عظیم رحمتوں کے حصول کے مقابلے میں جوتے کی حیثیت ہی کیا ہے؟ یہ جوتا تو اور بھی مل سکتا ہے یہ رحمتیں پھر میسر نہیں ہوں گی۔

اہم التجاء

اگر فقیر حجاز مقدس کے مبارک سفر میں یاد آ جائے تو خاتمہ بالخیر کی دعا فرما دینا اور مقدس جالیوں کے سامنے جب آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی ہو لب خاموش ہوں دل ہی دل میں سلام بحضور سید الانام ﷺ پیش کر رہے ہوں تو ہو سکے ہم غریبوں کا عاجزانہ سلام عرض کر دینا شکریہ۔

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیاض احمد اویسی رضوی بہاولپور

فیضانِ حج وعمرہ

وجہ تالیف

الفقیر القادری ابواحمد غلام حسن اُویسی کو اپنے شیخ طریقت فیض ملت مفسر اعظم پاکستان، مرشد کریم (الحاج علامہ حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشادِ گرامی پر لبیک کہتے ہوئے آپ کے ایک سال کے عمرہ شریف کے احوال پر مبنی مسودہ پر کام کرنے سعادت حاصل ہوئی۔ تفصیل یوں ہے کہ

صاجبزادہ ذیشان کی ضلع پاکپتن شریف میں آمد

حضرت علامہ صاجبزادہ محمد فیاض احمد اُویسی رضوی مدظلہٗ ایک پروگرام میں بزاراں نزد قبولہ شریف ضلع پاکپتن شریف تشریف لائے۔ آپ کی خدمت میں فقیر نے کتاب ''فیضانِ حیدری'' پیش کی تو آپ نے کتاب کو پسند فرمایا اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازتے ہوئے فرمایا ''ماشاء اللہ! آپ بزرگوں کا فیضان سمیٹ بھی رہے ہیں اور مخلوقِ خدا میں تقسیم بھی کررہے ہیں، آپ کا یہ سلسلہ الحمدللہ خوب چل پڑا ہے، اللہ کرے آپ اسی سلسلے میں زندگی کی آخری بہاروں تک مصروف رہیں''

فیضان سیریز

چونکہ الفقیر القادری نے پہلی کتاب حیات الفرید لکھی، پھر فیضان الفرید پر کام کیا، فیضانِ حضرت اُویس قرنی، فیضانِ حیدری بھی اب شائع ہوچکی ہے اس لئے ان کتابوں کو حوالہ دیتے ہوئے قبلہ صاجبزادہ نے فرمایا کہ آج جب یہ فقیر پاک پتن شریف کی طرف آرہا تھا تو خیال آیا کہ اس کتاب کا نام ''فیضانِ حج'' رکھ دیا جائے۔

ٹائٹل پر افاداتِ فیض ملت ، شیخ الحدیث مفسر اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور سعادتِ ترتیب ابواحمد غلام حسن اُویسی قادری لکھ دینا۔ اس طرح الحمد اللہ آپ کی کتابوں میں ایک خوبصورت کتاب کا اضافہ بھی ہو جائے گا اور قبلہ فیضِ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سفر نامہ حجاز مقدس مکمل کتابی صورت میں اہل اسلام کے لئے افادہ کا باعث بھی بن جائے گی۔ صاحبزادہ صاحب کے ارشادِ مبارک سے انتہائی قلبی خوشی محسوس ہوئی۔

فقیر نے اس پر کام کا آغاز کردیا قبلہ فیض ملت، مفسر اعظم پاکستان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس سفرنامہ عمرہ بنام ''فیضانِ حج وعمرہ'' تجویز کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر امید ہے وہ ذات اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

قارئین کرام سے التجاء ہے کہ اس میں جو کمی یا کوتاہی نظر آئے وہ اس حقیر پر تقصیر کی طرف سے سمجھئے اور بڑے پن کا ثبوت فراہم کرتے ہوئے مطلع ضرور فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کی جاسکے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو

فقط طالبِ دُعا

الفقیر القادری ابواحمد غلام حسن اُویسی

ابتدائیہ

(از)

ابواحمد غلام حسن اُویسی

الحمدللّٰہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علٰی سیدالانبیاء والمرسلین وعلٰی آلہ واصحابہ اجمعین

امابعد! خالقِ کائنات کا احسانِ عظیم ہے کہ جس نے ہمیں تاجدارِ کائنات، احمد مختار، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کے شرف سے نوازا۔ رب کائنات نے انسانوں کی ہدایت کے لئے بیشمار انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر محبوبِ کبریا، سیدالانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے اپنے دور میں تشریف لاتے رہے اور انسانوں کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے رہے، سب سے آخر میں سیدالانبیاء، محبوبِ کبریا، احمد مختار، حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کائنات میں جلوہ افروز ہوئے اور ربِ کائنات کا پیغام انسان تک ایسے وقت میں پہنچایا کہ جب لوگ حق تعالیٰ کا پیغام بھول چکے تھے، کفر وشرک کی آندھیاں ہر طرف پورے زور وشور سے چل رہی تھیں حتیٰ کہ خانہ کعبہ کو بھی کفر وشرک سے محفوظ نہ رہنے دیا گیا بلکہ خانہ کعبہ میں بھی سینکڑوں بت رکھ دیئے گئے جن کی کافر پوجا کیا کرتے تھے حالانکہ یہی خانہ کعبہ رب کائنات کی عبادت کے لئے بنایا گیا تھا ۔اس خانہ کعبہ کی زیارت اس لئے کی جانی چاہیے کہ کفر شرک سے بیزاری کا اظہار ہو، ربِ کائنات کی عبادت کا ذوق حاصل ہو، رب کائنات کے انعام حاصل ہوں، گناہوں کی بخشش ہو، خطائیں معاف ہوں مگر افسوس کہ اسی خانہ کعبہ میں سینکڑوں بت رکھ دیئے گئے۔ رب کائنات کو روتی، سسکتی، تڑپتی انسانیت پر رحم آیا اور اپنے محبوب رسول کریم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا کہ آپ گم کردہ راہوں کو صراطِ مستقیم دکھائیں، بھٹکے ہوئے لوگوں کو صراطِ مستقیم کی طرف بلائیں، جہنم کی طرف بھاگے جانے والے لوگوں کو جنت کا راستہ دکھائیں، تاجدار کائنات، احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف کی آوری سے۔

نورِ ازلی چمکیا غائب اندھیر ہو گیا
سوہنا آیا تے تھاں تھاں سویرا ہو گیا

آپ کے جلوہ افروز ہونے سے روتی، تڑپتی اور سسکتی انسانیت کو سکون ملا، کفر وشرک کے دیو جو ہر طرف چنگھاڑتے پھر رہے تھے اپنی موت آپ مر گئے، بیٹیوں کو زندہ در گور کرنے والے اس فعلِ بد سے ہمیشہ کے لئے تائب ہوئے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے احکام لوگوں تک پہنچائے، پھر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ سے جو احکام حاصل کئے تھے وہ تابعین تک پہنچائے اور یوں یہ سلسلہ ہمارے دور تک پہنچا، ہنوز جاری است اور ان شاء اللہ تعالیٰ تا قیامت یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

بزرگان دین اولیاء کاملین اور علمائے کرام نے اس سلسلے میں بھرپور انداز میں توانائیاں صَرف فرمائیں، وقت کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے پیغامِ حق لوگوں تک پہنچایا۔ انہیں کاملین میں سے مرشدی حضور فیض ملت مفسرِ اعظم پاکستان، صاحب تصانیف کثیرہ حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محدث بہاولپوری نے دین متین کی ترویج واشاعت کے لیے جو کوششیں کیں ان شاء اللہ تعالیٰ تادیر یاد رکھی جائیں گی۔ آپ نے ہزاروں کی تعداد میں کتابیں تصنیف فرمائیں، محتاط اندازے کے مطابق تقریباً پانچ ہزار کتابیں تصنیف فرمائیں ممکن ہے اس سے بھی زیادہ ہوں، مکمل فہرست جب کبھی سامنے آئے گی تو حقیقت واضح ہوگئی۔ آپ کے ہزاروں مسودہ جات میں سے کتابِ ہذا کا مسودہ صاحبزادہ حضرت علامہ محمد فیاض احمد

اُویسی رضوی مدظلہ العالی نے فقیر کو عطا فرمایا اور حکم فرمایا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حکم تھا کہ یہ مسودہ ابواحمد غلام حسن اُویسی کو دینا کہ اس مسودہ پر کام کرے۔

الحمد للہ ! فقیر کو اپنے مرشدی کے متعدد (تصانیف) مسودہ پر کام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، ان میں سے دروسِ کامونکی، فتاویٰ اُویسیہ اور افاداتِ اُویسیہ فی مسائل جدیدیہ شرح بخاری شریف جلد اول، ترجمہ احیاء العلوم شریف، ترجمہ ترمذی شریف، ترجمہ اخبار الاخیار شریف، شرح حدائق بخشش اہم ہیں۔ علاوہ ازیں فتاویٰ اُویسیہ کو ترتیب دینے کی سعادت بھی اس فقیر پر تقصیر کے حصے میں آئی۔ جدید مسائل کے شرعی احکام، علم کے موتی کے سلسلے میں بھی کام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ کے آخری دورہ تفسیر القرآن کے بیانات کو ترتیب دینے کی بھی سعادت حاصل ہوئی جو بحمدہٖ تعالیٰ کراچی سے شائع ہو رہا ہے۔

اس کتاب ''فیضان حج عمرہ'' کے متعلق صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ گوجرانوالہ سے ہمارے پیر بھائی شیخ محمد سرور اُویسی صاحب شائع کروانے کا عزم رکھتے ہیں۔ فقیر کو خوشی بھی ہے کہ بعد از وصال بھی شیخ طریقت، قبلہ فیض ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف کی سلسلے میں موقع میسر آیا۔

فقط طالبِ دُعا

الفقیر القادری ابواحمد غلام حسن اُویسی قادری

مدرسہ فیضِ اُویسیہ چک نمبر 11، کے بی پاک پتن شریف

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم الامین

اما بعد! جاننا چاہیے کہ حج وعمرہ کے لئے مسلمان پورے دنیا سے سفر کر کے بیت اللہ شریف (مکہ معظّمہ) حاضر ہوتے ہیں ان کے رہبری ورہنمائی کے لیے حج وعمرہ کے مسائل تحریر کرنے میں علماء کرام محنت کرتے ہیں، دیگر کئی حضرات نے پمفلٹ ررسائل رکتابیں تصنیف کیں۔خصوصاً فیضِ ملت مفسر اعظم پاکستان، حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سلسلہ میں کافی کام کیا ہے ۔خصوصاً آپ کی تصانیف ''حج کا ساتھی'' مدینہ کا راہی'' احکام حج وعمرہ''مدینے کی یادیں''اس موضوع پر بہترین ہیں۔

زیرِ نظر کتاب یعنی ''فیضانِ حج والعمرہ'' کی ضرورت اس لئے محسوس کی کہ تجربہ میں یہ بات آئی ہے کہ بزرگوں کی تحریر وتقریر میں جو اثر ہوتا ہے وہ عام تحریر وتقریر میں نہیں ہوتا۔ نیز اس سفر کے دوران آدمی کو بعض اوقات ایسے امور سے بھی واسطہ پڑتا ہے کہ جو ناگوار محسوس ہوتا ہے، ایسے امور میں مبتلا ہونے کی وجہ سے بندے کو بددل نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس سفر کے دوران جو بھی تکلیف محسوس ہو اسے خندہ پیشانی سے برداشت کرنا چاہیے۔

علاوہ ازیں یہ سفر عام سفر نہیں ہے بلکہ خاص اہمیت کا حامل سفر ہے اس لئے اس اہم سفر کی اہمیت کے پیشِ نظر خاص اہتمام کی ضرورت ہوتی ہے۔اس لئے اس سفر کے

دوران کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہیے جس کی وجہ سے سارا سفر ہی بیکار ہو جائے بلکہ ایک ایک لمحہ اس انداز میں گزاریئے کہ ہر لمحہ ایک یادگار بھی ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انوار و تجلیات حاصل ہوں۔

مرشدی قبلہ فیض ملت، فیض مجسم، شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حجاز مقدس کی بارہا حاضریاں نصیب ہوئی آپ نے کئی حج کیے عمروں کا تو شمار نہیں مدینہ منورہ مسجد نبوی شریف میں ۱۹۸۰ء تا وصال (تقریبا) ہر سال اعتکاف کے ساتھ تراویح قرآن سنانے کی ابدی سعادت سے بہرمند رہے اس مقدس سفر میں آپ کے تجربات یقیناً ہر زائر کے لیے بہت ہی مفید ہونگے حجاج و معتمرین کرام سے التجاء ہے کہ ان کے رفع درجات میں مزید بلندی کے لئے ضرور دعا فرمائیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ہمیں بھی محبوبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دریار پاک مدینہ منور اور مکۃ المکرّمہ کے مقدس مقامات کی زیارت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

فقط طالبِ دعا

الفقیر القادری ابواحمد غلام حسن اُویسی پاک پتن شریف

فضائلِ حج و عمرہ

الحمد للّٰہ رب العلمین والصلٰوۃ والسلام علیٰ سیدالانبیاء والمرسلین وعلٰی آلہ واصحابہ اجمعین

امابعد! جاننا چاہیے کہ جوں جوں قیامت قریب آ رہی ہے، معاشرے کی مادر پدری آزادی میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے، کوئی کسی کی نہیں سنتا، دیگر مذاہب والوں کو تو چھوڑیئے یہاں ابتری کا تو یہ عالم ہے کہ بعض مسلمان ہونے کے دعویدار بھی اسلامی اصولوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے انتہائی لایعنی سی گفتگو کرتے ہیں۔

ارکانِ اسلام پر عمل پیرا ہونا نہایت ضروری ہے۔ حج ارکانِ اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے۔ قرآن مجید میں حج و عمرہ کے بیشمار فضائل بیان فرمائے ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

☆ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ○ (پارہ ۴، سورہ آل عمران، آیت ۹۷)

اور اللہ کے لئے بیت اللہ شریف کا حج کرنا لوگوں پر لازم ہے اس شخص کے لئے جو وہاں تک جا سکتا ہو اور جو شخص انکار کرے بیشک اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔

حج کی فرضیت

حج کے معنی ہیں قصد اور ارادہ، عبادت کی نیت سے کعبہ شریف کا ارادہ کرنا حج ہے ۔ حج کا سبب کعبہ معظمہ ہے، کعبہ شریف سب سے پہلے بیت المعمور کے مقابل فرشتوں

نے بنایا تھا، حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار برس پہلے فرشتے اس کا حج کرتے تھے، پھر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک صرف انبیائے کرام نے حج کیا، کسی امت پر حج فرض نہ تھا، ۶ ہجری یا ۹ ہجری میں مسلمانوں پر حج فرض ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرضیت حج سے پہلے (قبل ازہجرت) جو حج فرمائے وہ بطور عادتِ کریمہ تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے پیدل چل کر چالیس حج کیے، حضور علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام و یونس علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام نے بھی شرکت کی۔ معلوم ہوا کہ انبیائے کرام زندہ ہیں عبادتیں کرتے ہیں مگر ان کی یہ عبادتیں شرعی تکلف سے نہیں ان کی خود اپنی خوشی سے ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضور علیہ السلام نے ان کی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ، جلد ۴، صفحہ ۱۱۵ مرقات ولمعات واشعہ)

حج مبرور کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ

کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کون سا عمل سب سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

قَالَ إِيمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ قِيلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ جِهَادٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ قِيلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَبْرُورٌ

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ عرض کی گئی اس کے بعد کون سا عمل ہے؟ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ عرض کی گئی کہ پھر کون سا ہے؟ فرمایا کہ حج مبرور۔

(بخاری شریف، کتاب المناسک، حدیث ۱۴۴۷۔ مسلم شریف۔ مشکوٰۃ شریف، حدیث ۳۳۹۲)

فائدہ

۔ چونکہ حج بدنی و مالی عبادات کا مجموعہ ہے اس لیے اس کا بھی بڑا درجہ ہے۔ حج مقبول ومبرور وہ ہے جو لڑائی جھگڑے گناہ و ریاء سے خالی ہو اور صحیح ادا کیا جائے۔

(مرأۃ شرح مشکوٰۃ، جلد۴)

رفع تعارض

خیال رہے کہ بعض احادیث میں ایمان کے بعد نماز کا ذکر ہے مگر یہاں جہاد کا ذکر آیا اس لیے کہ جہاد فی سبیل اللہ اکثر نمازی ہی کرتے ہیں یا بعض ہنگامی حالات میں جہاد نماز سے افضل ہو جاتا ہے، دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق میں زیادہ مشغولیت کی بنا پر پانچ نمازیں قضاء فرمادیں لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔ ہنگامی حالات اور ہوتے ہیں معمول پر پہنچنے کے بعد دوسرے حالات۔ (مرأۃ شرح مشکوٰۃ، جلد۴)

افضل جہاد

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔

أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْعَمَلِ أَفَلَا نُجَاهِدُ قَالَ لَا لٰكِنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُورٌ۔

(بخاری شریف،)(السنن الکبریٰ للبیہقی، حدیث ۱۷۵۸۳)

ترجمہ:- کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم لوگ جہاد کو سب سے افضل سمجھتے ہیں تو ہم خواتین جہاد میں شریک نہ ہوں؟ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے افضل جہاد حج مبرور ہے۔

دوسری حدیث

اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے

روایت ہے۔

قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَلَى النِّسَاءِ جِهَادٌ قَالَ نَعَمْ عَلَيْهِنَّ جِهَادٌ لَا قِتَالَ فِيهِ الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ ۔ (رواہ ابن ماجۃ۔ مشکوٰۃ شریف، حدیث ۲۴۱۹)

ترجمہ:- کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیا عورتوں پر جہاد فرض ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں ان پر وہ جہاد (فرض) ہے جس میں جنگ نہیں یعنی حج وعمرہ۔

فائدہ

بلکہ ان کے جہاد میں سفر، تھکن اور مشقت ہے جنگ نہیں، اسی مناسبت سے حج کو جہاد فرمایا۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ، جلد ۴)

تیسری حدیث مبارکہ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

قَالَتْ اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ جِهَادُكُنَّ الْحَجُّ (بخاری شریف۔ مسلم شریف۔ مشکوٰۃ شریف، حدیث ۲۴۰۰)

کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جہاد کے متعلق اجازت مانگی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورتوں کا جہاد حج ہے۔

مسئلہ

عورتوں پر جہاد فرض نہیں حج فرض ہے اگر ان میں اس کی طاقت ہو۔ خیال رہے کہ کبھی ہنگامی حالات ایسے نازک ہو جاتے ہیں کہ عورتوں کا بھی جہاد کرنا پڑتا ہے جب کہ مرد جہاد کے لیے ناکافی ہوں، کفار کا دباؤ بڑھ جائے، یہ حدیث نارمل حالات کی ہے اور جن احادیث میں عورتوں کا جہاد میں جانا ثابت ہے وہ ہنگامی حالات میں ہے لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔

درسِ عبرت

اس حدیث سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو جوان لڑکیوں کو تعلیم کے بہانہ اکیلی پردیس میں بھیج دیتے ہیں جہاں اسکولوں (کالجوں اور یونیورسٹیوں) میں مخلوط تعلیم دی جاتی ہے، وہ بھی عبرت پکڑیں جو جہاد پریڈ کے بہانہ عورتوں کو بے پردہ پھراتے ہیں۔ (مرأۃ شرح مشکوٰۃ، جلد۴،)

☆ اس سے وہ لوگ بھی عبرت حاصل کریں جو مختلف عنوانات کے تحت عورتوں کے دوڑنے کے مقابلے کراتے اور ان مقابلوں میں اپنی بہو بیٹیوں وغیرہ کو شامل کرتے ہیں جن میں ویڈیو فلمیں بنائی جاتی ہیں۔ تصاویر وغیرہ، اخبارات اور رسائل میں شائع کی جاتی ہیں، پوری دنیا میں نمائش کی جاتی ہیں۔ اسی طرح گیمز کے نام پر مذہبی روایات کو پامال کیا جاتا ہے، مسلم تہذیب کو ختم کیا جارہا ہے۔ یہود و ہنود اور نصاریٰ کی تہذیب اپنائی جارہی ہے۔ ڈانس پارٹیوں کا اودھم مچانا، بہر حال کس کس مسئلے کو چھیڑا جائے یہاں تو ہر سُو عجیب عجیب خلفشاریاں پیدا ہو چکی ہیں۔ دین سے محبت رکھنے والے تجھے دعوتِ فکر ہے آج سنبھل جا، سنبھلنے کی کوشش کر، آگے حالات اس سے بھی زیادہ پُر آشوب پیدا ہونے کے امکان ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقائق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مقبول حج کا ثواب جنت

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَابِعُوا بَیْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ فَإِنَّھُمَا یَنْفِیَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ کَمَا یَنْفِی الْکِیرُ خَبَثَ الْحَدِیدِ وَالذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ وَلَیْسَ لِلْحَجَّۃِ الْمَبْرُوْرَۃِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّۃُ

(رواہ الترمذی والنسائی ورواہ احمد وابن ماجہ، عن عمر الیٰ قولہ خبث الحدیث۔ مشکوٰۃ شریف، حدیث ۲۴۱۵)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حج و عمرہ ملا کر کرو کہ یہ

دونوں غریبی اور گناہوں کو ایسے مٹا دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کے میل کو اور مقبول حج کا ثواب جنت کے سوا اور کچھ نہیں۔

فائدہ

قران یا تمتع یا حج وعمرہ ملا کر کرنے سے دل کی اور ظاہری فقیری بھی بفضلہٖ تعالیٰ دور ہوتی ہے اور گناہ بھی معاف ہوتے ہیں اس کا تجربہ بھی ہے۔ خیال رہے کہ گناہ وفقر دور کرنا رب کا کام ہے مگر یہاں اسے حج وعمرہ کی طرف نسبت کیا گیا ہے کہ یہ اس کا سبب ہے لہٰذا کہہ سکتے ہیں کہ اللہ ورسول غنی کر دیتے ہیں، رب فرماتا ہے۔

اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُه مِنْ فَضْلِهٖ۔ (پارہ۱۰، سورۃ التوبۃ، آیت ۷۴)

اللہ ورسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

جنت ضرور ملے گی

اس حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ یہ وہ ہے جو حلال کمائی اور صحیح طریقہ سے ادا کیا جائے، اخلاص کے ساتھ اور مرتے دم تک کوئی ایسی حرکت نہ ہو جس سے حج باطل ہو جائے یعنی مقبول کا بدلہ صرف دنیاوی غذا اور گناہوں کی معافی یا دوزخ سے نجات یا تخفیف عذاب نہ ہوگا، بلکہ جنت ضرور ملے گی۔

منذری کی روایت

نیز لکھتے ہیں کہ منذری کی روایت میں ہے کہ جو حج کے لیے اخلاص سے جائے تو اس کی بخشش بھی ہوگی اور اس کی شفاعت بھی قبول ہوگی اور حاجی گھر واپس آنے تک اللہ کی امان میں رہتا ہے، حج میں ایک درہم خرچ کرنا دوسرے مقامات پر دس لاکھ درہم خرچ کرنے سے افضل ہے۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ، جلد۴)

☆ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتی ہیں کہ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ مَنْ أَھَلَّ بِحَجَّةٍ أَوْ عُمْرَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ الْأَقْصَی إِلَی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ غُفِرَ لَہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہِ وَمَا تَأَخَّرَ أَوْ وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّةُ۔ (رواہ ابوداؤد وابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف، حدیث ۲۴۱۷)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام تک حج وعمرہ کا احرام باندھے تو اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں یا اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

"وَفْدُ اللّٰہ" ﴾ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَنَّہُ قَالَ الْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰہِ إِنْ دَعَوْہُ أَجَابَھُمْ وَإِنِ اسْتَغْفَرُوہُ غَفَرَ لَھُمْ۔

(رواہ ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف، کتاب المناسک، فصل ۳، حدیث ۲۴۲۱)

کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا حج وعمرہ کرنے والے اللہ کا وفد (یعنی اللہ تعالیٰ کی جماعت) ہیں۔ اگر یہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی (دعا) قبول کرے اور اس اگر اس سے مغفرت مانگیں تو انہیں بخش دے۔

مقبول الدعاء

(وہ لوگ) جو اللہ تعالیٰ کے گھر جا رہے ہیں رب سے ملنے جا رہے ہیں اور سلطان اپنے ملاقاتیوں کی بات مانتا ہے، ان کی سفارش قبول کرتا ہے اس لیے یہ لوگ بھی مقبول الدعا ہیں۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ، جلد ۴)

مسلمانوں کا طریقہ

مسلمانوں کا طریقہ ہے کہ حجاج کو پہنچانے، وداع کرنے اور واپسی پر ان کا استقبال کرنے کے لیے اسٹیشن رائیر پورٹ تک جاتے ہیں ان سے دعا کراتے ہیں۔ یہ اس حدیث پر ہی عمل ہے کہ حاجی گھر سے نکلتے ہی مقبول الدعا ہے اور واپس گھر میں

داخل ہونے تک مستجاب الدعوات رہتا ہے۔

خیال رہے کہ حاجی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واحد فرمایا اور عمرہ کرنے والوں کو جمع تاکہ پتہ لگے کہ عمرہ والے سے حج والے کا درجہ زیادہ ہے کہ ایک حاجی عمرہ والوں کی جماعت کے برابر ہے کیوں نہ ہو کہ حج فرض ہے اور عمرہ سنت، یہ ہی مذہب احناف ہے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ، جلد۴)

"وَفْدُ اللّٰهِ ثَلٰثَةٌ" ﴿ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يَقُولُ وَفْدُ اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ اَلْغَازِي وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ

(رواہ النسائی، والبیهقی فی شعب الایمان۔ مشکوۃ المصابیح، حدیث ۲۴۲۲)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کی جماعتیں تین ہیں۔ غازی، حاجی اور عمرہ کرنے والا۔

فائدہ

یعنی تین شخص یا تین قسم کے لوگ ہیں۔ وفد وہ جماعت کہلاتی ہے جو اپنی قوم کی نمائندہ بن کر سلطان کی خدمت میں عرض معروض کرنے پر حاضر ہو۔

چونکہ یہ حضرات راہِ الٰہی میں بہت محنت و مشقت اٹھاتے ہیں اور ان کی دعائیں تمام مسلمانوں کو کام آتی ہیں اسی لیے انہیں وفد اللہ فرمایا گیا یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مسلمانوں کی طرف سے نمائندہ بن کر آنے والے لوگ۔ (مراۃ شرح مشکوۃ، جلد۴)

حاجی سے شرفِ ملاقات کا اجر

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَقِيتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَصَافِحْهُ وَمُرْهُ اَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ اَنْ يَدْخُلَ بَيْتَهُ فَإِنَّهُ مَغْفُورٌ لَهُ۔

(رواہ احمد۔ مشکوٰۃ المصابیح، کتاب المناسک، فصل ۳، حدیث ۲۴۲۳)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم حاجی سے ملو تو اسے سلام کرو اور اس سے مصافحہ کرو اور اس کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اپنی دعائے مغفرت کے لئے کیونکہ وہ بخشا ہوا ہے۔

فائدہ

معلوم ہوا کہ مغفور لوگوں سے دعا کرانی چاہیے لہٰذا اولیاء اللہ اور چھوٹے بچوں سے دعا کرانی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کریم ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ غَازِیًا ثُمَّ مَاتَ فِی طَرِیقِہِ کَتَبَ اللّٰہُ لَہُ أَجْرَ الْغَازِی وَالْحَاجِّ والمعتمِرِ۔

(رواہ البیھقی فی شعب الایمان۔ مشکوٰۃ شریف، کتاب المناسک، فصل ۳، حدیث ۲۴۲۴)

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو حاجی یا غازی یا عمرہ کرنے والا ہو کر نکلا، پھر راستہ میں مر گیا تو اس کے لئے غازی، حاجی اور عمرہ والے کا ثواب لکھ دیا گیا۔

حج وعمرہ کا اجر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرَۃُ إِلَی الْعُمْرَۃِ کَفَّارَۃٌ لِمَا بَیْنَھُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَیْسَ لَہُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّۃُ۔ (بخاری شریف، کتاب الحج، ابواب العمرۃ، حدیث ۱۶۸۳)

(مسلم شریف، ترمذی شریف، نسائی شریف، سنن ابن ماجہ شریف، موطا امام مالک، سنن دارمی شریف، السنن الکبری للبیھقی)

ترجمہ:- رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک (درمیان میں ہونے والے تمام گناہوں کا کفارہ ہے) اور مبرور حج کا بدلہ صرف جنت ہے۔

گناہوں سے طہارت کا ایک سبب حج

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔

مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ

جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی (رضا کے حصول کے لئے) حج کیا اس نے اس دوران کوئی گناہ نہیں کیا اور کوئی فحش کام نہیں کیا جب وہ واپس آتا ہے (تو گناہوں سے اس طرح پاک ہو چکا ہوتا ہے) جیسے اس دن تھا جب اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔

حج کی وسعت کے باوجود حج نہ کرنے کی مذمت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم مَنْ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ أَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ أَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ فَلْيَمُتْ إِنْ شَاءَ يَهُودِيًّا وَإِنْ شَاءَ نَصْرَانِيًّا۔ (رواہ الدارمی بخاری شریف، کتاب المناسک)

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کو حج سے کوئی ظاہری ضرورت یا ظالم بادشاہ یا روکنے والی بیماری نہ روکے پھر وہ حج کئے بغیر مر جائے تو چاہے وہ یہودی ہو کر مرے اور چاہے عیسائی ہو کر مرے۔

فائدہ

یعنی اس کی موت یہود و نصاریٰ کی سی ہے کہ وہ لوگ کتاب اللہ پڑھتے تھے مگر عمل نہ کرتے تھے ایسے ہی یہ قرآن شریف پڑھتا رہا اور حج کی آیت پر بلا عذر عمل نہ کیا لہٰذا

حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ بدعملی فسق ہے کفر نہیں، پھر اس کی موت کو یہودیوں عیسائیوں کی موت کیوں فرمایا۔

☆ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ إِلَى بَيْتِ اللّٰهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوتَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُولُ (وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا) (مشکوٰۃ المصابیح، حدیث ۲۴۰۷)

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص توشہ اور سواری کا مالک ہو جو اسے بیت اللہ تک پہنچا سکے پھر حج نہ کرے تو اس میں فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ لوگوں پر اللہ تعالیٰ کے لئے بیت اللہ کا حج فرض ہے جو وہاں تک کا راستہ طے کر سکے۔

توشہ اور سواری

زاد سے مراد بقدر ضرورت اپنا اور اپنے بچوں کا خرچ ہے یعنی اپنا تو سفر کا خرچ اور اپنے لوٹنے تک بچوں کا گھر کا خرچ، یہ مصارف مکہ معظّمہ سے قریب و بعد اور زمانہ کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے اس لیے اس کا تقرر نہیں ہوسکتا اور سواری سے مراد ہر قسم کی ضروری سواری ہے جیسے آج کل ریل، جہاز، موٹر کار کا خرچ۔ ملکیت سے مراد سواری کے نفع کی ملکیت کی ہے لہٰذا جو سواری کے کرایہ پر قادر ہو اس پر حج فرض ہے۔ اس کی تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ فرمائیے۔ سواری میں جانے آنے کا خرچ مراد ہے نہ کہ صرف جانے کا۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ، جلد۴)

اس آیت کے آخر میں۔ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ ۝

(پارہ ۴، سورہ آل عمران، آیت ۹۷)

اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری آیت کریمہ تلاوت فرمائی ہوگی کہ محلِ استدلال آخر میں ہے مگر راوی نے صرف اس قدر تلاوت کی۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ، جلد۴،)

ماہ رمضان المبارک میں عمرہ کرنا

عمرہ شریف کی سعادت جب بھی حاصل ہوجائے بڑی عظیم سعادت ہے مگر افسوس کہ بعض لوگوں کو اس سے بھی چڑ ہے جن کو عمرہ شریف بکثرت کرنے سے چڑ ہے یہ ان کی بدنصیبی سمجھئے۔ بہرحال رمضان المبارک میں عمرہ شریف کی سعادت حاصل ہونے کی اک اپنی شان ہے۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسلم إِن عُمْرَةً فِي رَمَضَان تعدل حجَّة

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان المبارک میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔

(مسند احمد، جلد۴، جلد۶، ، دارمی شریف، جلد اول' مسلم شریف جلد اول، مشکوٰۃ شریف، کتاب المناسک، حدیث ۲۳۹۵)

☆ عطاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یہ بتاتے ہوئے سنا ہے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک انصاری خاتون سے فرمایا (راوی بیان کرتے ہیں) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس عورت کا نام لیا تھا مگر میں اس عورت کا نام بھول گیا ہوں (نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) کیا وجہ ہے کہ تم ہمارے ہمراہ حج کے لئے نہیں جارہی۔ اس خاتون نے عرض کی ہماری ایک اونٹنی پر ابوفلاں اور ان کا بیٹا (اس عورت نے اپنے شوہر اور بیٹے کے بارے میں بتایا) سوار ہوگئے ہیں اور انہوں نے ایک دوسری اونٹنی چھوڑی ہے جس پر ہم پانی لاتے ہیں۔ قَالَ فَإِذَا كَانَ رَمَضَانُ اعْتَمِرِى فِيْهِ فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ حَجَّةٌ أَوْ نَحْوًا مِمَّا قَالَ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو رمضان (المبارک) کا مہینہ ہے تم اس میں عمرہ کر لینا کیونکہ رمضان کے مہینے میں عمرہ کرنا حج کی مانند ہے (یا اس سے ملتا جلتا کوئی لفظ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا)۔

(بخاری شریف، کتاب الحج، ابواب العمرۃ، حدیث ۱۶۹۰، حدیث ۱۷۶۴)

مسافرانِ حرم اللہ تعالیٰ کے مہمان

مسافرانِ حرم کو اللہ تعالیٰ نے اپنا مہمان قرار دیا ہے۔ ابن ماجہ شریف میں ارشادِ حبیبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ ''حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، اگر وہ دعا مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ (ان کی دعاؤں کو) شرفِ قبولیت سے نوازتا ہے، وہ بخشش چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں بخش دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، کتاب المناسک)

فائدہ

جس طرح میزبان کے ذمہ مہمان کے حقوق ہیں، اسی طرح مہمان کے ذمہ میزبان کے بھی حقوق ہیں اور ان کی رعایت کرنا ضروری ہے۔ اگر حجاج اس نکتہ کو یاد رکھیں اور مہمانی کے اس عظیم شرف کا خیال رکھیں تو ان شاء اللہ حج کے پورے زمانے میں عجیب لذت پائیں گے۔ حج کے مسائل، اس کے شرائط، ارکان و آداب، درحقیقت یہی وہ حقوق ہیں جو اللہ تعالیٰ کے مہمان ہونے کی حیثیت سے حجاج کے ذمہ عائد ہوتے ہیں، محض خشک مسائل کی حیثیت سے نہیں بلکہ حق تعالیٰ کے مہمان ہونے کے خیال سے ان پر عمل کرنا اور ان کا لحاظ رکھنا بے حد نفع بخش ہوتا ہے۔

حج و عمرہ پر جانے والوں کے لئے ہدایات

مختصر ہدایات

(۱) اس سفر سے مقصود رضائے الٰہی اور ادائیگی سنتِ مصطفوی ہو اور بس۔

(۲) تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے قلبی طور پر تائب ہو۔

(۳) جس کا قرض آتا ہو یا امانت پاس ہو ادا کرے، جن کے مال ناحق لیے ہوں واپس دے یا معاف کرائے، پتہ نہ چلے تو مال فقیروں کو دے دے۔

(۴) نماز، روزہ، زکوٰۃ جتنی عبادات ذمہ پر ہوں ادا کرے اور تائب ہو۔

(۵) جس کی اجازت کے بغیر سفر مکروہ ہے جیسے ماں، باپ، شوہر، اسے رضامند کرے جس کا اس پر قرض آتا ہے، اس وقت نہ دے سکے تو اس سے بھی اجازت لے، پھر بھی حج کسی کی اجازت نہ دینے سے رک نہیں سکتا۔ بہرحال اجازت میں کوشش کرے نہ ملے تو پھر بھی چلا جائے۔

(۶) عورت کے ساتھ جب تک شوہر یا محرم بالغ قابل اطمینان نہ ہو جس سے نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہے سفر حرام ہے، اگر کوئی عورت سفر کرے گی تو حج ہو جائے گا مگر ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔

(۷) زادِ راہ مالِ حلال سے ہو ورنہ حج قبول ہونے کی امید نہیں اگرچہ فرض اتر جائے گا۔

فائدہ

جس شخص کا مال مشتبہ ہو اس کو چاہیے کہ قرض لے کر اس سے حج کرے پھر قرض اپنے مال سے ادا کرے تاکہ حج کے ثواب و برکات سے محروم نہ رہے۔

(۸) حاجت سے زیادہ مال و اسباب لے کر احباب کی مدد اور فقیروں پر صدقہ کرتا ہوا جائے، یہ حج مبرور کی نشانی ہے۔

ہوائی جہاز کا سفر مختصر ہے فلہٰذا سامان بھی مختصر ہونا چاہیے، کھانے پینے کے لئے تو کچھ بھی نہ لے جائیں۔ جس کریم کا مہمان بن کر جا رہا ہے وہی اس کی کفالت کریں گے، ہوٹل ہر جگہ ہیں کفایت شعاری سے کام لیں، پیٹ بھرنے سے بچ کر رہیں گے تو آرام سے وقت بسر ہوگا، اگر بحری سفر ہے تو جہاز کے کھانے میں قلتِ طعام کی عادت

ڈالیں، اپنے گھر سے بھنے چنے یا خشک کھجور کے چند دانوں سے وقت گزاریں۔

فائدہ

گھر یا اپنے شہر کی مٹی ساتھ رکھے، حرمین شریفین پہنچنے سے پہلے پانی میں تھوڑی سی مٹی ملا لیا کرے بہت سی بیماریوں سے حفاظت رہے گی۔

(۹) احرام کا کپڑا اپنے شہر سے خریدے، دو بڑے تولیے کا احرام جو چادر اور تہبند کا کام دے سکیں اگر اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہے تو دو تین احرام رکھ لیں کہ ایک میلا ہو جائے تو دوسرا استعمال کر سکے۔

(۱۰) آئینہ، سُرمہ، کنگھا، مسواک ساتھ رکھے کہ سنت ہے۔ (چھوٹی قینچی، سوئی دھاگہ، تیل صابن، تولیہ، خوشبو، زیر ناف بال صاف کرنے کے لیے استراء (بلیڈ/مشین) ضرور ساتھ رکھیں۔

(۱۱) اکیلا سفر نہ کرے منع ہے، رفیق دیندار ہو کہ بد دین کی رفاقت سے اکیلا بہتر ہے۔ صحیح العقیدہ سنی عالم دین اور تجربہ کار یعنی جس نے پہلے حج کیا ہو اسے رفیق بنانا افضل ہے۔

(۱۲) حدیث شریف میں ہے جب تین آدمی سفر کو جائیں اپنے میں ایک کو امیر بنالیں اس میں کاموں کا انتظام رہتا ہے، امیر اسے بنائیں جو خوش خلق، عاقل دیندار ہو، امیر کو چاہیے ساتھیوں کے آرام کو اپنی آسائش پر مقدم رکھے۔

(۱۳) چلتے وقت اپنے دوستوں عزیزوں سے ملے اور اپنے قصور معاف کرائے اور اب ان پر لازم ہے کہ دل سے معاف کر دیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس کے پاس اس کا مسلمان بھائی مغذرت کے لیے آئے تو واجب ہے کہ قبول کر لے ورنہ حوضِ کوثر پر آنا نہ ملے گا۔

(۱۴) وقت رخصت سب سے دعا لے کہ برکت پائے گا۔

(۱۵) ان سب کے دین، جان، اولاد، مال، تندرستی، عافیت اللہ تعالیٰ کے سپرد

کرے۔

(۱۶) لباس سفر پہن کر گھر میں چار رکعت نفل، الحمد وقل سے پڑھ کر باہر نکلے، وہ نوافل واپس آنے تک اس کے اہل وعیال اور مال کی نگہبانی کریں گی۔

(۱۷) جدھر سفر کو جائے جمعرات یا ہفتہ یا پیر کا دن ہو، اور صبح کا وقت مبارک ہے، اور اہل جمعہ کو سفر جمعہ قبل جمعہ اچھا نہیں۔

(۱۸) گھر کے دروازہ سے باہر نکلتے ہی کہے۔

"بِسْمِ اللّٰهِ وَاٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَتَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ نَزِلَّ أَوْ نَضِلَّ وَ نُضَلَّ أَوْ نَظْلِمَ أَوْ نُظْلَمَ أَوْ نَجْهَلَ أَوْ يَجْهِلَ عَلَيْنَا اَحَد"

اللہ کے نام سے اور اللہ کی مدد سے اور میں نے اللہ پر بھروسہ کیا اور نہ گناہوں سے پھرنا نہ طاعت کی طاقت مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق۔ الٰہی ہم تیری پناہ چاہتے ہیں اس سے کہ خود لغزش کریں یا دوسرا ہمیں لغزش دے یا خود بہکیں یا دوسرا بہکائے یا ظلم کریں یا ہم پر ظلم کریں یا جہل کریں یا ہم پر کوئی جہل کرے۔

ہو سکے تو دعا مذکورہ کے بعد یہ الفاظ پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْئَالُكَ فِي سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى، اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِلَنَا بُعْدَهُ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ

اے اللہ ہم تجھ سے اس سفر میں نیکی اور تقویٰ کا سوال کرتے ہیں اور ان اعمال کا سوال کرتے ہیں جن سے تو راضی ہے، اے اللہ ہمارے اس سفر کو ہم پر آسان فرمادے اور اس کا راستہ جلدی جلدی طے کرادے، اے اللہ تو سفر میں ہمارا ساتھی ہے اور ہمارے پیچھے گھر کا کارساز۔

اور دوران سفر درود وسلام کی کثرت کرے ڈھیروں برکتیں پائے گا۔

(۱۹) سب سے رخصت کے بعد اپنے گھر سے قریبی مسجد سے رخصت ہو، وقتِ کراہت نہ ہو تو اس میں دو رکعت نفل پڑھے اور عزیزوں کو یوں دعا دے۔

''اَسْتَوْدِعُکُمُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا یُضِیْعُ وَدائعه''

ترجمہ: میں نے تم سب کو اس اللہ کی امان میں دیا جو کسی کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

(۲۰) چلتے وقت یہ دعا پڑھے۔

''اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ وَّعْشَآءِ السَّفَرِ وَ كَابَةِ الْمُنْقَلَبِ وَ سُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ''

الٰہی ہم تیری پناہ مانگتے ہیں سفر کی مشقت اور واپسی کی بدحالی اور مال یا اولاد میں کوئی بُری حالت نظر آنے سے۔

واپسی تک مال اور اہل وعیال محفوظ رہیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

(۲۱) لوگوں سے مصافحہ کریں تو یہ کہیں

''اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِیْنَكُمْ وَاِیْمَانَكُمْ وَخَوَاتِیْمَ اَعْمَالِكُمْ''

میں تمہارا دین اور تمہارا ایمان اور تمہارے کاموں کا انجام خداوند تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔

آسانی سفر کے لیے اہم وظیفہ

روانگی سفر کے وقت سورۂ لہب کے سوا سورۂ کافرون سے سورۂ الناس تک پانچ سورتیں مع بسم اللہ شریف پڑھے پھر آخر میں ایک بار بسم اللہ شریف پڑھے راستے بھر آرام میں رہے گا۔

(۲۲) نیز اُس وقت ''اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْآنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ'' (پارہ ۲۰، سورۂ القصص، آیت ۸۵)

''بیشک جس نے تم پر قرآن فرض کیا وہ تمہیں پھیر لے جائے گا جہاں پھرنا چاہتے ہو'' ایک بار پڑھ لے ان شاء اللہ تعالیٰ بالخیر واپس آئے گا۔

(۲۳) ریل وغیرہ یا جس سواری پر سوار ہو "بِسْمِ اللّٰہِ" کہے پھر "اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَلْحَمْدُلِلّٰہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ" تین تین بار "لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" ایک بار، پھر پڑھے "سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ o وَاِنَّااِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ o"

(پاکی ہے اسے جس نے اسے ہمارے بس میں کر دیا اور ہم میں اس کی طاقت نہ تھی بیشک ہم ضرور اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں)

(۲۴) ہر بلندی پر چڑھتے "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہے اور نیچے اترتے "سُبْحَانَ اللّٰہِ" پڑھے۔

(۲۵) جس منزل پر اُترے "اَعُوْذُ بِکَلِمٰتِ اللّٰہِ التَّامَّات کُلِّھَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ (میں اللہ تعالیٰ کی کامل باتوں کی پناہ مانگتا ہوں اس سب مخلوق کی شر سے) کہے ہر نقصان سے بچے گا۔

(۲۶) جب وہ علاقہ نظر آئے جس میں ٹھہرنا چاہتا ہے کہے

"اَللّٰھُمَّ اِنَّانَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَخَیْرَمَا فِیْھَا وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَشَرِّاَھْلِھَا وَشَرِّمَا فِیْھَا"

(الٰہی ہم تجھ سے مانگتے ہیں اس بستی کی بھلائی اور اس بستی والوں کی بھلائی اور اس بستی میں جو کچھ ہے اس کی بھلائی اور تیری پناہ مانگتے ہیں اس بستی کی برائی سے اور اس میں جو کچھ ہے اس کی بُرائی سے) ہر بلا سے محفوظ رہے گا۔

(۲۷) دورانِ سفر بیہودہ اور ناجائز باتوں سے پرہیز کرے جہاں تک ہو سکے ذکر الٰہی اور درود شریف یا دینی کتابوں کے مطالعہ میں مشغول رہے۔ جب احرام باندھ لے تو "لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ" کی کثرت کرے۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ نے فرمایا۔

ذکر خدا سے دل بہلائے کہ فرشتہ ساتھ رہے گا، بیہودہ اشعار ولغویات سے شیطان ساتھ ہوگا ہاں اپنے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نعتیں اور صحابہ واہل

بیت واولیاءِ کرام کے مناقب وکمالات پڑھنا سننا موجب صد برکات ہے۔

(۲۸) ہر سفر خصوصاً سفر حج میں اپنے اور اپنے عزیزوں دوستوں کے لیے دعا سے غافل نہ رہے کہ مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے۔

(۲۹) جب بحری جہاز پر سوار ہوں تو کہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖيْهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ o وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُه يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحَانَه وَتَعَالٰی عَمَّا يُشْرِكُوْنَ o (ڈوبنے سے محفوظ رہے گا)

ترجمہ: اللہ کے نام سے ہے اس کشتی کا چلنا اور ٹھہرنا، بیشک میرا رب ضرور بخشنے والا مہربان ہے، کافروں نے خدا ہی کی قدر جیسے چاہیے تھی نہ پہچانی، حالانکہ ساری زمین قیامت کے دن بہت حقیر سی چیز کی طرح اس کے قبضہ میں ہے اور سب آسمان اس کی قدرت سے لپیٹے جائیں گے، وہ پاک و بلند ہے ان کے شرک سے۔

(۳۰) ہوائی جہاز پر سوار ہونے کی دعا۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖيْهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ o رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبَارَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ o

(۳۱) سوتے وقت آیۃ الکرسی ایک بار ہمیشہ پڑھے کہ چور اور شیطان سے امان رہے

(۳۲) اگر کوئی چیز گم ہو جائے تو کہے۔

يَاجَامِعَ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّارَيْبَ فِيْهِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَايُخْلِفُ الْمِيْعَادَ o اِجْمَعْ بَيْنِیْ وَبَيْنَ ضَالَّتِیْ ۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ گمشدہ چیز مل جائے گی)

ترجمہ: اے یقینی دن کے لیے سب لوگوں کے جمع فرمانے والے بیشک اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا مجھے میری گم شدہ چیز ملا دے۔

(۳۳) مشکل میں مدد کی حاجت ہو تین بار کہے "اَعِيْنُوْنِیْ يَاعِبَادَ اللّٰهِ" (اے اللہ کے نیک بندو میری مدد کرو)

غیب سے مدد ہوگی یہ حکم حدیث میں ہے۔

(۳۴) یَا صَمَدُ (اے بے نیاز) ۱۳۴ بار روزانہ پڑھے بھوک و پیاس سے بچے گا۔

(۳۵) اگر دشمنی یار ہزن کا ڈر ہو سورۃ "لِاِیْلٰف" پڑھے، ہر بلا سے امان رہے۔

(۳۶) جہاں تک ممکن ہو کھانا پینے اور روپے پیسے میں کسی سے شرکت نہ کرے اس میں ہر وقت تنگی اور جھگڑے رہتے ہیں۔ اگر شرکت پر مجبور ہو تو سب سے زیادہ خرچ کرے اور سب سے زائد کام کرے اور سب سے کم کھائے اس لئے کہ اس مبارک سفر میں جس قدر زائد خرچ کرے اسی قدر فائدہ اور کامیاب ہوگا خرچ اور خدمت دونوں مستقل ثواب کی چیزیں ہیں۔

(۳۷) دل و دماغ ہر قت، ہر آن، ہر حالت اور ہر مشغلہ میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و محبت کے جذبات سے معمور ہو۔ نہ دماغ میں کسی خیال کو آنے دیں اور نہ دل میں کسی غیر کا گزر ہو، ایک ہی خیال اور ایک ہی دھن سوار ہو اور اسی خیال میں مجنونہ وار مست ہو۔

(۳۸) احکام خداوندی کی پوری پوری بجا آوری ہو، ہر کام میں عزیمت پر عمل ہو، ہر حکم کی بجا آوری میں پوری مستعدی اور چستی ہو، فرائض خداوندی کی ادائیگی میں پورا اہتمام ہو اور سنن و مستحبات تک کی پابندی ہو اور ایک مستعد غلام کی طرح ہر وقت ہوشیار اور حاضر باش رہے۔

(۳۹) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت اور طریقِ کار کا پورا پورا اتباع ہو، ہر بات اور کام میں آپ کی پوری پوری پیروی ہو، عبادات ہی نہیں عادات میں بھی آپ کا کامل اتباع ہو اور کوئی سنت قصداً یا مجبوری ترک نہ ہو۔

(۴۰) تمام تر مساعی دین کے فروغ و عروج احکامِ خداوندی کے اجراء، شعائر اسلامی کے احیاء اور اعلاء کلمۃ اللہ اور اتباع رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی غرض پر ہوں۔

(۴۱) اس مقدس سفر میں تواضع اور انکساری و عاجزی کو اختیار کریں اور اُن آداب کو ملحوظ خاطر رکھیں جو بارگاہ صمدیت کے شایانِ شان ہو۔ کھانا پینا، قیام کرنا، لباس سواری اور مکان غرض کوئی چیز ایسی نہ ہو جس سے تکبر اور بڑائی کی بُو آتی ہو۔ ایک عاجز بندہ بن کر غلاموں کی طرح اس عالی دربار میں رہنے کو اپنی سعادت سمجھے۔ حدیث شریف میں آیا ہے حق تعالیٰ اس حاجی کو پسند فرماتا ہے جس کے بال بکھرے ہوئے اور کپڑے غبار سے آلودہ ہوں۔

(۴۲) اپنے ساتھی اور ملازم کے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی کا برتاؤ کریں اور کام میں اس کی اعانت و مدد کریں۔ بدخلقی اور جھگڑوں سے بچیں، زبان کو جھوٹ، غیبت، لعنت اور فحش باتوں سے محفوظ رکھیں۔

(۴۳) جو کچھ نقصانات اور تکالیف اس مبارک سفر میں پیش آ میں ان سے پریشان اور بددل نہ ہو بلکہ ہر بات پر ثواب کی امید رکھیں اور اس کو حج کے قبول ہونے کی علامت سمجھیں۔

(۴۴) سفر حج میں لوگ آپس میں بہت لڑتے ہیں جہاز پر سوار ہوتے وقت جگہ لینے پر بہت لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں، بعض لوگ تو اس قدر حدود سے تجاوز کرتے ہیں کہ گالی گلوچ اور مار پیٹ تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اس مبارک سفر میں جنگ وجدال اور گالی گلوچ بہت بڑا گناہ ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ۔ (پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۹۷)

حج کے کئی مہینے ہیں جانتے ہوئے تو جوان میں حج کی نیت کرے تو نہ عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ ہو نہ کوئی گناہ نہ کسی سے جھگڑا حج کے وقت تک۔

گناہوں سے پاکیزگی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کو یہ حدیث پاک فرماتے ہوئے سنا

مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ

جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی (رضا کے حصول کے لئے) حج کیا اس نے اس دوران کوئی گناہ نہیں کیا اور کوئی فحش کام نہیں کیا جب وہ واپس آتا ہے (تو گناہوں سے اس طرح پاک ہو چکا ہوتا ہے) جیسے اس دن تھا جب اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔ (بخاری شریف، کتاب المناسک، حدیث ۱۴۴۹)

فائدہ

حج کے بیان میں رفث سے مراد ہوتا ہے بیوی سے صحبت یا صحبت کے اسباب پر مثل یا صحبت کی گفتگو اور فسق سے مراد ہوتا ہے ساتھیوں سے لڑائی جھگڑا یعنی جو رضائے الٰہی کے لیے حج کرے اور حج کو فحش باتوں، لڑائی جھگڑوں سے پاک وصاف رکھے تو گناہ صغیرہ سے تو یقیناً اور کبیرہ سے احتمالاً بالکل صاف ہو جائے گا حقوق العباد تو ادا ہی کرنا پڑیں گے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۴ بحوالہ مرقات)

فائدہ

اس حدیث سے معلوم ہوا جو لوگ لڑائی جھگڑا کرتے ہیں ان کے گناہ معاف نہیں ہوتے اور ان کا حج بھی قبول نہیں ہوتا۔ اس لئے حجاج کو اپنے رفقاء اور دوسرے لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہیے، جہاز پر اور دیگر مواقع میں ہوشیاری سے کام کرنا چاہیے کہ نہ خود تکلیف اٹھاؤ نہ دوسروں کو تکلیف دو۔ خوش اخلاقی اور نرمی سے جو کام ہوتا ہے وہ غصہ اور زور سے نہیں ہوتا۔

(۴۵) فرض نمازوں کو مستحب اوقات میں پڑھنے کا اہتمام کرے، جماعت کے ساتھ ممکن ہو اور صحیح العقیدہ سنی عالم پڑھائے تو جماعت کے ساتھ ورنہ اکیلا پڑھے اسی میں نجات ہے۔ تعجب اور حیرت کا مقام ہے کہ اگر لوگ ایک فرض حج کی وجہ سے اکثر

فرض نمازوں کو بدعقیدہ امام کی اقتداء میں ادا کر کے ضائع اور خراب کر دیتے ہیں بلکہ بعض دفعہ نماز قضا تک کر دیتے ہیں، جس مقدس سفر میں نوافل اور مستحبات کا التزام اور پابندی کرنی چاہیے تھی اس میں فرض نمازوں میں سستی اور بے پرواہی برتنا سراسر نقصان اور محرومی کی دلیل ہے۔

بار بار مبارک سفر نصیب نہیں ہوتا اس لئے وقت کو غنیمت سمجھے اور یادِ الٰہی سے غافل نہ ہو۔ ہر وقت دل اور زبان پر ذکر و اذکار اور درود شریف اور استغفار جاری رکھے، ان مبارک وقتوں میں فضول باتوں اور فضول کاموں میں پھنسے رہنا بڑی بدنصیبی ہے۔

اغلاط الحجاج

(۱) بہت سے لوگوں کو سفر میں دیکھا کہ نماز بالکل ترک کر دیتے ہیں اور بعض پڑھتے تو ہیں مگر اہتمام نہیں کرتے۔ کم ہمتی اور سستی سے کبھی قضا کر دیتے ہیں، کبھی مکروہ وقت میں پڑھتے ہیں، ایک فرض ادا کرنے جاتے ہیں اور روزانہ کے پانچ فرض چھوڑ دیتے ہیں۔ نماز کا ترک کرنا بہت بڑا گناہ ہے جو لوگ نماز کا اہتمام نہیں کرتے وہ حج کی برکات سے محروم رہتے ہیں اور ایسے لوگوں کا حج مقبول و مبرور بھی نہیں ہوتا۔ حاجی کو تو نماز کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہیے کہ وہ دربارِ خداوندی میں حاضر ہو رہا ہے وہاں ایسی حالت میں جانا بدنصیبی ہے۔

(۲) بعض لوگ نماز کے تو پابند ہوتے ہیں مگر نماز کے مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں۔ ریل یا جہاز میں باوجود کھڑے ہونے پر قادر ہونے کے نماز بیٹھ کر پڑھتے ہیں، بعض استقبالِ قبلہ کو ریل میں ضروری نہیں سمجھتے حالانکہ جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہو اس کو بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں، ایسے ہی بلا استقبالِ قبلہ بھی نماز پڑھنا جائز نہیں۔

(۳) اسٹیشن/ایئرپورٹ پر باتھ روم/ریلٹرین (یا پاخانہ) کے نل میں پانی موجود ہوتا ہے مگر بعض لوگوں کا نظافت طبع کا ہیضہ ہوتا ہے کہ اس پانی کو ناپاک سمجھتے ہیں اور اس سے وضو نہیں کرتے بلکہ تیمم کر لیتے ہیں حالانکہ جب تک اس میں کوئی نجاست نہ ملی ہو

شرعاً وہ پانی پاک ہے۔ محض اس وجہ سے اس کو ناپاک نہیں کہہ سکتے کہ وہ پاخانہ کے نل میں ہے یا ہر شخص اس کو استعمال کرتا ہے، اس پانی کے ہوتے ہوئے تیمم جائز نہیں۔ بعض تو کپڑے پر ہی تیمم کر لیتے ہیں حالانکہ اس پر غبار نہیں ہوتا، ایسے کپڑے پر تیمم جائز نہیں جس پر غبار نہ ہو، ریل کے تختے پر جو غبار ہوتا ہے اس سے تیمم جائز ہے مگر اس کو لوگ ناپاک سمجھتے ہیں اور یہ کہہ کر اڑا دیتے ہیں کہ میاں اس کا کیا اعتبار ہے۔

(۴) بعض بس پر ہی نماز پڑھ لیتے ہیں حالانکہ بلا عذر شرعی بس وغیرہ پر فرض نماز جائز نہیں البتہ مجبوری کے وقت جائز ہے۔

(۵) بعض لوگ جہاز میں سارے راستے قبلہ کا وہی رُخ رکھتے ہیں جو پاکستان اور ہندوستان (یا ان کے اپنے ملک) میں ہے حالانکہ جہاز میں قبلہ کا رُخ بدلتا رہتا ہے۔ عدن کے قریب شمال کی جانب اور جدہ کے قریب شرق کی جانب ہو جاتا ہے۔ حجاج کے لئے ضروری ہے کہ سفر میں نماز پڑھنے کے مسائل بھی سفر شروع کرنے سے پہلے معلوم کر لیں۔ فقیر نے رسالہ ''فیض البشارۃ'' میں بھی جہاز اور ریل بس وغیرہ پر نماز پڑھنے کے ضروری مسائل اور قبلہ نما نقشہ لکھا ہے اس کو دیکھ لیا جائے۔

(۶) بعض عورتیں بلا شوہر اور محرم کے حج یا عمرہ کا سفر کرتی ہیں، بلا محرم حج کو جانا ناجائز اور گناہ ہے۔ ایسی عورتوں کو راستہ میں بعض اوقات بڑے خطرات پیش آتے ہیں اور اجنبی لوگوں کو سواری پر اُتراتے، چڑھاتے وقت ہاتھ لگانے کی نوبت آتی ہے جو فتنہ سے خالی نہیں۔ عورت کے ساتھ جب تک محرم نہ ہو ہرگز ہرگز حج یا عمرہ کو نہ جائے اور وصیت کر دے کہ اگر میں حج نہ کر سکوں تو میری طرف سے حج کرا دیا جائے۔ مرنے کے بعد وصیت کی شرائط کے مطابق وارثوں کے ذمہ اس کی وصیت کا پورا کرنا واجب ہوگا اور ورثاء اگر اس کی وصیت پوری نہیں کریں گے تو وہ گنہگار ہونگے۔ وصیت کرنے والی حج نہ کرنے کے مواخذہ سے بری ہو جائے گی اگر وصیت نہ کرے گی تو اس کے ذمہ مواخذہ رہے گا۔

مسلم خواتین پردہ کی پابندی کریں

(۷) سفر میں اکثر عورتیں پردہ کا اہتمام نہیں کرتیں، دوسرے ممالک کی عورتوں کو دیکھ کر بعض پردہ والی بھی بے پردہ ہو جاتی ہیں اور سفر حج میں بے پردگی کے گناہ میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ خود عورتوں کو اور ان سے زیادہ ان کے اولیاء کو اہتمام کی ضرورت ہے کہ یہ زمانہ نہایت نازک ہے، شرعی ضروری پردہ کا اہتمام کرنا واجب ہے۔ احرام کی حالت میں چونکہ عورت کے لئے چہرہ کو کپڑا لگانا اور اسی طرح منہ چھپانا منع ہے کہ جس سے چہرہ کو کپڑا لگ جائے اس کے لئے بعض حضرات کا تجربہ ہے کہ گتے کے بجائے انگریزی ٹوپ سے کام لیا جائے اور وہ اس طرح کہ ٹوپ کا پچھلا آدھا حصہ کاٹ کر علیحدہ کر دیا جائے اور اس کے بجائے تسمہ باندھ لیا جائے تاکہ اگلا حصہ آگے کو اُٹھا رہے اور اس پر نقاب لٹکا رہے اس طرح سر بھی نہیں کھلے گا اور احرام کا کپڑا بھی چہرہ سے جدا رہے گا اور تشبہ بالنصاری (یعنی نصاریٰ سے مشابہت) بھی نہیں ہوگا اس لئے کہ کٹ جانے سے ٹوپ کی ہیئت بدل گئی۔ یہ چند ہدایات فقیر نے اپنی صوابدید اور دوسرے حجاج کے تجربہ مسائل شرعیہ کے مطابق لکھے ہیں بعض اور ہدایات موقعہ بموقعہ عرض کروں گا۔ مزید تفصیل فقیر کی کتاب سفرنامہ حج موسوم بہ مدینے کا راہی میں دیکھئے۔

ضروری وضاحت

جیسا کہ آغاز کتاب عرض کیا گیا ہے کہ یہ کتاب ''فیضان حج وعمرہ'' حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہ کا سفرنامہ حجاز ہے اس میں مسائل وعمرہ کے ساتھ آپ کے سفر مبارک کا حال قارئین کرام پڑھ کر لطف اندوز ہوں گے اور حج وعمرہ کے مبارک سفر میں معاون ومد ثابت ہوگا۔

حصہ دوم

سفر نامہ کا پروگرام

فقیر نے اپنے ہر سال کے سفر کی روائیداد تیار کر رکھی ہے۔ اس سال (۱۹۹۰ء بمطابق ۱۴۱۰ھ) بھی پروگرام تھا لیکن مایوسی کے غلبے کی وجہ سے چند مختصر مضامین قلمبند کرنے کا ارادہ کیا مگر الحاج خان سعید احمد صاحب نے فرمایا یہ سفر نامہ ایسی تفصیل سے لکھا جائے کہ یہ اہلِ اسلام (حجاج و معتمرین) کو بھی کام آسکے یعنی حرمین شریفین کے مسافر یہ سفر نامہ مطالعہ کرکے اس سے فوائد حاصل کریں خصوصاً حج و عمرہ پر جانے والے مسائلِ شرعیہ سے آگاہی بھی حاصل کریں اور حج و عمرہ کی خاطر جانے والے اس سفر نامہ سے بھرپور فائدہ اُٹھائیں، مسائلِ شرعیہ سے آشنائی حاصل کرکے حج و عمرہ کے ایام بہترین انداز میں گزاریں، وہاں کے ایک ایک لحہ کو قیمتی سے قیمتی تر سمجھتے ہوئے شرعی احکام کے مطابق بسر کریں تاکہ حق تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے، حج و عمرہ کی خاطر لگائی ہوئی رقم ضائع نہ ہو۔

گیارہویں والے کے صدقے

حضور سید الاولیاء سیدنا غوث اعظم محی الدین الشیخ السید عبدالقادر الجیلانی قدس سرہ کے طفیل فقیر اُویسی غفرلہ اب کی بار گیارہویں بار طیبہ کا راہی ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ شاہد ہے کہ وطن واپس آکر دلِ بیقرار کو طیبہ کی یاد لحہ لحہ ستاتی رہتی ہے اور حضرت عارف جامی قدس سرہ کے اشعار لب پہ جاری رہتے ہیں:

کے بود یا رب کہ رود در یثرب و بطحا کنم
گہ بمکہ منزل و گہ در مدینہ جا کنم
بر کنارِ زمزم از دلِ بر کشم یک زمزمہ
کز دو چشم خون فشاں آں چشمہ را دریا کنم
صد ہزاراں دل دریں سو دبر امروز شد
نیست جرم بعد ازیں کامروز را فردا کنم

یارسول اللہ! بسوئے خود مرا راھے نما!
تازفرقِ سر قدم سازم زدیدہ پاکنم

ترجمہ:- یارب! وہ سہانا وقت کب ہوگا جب بندہ عاجز سوئے یثرب و بطحا روانہ ہوگا، کبھی میری منزل مکہ معظّمہ ہوگی اور کبھی مدینہ طیبہ

آبِ زم زم کے پیالے بھر بھر کر پیؤں گا، ان دو چشموں سے خوں کے آنسو سے دریا بہاؤں گا۔

دل میں لاکھوں بار تمنائیں ابھرتی ہیں کہ ابھی مدینہ آیا، اب صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے میری حاضری کو آج سے کل نہ بناؤ۔

اے حبیبِ خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم میری حاضری کی کوئی تدبیر کیجئے تا کہ سر کو قدم اور آنکھوں کی پلکوں کو پاؤں بنا کر چلوں۔

شمس آرزو کا طلوع

شوال المکرم سے شعبان المعظم تک انہی تصورات میں بسر اوقات ہوتی ہے۔ ماہ شعبان المعظم تشریف لاتے ہی میرے دیرینہ رفیقِ مدینہ چودھری الحاج بشیر احمد صاحب قادری نے سفر مدینہ منورہ کا رخت سفر باندھنے کا مژدہ سنایا۔ فقیر نے کہا امسال چند دیگر رفقاء بھی اس مبارک سفر کا عزم رکھتے ہیں ان سب سے مشورہ کے بعد ویزا لگوانے کے لئے ابتدا کیجئے۔ چنانچہ ان تمام رفقاء کے متفقہ مشورہ سے ویزا لگوانے کا ۲۱ مارچ ۱۹۹۰ء بمطابق ۲۳ شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ بروز بدھ آغاز ہوا۔

حضور فیضِ ملت کی کیفیت

(فقیر غلام حسن اویسی عرض کرتا ہے) جو لوگ حضرت قبلہ فیضِ ملت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے اکثر شرفِ ملاقات حاصل کرتے رہے وہ خوب جانتے ہیں کہ جب آپ حجاز مقدس سے لوٹ کر آتے تو پھر سے مدینے شریف کی یاد میں محو ہو جاتے، اکثر طلباء سے دعا کراتے کہ کہ میرا ویزا لگ جائے اور جلدی سے سرکار کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں پہنچ جاؤں۔ (مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ الملک الحق المبین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ الکریم

الامین وعلیٰ آلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین الکاملین

امابعد! فقیر اویسی غفرلہٗ کئی سالوں سے حرمین طیبین کی حاضری سے سعادت اندوز ہورہا ہے، اس سال بھی عزم بالجزم ہے نہ صرف حرمین طیبین بلکہ بغدادِ معلیٰ کی حاضری کا شوق بھی دامنگیر ہے۔

چودھری الحاج بشیر احمد قادری صاحب تو کئی سالوں سے فقیر کے رفیق ہیں، خوش قسمتی سے اس سال چند دیگر ایسے رفقاء بھی تیار ہو گئے جن کی رفاقت سے یہ مبارک سفر بہاری بہار بن گیا۔ (ان کا تعارف آرہا ہے)

گیارہویں والے پیر پیراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کشش

ہر سال عمرہ اور زیارت گنبد خضراء کی سعادت نصیب ہوتی رہی اور بغداد معلیٰ کی حاضری کے لئے اسباب بنتے بنتے رہ گئے۔ اس سال الحاج شیخ محمد فیاض الحق قریشی صاحب نے فقیر کو از خود فرمایا کہ اس سال میں بھی عمرہ کا رفیق ہوں۔ فقیر نے کہا نہ صرف عمرہ شریف بلکہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس سال بغدادِ معلیٰ بھی حاضری ہوگی اور فقیر کو معاً خیال گزرا کہ ویزا کے لئے عراق وحجاز مقدس کی تمام کاروائی ان کے ذمہ لگائی جائے اس لئے کہ یہ (الحاج شیخ محمد فیاض الحق قریشی صاحب) جس کام کو اپنے ذمہ لگا لیتے ہیں اسے سرانجام دینے کے لئے سردھڑ کی بازی لگادیتے ہیں چنانچہ جب فقیر نے ان کے سامنے اس امر کے متعلق اپنا ارادہ ظاہر کیا تو اُنہوں نے بطیّب خاصر اس کی ذمہ داری اٹھالی۔ (الحمدللہ علیٰ ذٰلک)

الحاج سعید احمد خان صاحب

خان صاحب فقیر کے بہت پرانے مہربان ہیں بلکہ جب ہم بہاولپور میں وارد

ہوئے تو آپ فقیر کے صفِ اوّل کے معاونین احباب میں سے ہیں۔ گذشتہ سال فقیر کو عمرہ کے لئے ساتھ چلنے کا کہہ گئے لیکن قسمت نے یاوری کی تو بجائے عمرہ کے دولتِ حج سے نوازے گئے۔ اس سال بھی ماہ شعبان کے درمیانی عشرہ میں تشریف لائے اور وہی پرانا خیال ظاہر کیا۔

فقیر نے کہا اس سال نہ صرف عمرہ بلکہ بغدادِ معلّٰی کی حاضری کا بھی ارادہ ہے اور ہم نے اس پروگرام کی سرانجامی الحاج شیخ محمد فیاض الحق صاحب قریشی کے سپرد کی ہے آپ فقیر کے حوالے سے انہیں ملیں۔

طفیلی تھے اصلی بن گئے

الحاج خان سعید احمد صاحب، الحاج شیخ محمد فیاض الحق سے ملے تو قدرت نے ہم سب کا ویزا کا قرعہ خان صاحب کے نام ڈال دیا یعنی اب ہمارا ویزا حاجی سعید احمد خان صاحب نے ہی لگوایا۔ آج کل ویزا اور ٹکٹ او کے (OK) کی مشکلات وہی جانتے ہیں جنہیں رمضان المبارک میں عمرہ کے لئے جانے کا اتفاق ہوتا ہے لیکن مردِ مجاہد رات دن ایک کرکے اور بار بار بہاولپور سے اسلام آباد کے سفر کی صعوبتیں برداشت کرکے ہم سب کے ویزا لگوانے میں کامیاب ہوگئے۔ (فجزاھم اللّٰہ تعالٰی خیر الجزاء)

تعارف رفقائے سفر

اس سال ہم چھ رفقاء راہی مدینہ پاک ہورہے ہیں:

(۱) فقیر اُویسی غفرلہ

(۲) الحاج چودھری بشیر احمد قادری صاحب

(۳) الحاج محمد فیاض الحق قریشی صاحب

(۴) الحاج محمد سعید احمد خان صاحب بلوچ

(۵) الحاج ملک محمد اعظم صاحب

(۶) محمد طیب ابن چودھری الحاج بشیر احمد صاحب

الحاج چودھری بشیر احمد قادری صاحب

فقیر سے عنفوان شباب سے وابستہ ہیں ۔ چک نمبر ۱۱۷ بنگلہ ٹائل والا (بہاولپور) کے زمیندار ہیں ۔ ابتدائے جوانی سے ہی علماء کرام و مشائخ عظام کی خدمت کو سعادت سمجھتے ہیں ۔ چک مذکور میں سالانہ جلسہ میں علماء کرام کو یزمان شہر سے لانا پہنچانا اپنے ذمہ لگا رکھا تھا ۔ چند سالوں سے شہر بہاولپور میں تجارت کا کام شروع کیا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اچھے کاروبار کے مالک ہیں اور مدرسہ جامعہ اُویسیہ رضویہ میں مالی خدمات میں سب سے اولیت آپ کو حاصل ہے ۔ عرصہ سے فقیر کے عمرہ اور اعتکافِ مسجد نبوی شریف کے رفیق ہیں ۔ اس سال اپنے ننھے گیارہ سالہ بچے کو بھی ساتھ لے لیا ہے، یہ بھی ان کی دینی شغف کی دلیل ہے ۔

الحاج محمد فیاض قریشی صاحب

آپ چیف بلدیات کے عہدے سے ۱۹۸۹ء میں ریٹائرڈ ہوئے ۔ ان پر فضلِ ربانی یوں ہوا کہ فراغت کے بعد وہی سال ہی بیوی سمیت حج کی سعادت سے مشرف ہوئے ۔ نہایت باذوق اور عاشقِ اولیاء اللہ ہیں ۔ سفر میں بڑھاپے کے باوجود نوجوانوں سے زیادہ باہمت ہیں ۔ تمام رفقاء کی سہولیات کا مکمل انتظام فرماتے ہیں ، ہمارے تمام سفر کے آپ ہی امیر رہے اور ''سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُھُمْ'' کی سچی تصویر ثابت ہوئے ۔
(اللہ کو پیارے ہو گئے سیرانی مسجد بہاولپور کے عقب قبرستان نور شاہ بخاری میں مدفون ہیں ۔ ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' محمد فیاض احمد اویسی)

الحاج محمد سعید احمد خان صاحب بلوچ

الحاج محمد سعید احمد خان صاحب بلوچ فقیر کے دیرینہ کرم فرما ہیں ۔ حویلی نصیر کے اعلیٰ زمینداروں میں شمار ہوتے ہیں لیکن میں نے انہیں درویشوں کا امیر پایا ۔ باوجود اعلیٰ

زمینداری کے سفر میں ہر چھوٹی موٹی خدمت اپنے ذمہ فرض سمجھتے ۔تمام سفر میں ہر طرح کی خدمت کے علاوہ ہر مشکل کو آسان بنایا اور باتوں باتوں میں ہر کڑواہٹ کو شہد وشیریں بنادیا۔

الحاج محمد اعظم بہاولپور

الحاج محمد اعظم صاحب بہاولپور کے مشہور زائر مدینہ الحاج محمد خلیل احمد صاحب مرحوم کے پوتے اور حاجی محمد اسماعیل مرحوم کے صاحبزادے ہیں ماشاء اللہ جوانی میں بھی پیرانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔''در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری'' کے صحیح مصداق ہیں ۔تمام سفر میں جملہ رفقاء کے آرام وسکون کا خاص خیال رکھتے ہیں بلکہ جان کی بازی بھی لگادیتے ہیں۔

(اللہ کو پیارے ہوگئے۔ ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' محمد فیاض احمد اویسی)

ننھا زائر

ننھا زائر محمد طیب طولعمرہ، چودھری الحاج محمد بشیر احمد کے بیٹے ہیں۔گیارہ سال کی عمر میں اتنا طویل سفر طے کرنے میں اور عبادت کرنے کے سلسلے میں ماشاء اللہ جوانوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔احرام کی ابتدائی عملداری سے لے کر طواف واعتکاف کی جملہ عبادات میں جوانوں سے بھی اور بوڑھوں سے بھی دوقدم آگے بڑھ کر دکھائے۔شب بیداری پھر بغداد شریف کے دور دراز سفَر کے بعد دور دور کے مقامات کی زیارت کے سلسلے میں بھی ماشاء اللہ جوانوں کی طرح نبھایا۔ہم نے کبھی محسوس تک نہیں کیا کہ یہ بچہ تھک گیا ہوگا۔اللہ تعالیٰ مزید تا زیست اتباعِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ذوقِ عبادت نصیب فرمائے......آمین۔

مفت راچہ باید گفت

میں حیران ہوں کہ دورِ حاضرہ میں اتنی آسانیوں کے باوجود اہل اسلام عمرہ

شریف اور زیارتِ حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیوں پیچھے ہیں (حالانکہ غیر مذاہب محض قدرتی مناظر دیکھنے کے لئے اتنے اتنے جتن کرتے ہیں بندہ حیران رہ جاتا ہے بلکہ بعض نام نہاد مسلمان ہونے کے دعویدار بھی ایسے ہیں کہ اس سلسلے میں دولت بھی پانی کی طرح بہا دیتے ہیں اور کسی قسم کی تکلیفوں اور کلفتوں کو بھی خاطر میں نہیں لاتے، ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے سیر وسیاحت کا شوق پورا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مسلمان بھائیوں کو عمرہ شریف اور زیارتِ حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توفیق سے نوازے۔ آمین ثم آمین، (فقط ابو احمد غلام حسن اُویسی)

بڑا خوش نصیب انسان

مانا کہ ہم عوام (جو صاحب استطاعت نہیں) پر حج فرض نہیں لیکن بارگاہِ حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری کے لئے تو کوئی پابندی نہیں۔ بہت بڑا خوش نصیب ہے وہ انسان جو زندگی میں حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جالی مبارک کے سامنے کھڑے ہوکر بالمشافہ سلام پیش کرنے کی سعادت سے بہرہ ور ہوتا ہے یعنی ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیَّ الْکَرِیْم ''عرض کرتا ہے تو فوراً جواب پاتا ہے ''وَعَلَیْکَ السَّلَام یَا اُمَّتِیْ فلاں ''یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے فوراً جواب پاتا ہے، روضۂ انور سے سلام کا جواب آتا ہے جس کا مطلب ہے کہ ''تم پر بھی سلام ہو اے میرے فلاں امتی''

قیامت میں کلفتوں اور مشقتوں سے نجات

حقیقت یہ ہے کہ چند روزہ زندگی میں اگر ایک بار بھی بارگاہِ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری نصیب ہو جائے تو کل قیامت میں تمام کلفتوں و مشقتوں سے کُلی نجات نصیب ہو جائے کیونکہ خود آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وعدہ کریمہ ہے

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ۔

جس نے میرے مزار (پُرانوار) کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (اس حدیث شریف کے علاوہ اس موضوع کی دیگر احادیث مع اسنادو حوالہ جات کے فقیر آگے عرض کرتا ہے)

فضائلِ عمرہ

عمرہ شریف کے فضائل کے سلسلے میں چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمایئے۔

گناہوں کا کفارہ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک عمرہ سے دوسرا عمرہ درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

اور فرمایا حج اور عمرہ ملایا کرو۔

عمرہ ایک حج کے برابر

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ماہِ رمضان المبارک میں عمرہ کرنا ایک حج کرنے کے برابر ہے۔

فائدہ

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

میں کہتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ حج کو عمرہ پر جو فضیلت ہے تو محض اس لئے ہے کہ حج میں شعائر اللہ کی تعظیم اور لوگوں کا نزولِ رحمت کے لئے مجتمع ہونا پایا جاتا ہے اور عمرہ میں یہ بات نہیں ہے۔ رمضان المبارک کے مہینہ میں جو عمرہ پایا جاتا ہے وہ حج کا کام دیتا ہے کیونکہ ماہ رمضان اولیاء کرام کے انوار کا پَرتو پڑنے کا اور روحانیت کے نزول کا وقت ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ، جلد۲، صفحہ ۱۸۵،۱۸۴)

جنت میں داخلہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ حَجَّ اَوِ اعْتَمَرَ فَمَاتَ فِیْ سَنَةٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ

ترجمہ: جس نے حج کیا اور عمرہ کیا اور اسی سال مر گیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

بے حساب جنت میں داخلہ

طبرانی ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو اس راہ میں حج یا عمرہ کے لئے نکلا اور مر گیا اس کی پیشی نہیں ہوگی نہ حساب ہوگا اور اس سے کہا جائے گا کہ تو جنت میں داخل ہو جا۔

مژدہ بہار

فقیر دورۂ تفسیر اور دورۂ حدیث کے فضلاء کی تدریس سے ۲۴ شعبان المعظم ۲۲/ مارچ ۱۹۹۰ء، بروز جمعرات فارغ ہوا۔ کل سے سالانہ جلسۂ دستارِ فضیلت شروع ہے تین دن مسلسل جلسہ میں مصروفیات اور آخری شب پر ۲۵/ مارچ ۱۹۹۰ء، ۲۷ شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ میں اسی جلسہ میں فضلاء کو سندات اور دستار ہائے فضیلت تقسیم کی گئیں۔ آج دن کو الحاج محمد فیاض احمد قریشی صاحب نے نوید مسرت سنائی کہ ۱۰ اپریل بروز منگل سوئے حجاز جانا ہے۔ یہ سنتے ہی جان کی خنکی نے طیبہ کو جھک کر شکریہ کا سلام عرض کیا۔

روانگی کا دن

ہم نے اس سفر کا امیر بمشورہ چوہدری الحاج بشیر احمد صاحب، الحاج محمد فیاض احمد صاحب قریشی کو منتخب کیا، فقیر نے انہیں چند ضروری سفر کے احکام عرض کر دیئے۔

جامع مسجد سیرانی شریف میں جمع ہونا

بعد ازاں ہم تمام ساتھیوں نے یہ طے کیا کہ ساڑھے گیارہ بجے سب کو مسجد سیرانی

شریف میں جمع ہونا ہے مگر سب کاروان والے ہیں اور سب کے اہل وعیال کی خواہش ہے کہ بہاولپور ائیر پورٹ پر اپنے مسافرین حجاز کو الوداع کریں اس لیے تمام حضرات اطلاع دے کر ائیر پورٹ چلے گئے۔ فقیر کو الحاج محمد فیاض الحق قریشی صاحب نے اپنی گاڑی پر بٹھانا ہے۔

سیرانی مسجد شریف سے روانگی کا منظر

الحاج چوہدری بشیر احمد صاحب فقیر کو لینے آ گئے، فقیر نے گھر میں دوگانہ پڑھا، گھر والوں کے ساتھ مل کر الوداعی دعا مانگی اور دعائے سفر بھی پڑھ کر سیرانی مسجد میں دوگانہ پڑھا اور احباب وطلاب (طالب کی جمع) کے ساتھ مل کر دعا کر کے قریشی صاحب کی کار پر بیٹھ گئے اور کار سوئے منزل روانہ ہوگئی۔

فائدہ

الوداع کرنے والوں نے سرکار کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سلام و پیام اپنے اپنے انداز میں بھیجے ہوں گے۔ الفقیر القادری ابواحمد غلام حسن اُویسی اپنے ایک دوست شاعر جناب بدر منیر منصور صاحب کا کلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

الوداع مسافر مدینہ/ الوداع زائر مدینہ

حاجیوں کا چلا کارواں میرے پاس اثاثہ نہیں ہے
چلے حاجی اب مدینے دل نادار کو دلاسہ نہیں ہے
ٹھہر ذرا اے حاجیو میری فریاد بھی سنتے جانا
انوارِ مدینہ کا تشنہ عالم کا دل پیاسا نہیں ہے
گلشنِ مدینہ سلامت ہے چار سو بہاروں کی رونق
دل بھی چاہتا ہے بہاریں یہاں کوئی دلاسہ نہیں ہے
ابو احمد کا کہنا سلام مدینے والے کو فیضِ ملت

وادیٔ مدینہ کی فضاؤں سے فقیر تمہارا شناسا نہیں ہے

وطن والوں کی دعا مانگی فیض ملت نے دوستو

وطنِ شیوخ رہے شاد ناشاد کہنا میرا خاصہ نہیں ہے

فیض ملت کی الوداعی شیوخ مضطرب بھی خوش بھی

خدا نے بلایا اپنے گھر سفر کعبہ نارسا نہیں ہے

کہہ کے الوداع کر رہے ہیں تجھے اے حاجیو

ادب سے کہنا سلام منصور دیارِ محمد تماشا نہیں ہے

۱۰ اپریل ۲۰۱۲ء بروز بدھ کو لکھی گئی جو ابواحمد غلام حسن اُویسی صاحب کی کتاب ''فیضانِ حج'' میں شائع ہوئی۔ (نعت گو شاعر بدر منیر منصور)

ائیر پورٹ تک کے ہمراہی

کار سیرانی مسجد سے نکلی، عیدگاہ اور میلاد چوک سے ہوتی ہوئی بہاولپور کی سڑکوں پر ائیر پورٹ کی طرف بھاگنے لگی جیسے اپنے آپ پر ناز کر رہی ہو کہ دیکھئے میری کیسی قسمت ہے کہ مدینے کی طرف جانے والوں کی سواری بننے کا مجھے آج شرف حاصل ہوا ہے۔ بہرحال ائیر پورٹ تک مفتی محمد صالح اُویسی، حافظ محمد ریاض احمد اُویسی اور محمد عاشق مصطفیٰ قادری فقیر کے ساتھ ہیں۔ ائیر پورٹ پر باقی ساتھیوں سے ملاقات ہوئی۔ ائیر پورٹ پر ہر طرف گہما گہمی ہے، عمرہ شریف کے سلسلے میں جانے والوں کی حالت عجیب ہے، خوشی ان کے چہروں سے نظر آ رہی ہے۔

احکام سفر

اکثر لوگ سفر کو باعثِ فخر سمجھتے ہیں حالانکہ

''السفر سقر ولو کان میلا''

ترجمہ: سفر آگ ہے اگرچہ ایک میل ہو۔

سفر بقدرِ ضرورت

اس لئے حتی الامکان سفر سے گریز کرنا چاہیے۔ضرورت کے بعد فوراً گھر کو لوٹیں
☆ جتنی عبادت گھر پر آرام وسکون سے ہوسکتی ہے سفر میں نصیب نہیں ہوتی بلکہ میرے جیسے کاہل وغافل تو الٹا فرائض بھی ضائع کر بیٹھتے ہیں حالانکہ گھر سے دوری کی بنا پر جب اداسی ہوتی ہے تو عبادت سے اپنے آپ کو بہلایا جاسکتا ہے اور اس طرح سے سفر خوشگوار رہتا ہے۔

☆ معلومات وہدایات

جس طرح کا سفر درپیش ہے اس کے متعلق پہلے سے معلومات وہدایات حاصل کرلی جائیں تاکہ بعد کو پریشانی نہ ہو۔اگر ایسا نہ کیا جائے تو بعض اوقات بندہ بڑی پریشانیوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

ہمیشہ باوضور ہیں

اس مبارک سفر میں باوضور ہیں جو شخص ہمیشہ باوضو رہتا ہے اللہ تعالی اسے سات خصلتوں کی عزت بخشتا ہے۔

☆ اول فرشتے اس کی صحبت سے رغبت کرتے ہیں۔
☆ دوسرے اعمال کے لکھنے والوں کا قلم ہمیشہ ثواب لکھنے میں جاری رہتا ہے۔
☆ تیسرے اس کے بدن کے تمام اجزاء تسبیح کرتے ہیں۔
☆ چوتھے اس سے پہلی تکبیر فوت نہیں ہوتی۔
☆ پانچویں فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں اس کے سوتے وقت دیو اور پریوں سے۔
☆ چھٹے اللہ تعالی اس پر جاں کنی کی مشکل آسان کردیتا ہے۔
☆ ساتویں یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی امان میں رہتا ہے جب تک کہ باوضو رہے۔

☆ سفر میں وضو

سفر میں باوضو رہنا چاہیے حتی الامکان کوشش کی جائے کہ جب بھی وضو ٹوٹے اگر حالات اجازت دیں تو فوراً وضو کرلیا جائے کیونکہ گاڑی وغیرہ میں وضو کی تکلیف ہوتی ہے اور بسا اوقات کہیں ایسی جگہ نماز کا وقت ہوجاتا ہے جہاں پانی کا ملنا دشوار ہوجاتا ہے اور ڈبہ میں بھی پانی ختم ہوجاتا ہے فلہٰذا باوضو رہنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

☆ گاڑی پر نماز

بہتر ہے جہاں کہیں بڑے اسٹیشن پر گاڑی ٹھہرے تو نیچے اتر کر نماز پڑھیں ورنہ اندر ہی کھڑے ہوکر نماز پڑھیں لیکن یہ بھی وہاں جہاں تختے نہ ہوں۔

☆ رکوع وسجدہ کی کیفیت

ریل کی دونوں پٹڑیوں کے درمیان جو جگہ خالی ہے اس میں کھڑا ہوکر رکوع کرے اور کوتاہی جگہ سے ایک پٹڑی پر سرین رکھ کر دوسری پٹڑی پر سجدہ کرے اور پاؤں اسی خالی جگہ میں قائم رہیں یونہی پیچھے کی پٹڑی پر بیٹھ کر اور آگے پاؤں لٹکا کر جلسہ وقعدہ کرے تو نماز ہرگز نہ ہوگی اور نہ سجدہ ہوگا اور ایسا قعدہ بھی محض خلافِ سنّت اور اسکی ضرورت بھی نہیں۔ قعدہ میں پاؤں سمیٹ کر اسی خالی جگہ میں بیٹھ سکتا ہے اور سجدہ کیلئے سر ذرا خم کرکے سامنے کی پٹڑی کے نیچے داخل کرکے بخوبی ادا کرسکتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف، جلد سوم، صفحہ ۷۳)

فائدہ

واجب اور واجب جیسے وتر ونذر اور ملحق بہ یعنی سنت فجر چلتی ریل میں نہیں ہوسکتی۔ اگر ریل نہ ٹھہرے اور وقت نکلتا دیکھے تو پڑھ لے پھر بعد میں استقرار اعادہ کرے یعنی جب ریل سے اترے تو دوبارہ پڑھ لے۔

نماز کے ناجائز طریقے

اس مسائل کے دلائل فتاویٰ رضویہ شریف جلد سوم میں ہیں۔ گذشتہ صورتوں کے خلاف جتنی نمازیں پڑھی جاتی ہیں سب ناجائز ہیں مثلاً بعض لوگ تختہ پر بیٹھے ہوئے چلتی گاڑی میں نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں اور بعض یہ بھی کہ کھڑے ہوکر اور پھر یہ بھی پتہ نہیں کہ قبلہ کس طرف ہے۔ اگر ابتداً قبلہ کی طرف گاڑی رواں دواں تھی تو پھر اس کا رُخ قبلہ سے پھر گیا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب نمازیں ناجائز ہیں ایسی حالت نمازیں اگر پڑھ لی جائیں تو ان کا اعادہ ضروری ہے کیونکہ ان نمازوں کا حساب قیامت میں ہوگا۔

انتباہ

نماز ایک مہتمم بالشان فریضہ ہے جس کے مسائل نہایت اہم ہیں جن میں نماز فرض وغیرہ میں استقبال قبلہ، قیام اور اتحاد مکان واستقرار علی الارض بہت ضروری ہے اور چلتی گاڑی وبس وغیرہ میں یہ شرط نہ پائی جانے کے باعث نماز نہیں ہوتی لیکن عام لوگ اپنی خودسری و دین سے ناواقفیت کے باعث اس مسئلہ سے غافل ہیں بلکہ دیکھا گیا ہے کہ اس صورت میں عام طور پر وضو بھی نہیں کیا جاتا اور اپنے کپڑوں یا گدی وسیٹ پر ہاتھ مار کر بزعمِ خویش تیمم کرلیا جاتا ہے حالانکہ نہ یہ تیمم کا طریقہ ہے اور نہ اس کی صحیح صورت۔

ہر آدمی مفتی ومجتہد

دورِ حاضرہ میں ہر بندہ مفتی بن جاتا ہے اور مجتہد بھی لیکن حقیقت یہ ہے کہ فتویٰ کے لئے عالم دین مردِ میدان چاہیے۔

ریل گاڑی اور ہوائی جہاز میں نماز کے متعلق مزید تفصیل اور حوالہ جات فتاویٰ رضویہ شریف کے علاوہ فقیر اویسی غفرلہٗ کا رسالہ "فیض البشارہ فی احکام المسافرہ" دیکھئے۔

انتباہ

سفر میں اگر کسی قسم کی عجلت یا تکلیف میں سنت ونوافل وغیرہ نہ پڑھ سکے تو حرج نہیں لیکن جب سکون واطمینان ہو تو سنن ونوافل ترک نہ کرے اس لئے کہ آخرت کا سرمایہ تو یہی سنن ونوافل ہیں۔ چنانچہ خیر القرون سے لے کر تا حال تمام اہل اللہ اور علماء و صلحاء سے ان کا ترک منقول نہیں بلکہ افسوس کہ دورِ حاضرہ میں بعض جہال ترکِ سنن ونوافل کو افضل بلکہ پڑھنے والے کو الٹا ملامت کرنے لگ جاتے ہیں۔

ہوائی جہاز میں نماز کا حکم

باوضو ہو کر جہاز میں سوار ہوں بلکہ کوشش تو یہ کرنی چاہیے کہ ہر وقت اور ہر حال میں باوضو رہیں کیونکہ ہمہ وقت باوضو رہنے کے بیشمار فوائد ہیں (چند ایک فقیر نے گذشتہ صفحہ پر عرض کر دیئے ہیں) جب نماز کا وقت ختم ہو جانے کا خطرہ ہو تو جہاز میں قبلہ کی سمت متعین کر کے نماز پڑھ لیں پھر اس کا اعادہ کرے۔

جہاز میں وضو کرنے کی سہولت

بہر حال جب جہاز میں سوار ہونے لگیں تو پہلے وضو کر لینا چاہیے کیونکہ جہاز میں بے وضو کو وضو کے لئے پریشانی ہوگی۔ اگرچہ جہاز میں جگہ ہے لیکن وہ اہلِ شرع کے لئے موجب پریشانی بن جاتا ہے کیونکہ اس کا نظام انگریزی ہے کہ وہاں کھڑے ہو کر پیشاب وغیرہ کرنا پڑتا ہے اس لئے لوٹا ساتھ رکھنا ضروری ہے۔

مسائل قصر

مسئلہ:...... شرعاً مسافر وہ شخص ہے جو تین دن کی راہ تک جانے کے ارادہ سے بستی سے باہر ہوا۔ (عامہ کتب)

مسئلہ:...... خشکی میں میل کے حساب سے اس کی مقدار ساڑھے ستاون میل ہے۔

(فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ:...... گھر میں بیٹھ کر صرف نیت سے سفر شروع نہ ہوگا بلکہ اپنی بستی یا شہر کی آبادی سے باہر ہو جانے سے شہر والے کے لئے ضروری ہے کہ شہر کے آس پاس جو آبادی شہر سے متصل ہے اس سے بھی باہر ہو جائے۔ (شامی)

مسئلہ:...... فنائے شہر یعنی شہر سے باہر جو جگہ شہر کے کاموں کے لیے ہو مثلاً قبرستان، گھوڑ دوڑ کا میدان، کوڑا پھینکنے کی جگہ اگر یہ شہر سے متصل ہو تو اس سے باہر ہو جانا ضروری ہے اور اگر شہر و فنا کے درمیان فاصلہ ہو تو نہیں۔ (شامی)

مسئلہ:...... آبادی سے باہر ہونے سے مراد یہ ہے کہ جدھر جا رہا ہے اس طرف آبادی ختم ہو جائے اگر چہ اس کے بالمقابل دوسری طرف آبادی ختم نہ ہو۔ (غنیۃ)

مسئلہ:...... اسٹیشن جہاں آبادی سے باہر ہوں تو اسٹیشن پر پہنچنے سے مسافر ہو جائے گا جب ساڑھے ستاون میل کہیں جانے کا ارادہ ہو۔ (بہارِ شریعت)۔

مسئلہ:...... سفر کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جہاں سے چلا وہاں سے تین دن کی راہ یعنی ساڑھے ستاون میل کا ارادہ ہو اور اگر اس سے کم کے ارادے سے نکلا پھر آگے جانے کا ارادہ ہوا اگر وہ بھی ساڑھے ستاون میل سے کم ہے تو اگر چہ اسی طرح سارا جہان گھوم کر واپس لوٹے قصر سفر نہ ہوگا۔ (درمختار)

مسئلہ:...... یہ بھی شرط ہے کہ ساڑھے ستاون میل کا ارادہ متصل سفر کا ہو اگر اس سے کم کا ارادہ کیا کہ وہاں کام کرتا ہے پھر اس سے آگے جاتا ہے اسی طرح آگے تو سفر نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ:...... مسافر پر واجب ہے کہ نماز میں قصر کرے یعنی چار رکعت والے فرض کو دو پڑھے اس کے حق میں دو ہی رکعتیں پوری نماز ہے اور قصداً چار پڑھیں اور دو پر قعدہ کیا تو فرض ادا ہو گئے اور پچھلی دو رکعتیں نفل ہوئیں مگر گنہگار و مستحق نار ہوا کہ واجب ترک کیا لہٰذا توبہ کرے۔

مسئلہ:...... یہ رخصت کہ مسافر کے لیے ہے، مطلق ہے اس کا سفر جائز کام کے لیے ہو یا ناجائز کے لیے۔

مسئلہ:...... سنتوں میں کوئی قصر نہیں پوری کی پوری پڑھی جائیں گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ:...... مسافر اس وقت تک مسافر ہے جب تک اپنی بستی یا شہر میں نہ پہنچ جائے یا کسی آبادی میں پورے پندرہ دن کے ٹھہرنے کی نیت نہ کرلے یہ اس وقت ہے جبکہ ساڑھے ستاون میل چل چکا ہے اگر اس سے کم مسافت سے پہلے واپسی کا ارادہ کرلیا تو مسافر نہ رہا، اگرچہ جنگل میں ہو۔ (عالمگیری)

نماز کی اہمیت

نماز ایک اہم فریضہ ہے اور مومنین کے لئے معراج کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کے فضائل سب کو معلوم ہیں چونکہ انسان اپنے دنیوی جملہ امور میں ہوشیار ہے، صرف غافل ہے تو دینی اور اسلامی کاموں اور نماز جیسی اہم عبادت سے، جس میں انسان بالخصوص غفلت میں مبتلا ہے۔

نماز دین کا ستون ہے

نماز کی اہمیت سے کسی بھی مومن کو انکار نہیں مگر اس کے باوجود نماز کی ادائیگی کی طرف توجہ کم ہی لوگ کرتے ہیں حالانکہ نماز دین کا ستون ہے، قیامت کے روز تمام اعمال میں سے سب سے پہلے نماز کے متعلق ہی پوچھا جائے گا۔

نماز کے متعلق مدنی تاجدار، احمد مختار، حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چند ارشادات ملاحظہ فرمائیے:

☆ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِین

نماز مومنین کی معراج ہے۔

☆ ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلصَّلَاۃُ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ .... نماز جنت کی چابی ہے۔

فائدہ

غور تو فرمائیے کوئی ایسا مسلمان ہے جو جنت کا طلبگار نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں جنت کی چابی بتادی ہے اب ہم اگر نماز سے غفلت اختیار کریں تو پھر اس کے علاوہ کیا کہا جاسکتا ہے کہ ہم اپنے پاؤں پر خود ہی کلہاڑی مار رہے ہیں۔

گناہوں کا کفارہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اپنے درمیان والے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں جب تک کہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ (مسلم شریف، ریاض الصالحین)

نماز چھوڑنے کی نحوست

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ ترک الصَّلَاۃ۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف، کتاب الصلوٰۃ)

بندے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنا ہے۔

فائدہ

یعنی بندہ مؤمن اور کفر کے درمیان نماز کی دیوار حائل ہے جو اس تک کفر کو نہیں پہنچنے دیتی جب یہ آڑ ہٹ گئی تو کفر کا اس تک پہنچنا آسان ہو گیا، ممکن ہے کہ آئندہ یہ

شخص کفر بھی کر بیٹھے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ، جلد اول)

فائدہ

اے انسان! نماز کے متعلق تیری غفلت شعاری قطعاً مناسب نہیں خصوصاً حج اور عمرہ شریف کی غرض سے کیے گئے سفر میں نماز جیسی نعمت کو بہت سے لوگ ترک کردیتے ہیں یا اسے بے پرواہی کرتے ہیں ان کے لئے چند احادیث مبارکہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔

نماز فجر کی فضیلت

عَن عمَارَۃ بن روبیۃ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَنْ یَلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّی قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِھَا یَعْنِی الْفَجْرَ وَالْعصر۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف)

حضرت عمارہ ابن روبیہ سے روایت ہے انہوں نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ وہ شخص آگ میں ہرگز داخل نہ ہوگا جو سورج نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے کی نمازیں پڑھتا رہے یعنی فجر اور عصر۔

فائدہ

اس کے دو مطلب ہوسکتے ہیں: ایک یہ کہ فجر وعصر کی پابندی کرنے والا دوزخ میں ہمیشہ رہنے کے لئے نہ جائے گا اگر گیا تو عارضی طور پر، لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ بعض لوگ قیامت میں نمازیں لے کر آئیں گے مگر ان کی نمازیں اہل حق کو دلوادی جائیں گی۔ دوسرے یہ کہ فجر وعصر کی پابندی کرنے والوں کو ان شاء اللہ باقی نمازوں کی بھی توفیق ملے گی اور سارے گناہوں سے بچنے کی بھی کیونکہ یہی نمازیں زیادہ بھاری ہیں جب ان پر پابندی کرلی تو ان شاء اللہ بقیہ نمازوں پر بھی پابندی کرے گا، لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ نجات کے لئے صرف یہ دو نمازیں ہی

کافی ہیں باقی کی ضرورت نہیں۔خیال رہے کہ ان دو نمازوں میں دن رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں، نیز یہ دن کے کناروں کی نمازیں ہیں، نیز یہ دونوں نفس پر گراں ہیں کہ صبح سونے کا وقت ہے اور عصر کاروبار کے فروغ کا، لہٰذا ان کا درجہ زیادہ ہے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، جلد اول)

اللہ کی امان

حضرت جندب قسری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلَّی صَلَاۃَ الصُّبْحِ فَھُوَ فِی ذِمَّۃِ اللّٰہِ فَلَا یَطْلُبَنَّکُمُ اللّٰہُ مِنْ ذِمَّتِہٖ بِشَیْءٍ فَاِنَّہٗ مَنْ یَطْلُبُہٗ مِنْ ذِمَّتِہٖ بِشَیْءٍ یُدْرِکْہُ ثُمَّ یَکُبُّہٗ عَلٰی وَجْھِہٖ فِی نَارِ جَھَنَّمَ۔ (رواہ مسلم،مشکوٰۃ المصابیح، باب فضل الصلوٰۃ)

جو فجر کی نماز پڑھ لے وہ اللہ تعالیٰ کی امان میں ہے لہٰذا تم سے اللہ اپنی امان کے ابرے میں کچھ مواخذہ نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ جب کسی سے اپنے عہد کا مواخذہ کرے گا تو اسے پکڑ لے گا پھر اسے اوندھے منہ دوزخ کی آگ میں ڈال دے گا۔

فائدہ

یعنی فجر کی نماز پڑھنے والا اللہ کی امان میں ایسا ہوتا ہے جیسے ڈیوٹی کا سپاہی حکومت کی امان میں کہ اس کی بے حرمتی حکومت کا مقابلہ ہے۔

بے نمازی کومت ستاؤ

نمازی کو تنگ نہیں کرنا چاہیے یہ بہت بڑا جرم اور باعثِ نقصان ہے۔حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''یعنی ایسا نہ ہو کہ تم نمازی کو ستاؤ اور قیامت میں سلطنت الٰہیہ کے باغی بن کر پکڑے جاؤ'' (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، جلد اول)

فائدہ

حضراتِ محترم! نمازِ فجر اور دیگر نمازوں کے فضائل بیشمار ہیں، تفصیلات کے لئے دفتروں کے دفتر بھی کم ہیں یہاں چند فضائل بیان کرنے کی سعادت حاصل کی ہے تاکہ نماز ادا کرنے کی طرف رغبت ہو۔ اللہ تعالیٰ فقیر پُرتقصیر کی اس محنت کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور تمام نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے امتیوں کو یہ سعادتِ عظمیٰ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (الفقیر القادری ابواحمد غلام حسن اُویسی)

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

دورانِ نماز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حال

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ گھر میں تشریف لاتے اور گھر والوں سے بے تکلفی کی باتیں فرماتے رہتے لیکن جب اذان کی آواز آتی اور نماز کا وقت ہوتا تو ہم تن نماز کی طرف متوجہ ہوجاتے اور ہم سے ایسے بے تعلق ہوجاتے جیسے کہ پہلے سے ہماری اور آپ کی کوئی شناسائی ہی نہیں گویا کہ ہم اور آپ بالکل اجنبی ہیں، ہم میں اور آپ میں کوئی جان پہچان ہی نہیں کیونکہ نماز اللہ اور اس کے بندہ کے درمیان تعلق کا ذریعہ ہے اور مولیٰ کے تعلق کے حصول میں اگر دنیا و مافیہا بھی فوت ہوجائے تو کوئی بڑی بات نہیں پھر بیوی اور بچے کس شمار میں۔

قدمین مبارک سوج جاتے

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی نماز میں اس قدر کھڑے ہوتے تھے کہ آپ کے قدم مبارک زیادہ دیر تک کھڑے رہنے کی وجہ سے سوج جاتے تھے حالانکہ آپ معصوم اور بے گناہ تھے اور رونے

کی وجہ سے آپ کے مصلیٰ پر آنکھوں سے اس طرح آنسو ٹپکتے تھے جیسے کہ ہلکی ہلکی بارش میں بوندیں پڑا کرتی ہیں۔

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی نماز سے محبت

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا دن رات میں ایک ہزار رکعتیں پڑھا کرتی تھیں اور یہ فرمایا کرتی تھیں کہ بخدا اتنی نماز پڑھنے سے غرض ثواب حاصل نہیں بلکہ یہ چند رکعتیں اس لئے پڑھ لیتی ہوں تاکہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے سامنے قیامت کے روز یہ فرما کر سرخرو ہوں کہ دیکھو! میری امت کی ایک ادنیٰ سی ایک عورت کی یہ عبادت تھی۔

حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات عبادت میں گزار دیتے

حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات نہیں سوتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ تعجب ہے فرشتے تو عبادت کرتے کرتے نہیں تھکتے اور ہم اشرف المخلوقات ہو کر تھک جائیں اور آرام کی نیند سو جائیں۔

☆ روایت ہے کہ حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شام کرتے تو کہتے یہ رات حالتِ رکوع میں گزارنے کی ہے چنانچہ صبح تک حالت رکوع میں رہتے اور پھر جب شام ہوتی تو کہتے کہ آنے والی رات حالتِ سجدہ میں گزارنے کی ہے پس پوری رات سجدہ میں رہتے تاوقتیکہ صبح ہو جائے۔ (حلیۃ الاولیاء، حصہ ۲، ، فیضانِ حضرت اُویس قرنی)

حضرت حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عمل مبارک

حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ جس دن آپ (حضرت حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو قید میں ڈالا گیا تو رات کو جب لوگوں نے جا کر دیکھا تو آپ وہاں نہیں تھے اور دوسری شب میں نہ قید خانہ موجود تھا نہ آپ تھے اور تیسری شب میں دونوں موجود تھے اور جب لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا

''پہلی شب میں، میں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت (اقدس) میں تھا اور دوسری شب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہاں تشریف فرما تھے اس لئے قید خانہ گم ہو گیا تھا اور اب مجھے شریعت کے تحفظ کی خاطر یہاں پھر بھیج دیا ہے''

آپ قید خانے کے اندر ایک رات دن میں ایک ہزار رکعت نماز ادا کیا کرتے تھے۔ (تذکرۃ الاولیاء، فیضانِ حسین بن منصور حلاج)

حضور فیضِ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نماز سے محبت

حضرت، فیضِ ملت، ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ متعدد بار سفر کرنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ نماز کا وقت ہو جاتا تو آپ نماز ادا کرنے کی تیاری شروع کر دیتے۔ آپ کے پاس جب یہ فقیر حاضر ہوتا تو سلام عرض کرتا ،سلام ودعا سے فارغ ہو کر اگر نماز کا وقت ہوتا اور جماعت ہو چکی ہوتی تو سب سے پہلے آپ دریافت فرماتے کہ نماز ادا کر لی ہے یا نہیں اگر نماز ادا کر لی ہوتی تو پھر ٹھیک ورنہ حکم ہوتا کہ پہلے نماز ادا کر لو پھر ان شاء اللہ تعالیٰ بیٹھیں گے۔

اندھا رہنا منظور مگر........

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جب آنکھیں جاتی رہیں اور آپ نابینا ہو گئے تو لوگوں نے عرض کیا حضور! اپنی آنکھیں بنوا لیجئے لیکن آپ کو کچھ روز نماز چھوڑنی پڑے گی کیونکہ ان ایام میں حرکت مضر پڑے گی، چند روز چت لیٹنا پڑے گا۔ آپ نے یہ بات سن کر فرمایا جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی اس سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہایت غضب وغصہ کے ساتھ ملاقات کرے گا۔ لوگو مجھے اندھا رہنا منظور ہے لیکن خدا کے غضب اور غصہ کو کیسے برداشت کروں گا۔

نماز کی تاکید

اسلام کے تمام فرائض حج، زکوۃ، روزہ وغیرہ زمین پر فرض ہوئے اور نماز آسمان

پر ہی نہیں ہوئی بلکہ عرشِ الٰہی کے پاس خاص رب العالمین کی حضوری میں آمنے سامنے فرض ہوئی اس لئے نماز کا جس قدر اہتمام کیا گیا اس قدر کسی اور عبادت کا نہیں کیا گیا اور قرآن وحدیث میں جس قدر نماز کی تاکید فرمائی گئی کسی عبادت کے متعلق اتنی تاکید نہیں فرمائی گئی۔ جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ نماز تمام اعمال میں افضل ہے تو عقلمند انسان اس کو خوب سمجھ سکتا ہے کہ اس کا چھوڑنا کس قدر نقصان دہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ کو کس درجہ ناپسند ہو گا۔

نمازوں کی حفاظت نہ کرنے والے کا انجام

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نمازوں کی حفاظت نہیں کرتا قیامت کے روز نہ اُس کی نجات ہوگی اور نہ اُس کے پاس نجات کی سند ہوگی اور نہ اس کے پاس کوئی روشنی ہوگی اور اسی حالت میں قارون یا ہامان یا فرعون یا ابی ابن خلف منافق کے ساتھ جہنم میں داخل ہوگا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیحت فرمائی فرض نماز کسی صورت میں نہ چھوڑنا کیونکہ جو شخص فرض نماز چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی ذمہ داری اس سے ہٹا لیتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جس شخص کی ایک نماز جاتی رہی اس کا قدر نقصان ہوا جیسے اُس کے بال بچے اور سارا مال و دولت چھن جانے کی وجہ سے نقصان ہوتا ہے۔ (ابن حبان)

علماء نے لکھا ہے کہ جو شخص نماز کو پابندی سے پڑھتا ہے اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کو پانچ خصوصی عزتیں عطا فرماتا ہے۔

(۱) اس کی تنگ دستی دور فرما دیتا ہے۔

(۲) قبر کا عذاب اس سے ہٹا لیا جاتا ہے۔

(۳) قیامت کے روز نامۂ اعمال داہنی طرف دیا جائے گا یعنی اس کی نجات ہوگی اور ایسا شخص ہی آرام میں ہوگا۔

(۴) ایسا نمازی پلصراط سے بجلی کی طرح گزرے گا۔

(۵) بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوگا۔

اور جو آدمی جان بوجھ کر نمازیں قضا کرتا ہے یا نماز میں کاہلی وسستی کرتا ہے اس کی عمر سے برکت اُٹھالی جاتی ہے۔ نیک لوگوں کی علامت اس کے چہرے سے مٹادی جاتی ہے، ایسا شخص جو بھی نیکی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی ثواب نہیں ملتا، اس کی دعا قبول نہیں ہوتی، ایسے بے نمازی کی موت ذلت کے ساتھ ہوگی، قبر تنگ ہوگی، قیامت کے روز اس کا حساب سختی سے لیا جائے گا۔

احکام عمرہ

عمرہ حج میں ایسے ہے جیسے نمازِ فرائض میں نوافل یعنی عمرہ کے احکام ومسائل حج جیسے ہیں۔

فائدہ

اسی لئے عمرہ سے پہلے حج پر لکھی ہوئی کتابوں کا مطالعہ کرلیا جائے ممکن ہو تو ' فقیر اویسی غفرلہ کی کتاب ''حج کا ساتھی'' کا مطالعہ فرمائیں ان شاء اللہ تعالیٰ مفید ثابت ہوگی۔

چند ضروری احکام ومسائل عمرہ

(۱) عمرہ کی دو چادریں اپنے شہر سے ہی خریدلیں تاکہ عین موقعہ پر پریشانی نہ ہو۔

(۲) جہاں جارہے ہو وہ اللہ تعالیٰ کا بڑا دربار ہے سب سے حقوق بخشوا کر جاؤ۔

(۳) اپنے آپ کو درگاہِ حق تک پہنچنے کا یوں اہل بنائیں کہ گدا بن کے حاضری دیں اور عہد کر لیجئے کہ خالی جھولی رحمت سے بھر کر لوٹوں گا۔

(۴) اندریں اثناء رضائے حق کے سوا کوئی قول وفعل سرزد نہ ہو۔

(۵) سفر میں نمازیں ضائع نہ ہوں۔

(۶) نماز باجماعت کا اہتمام کیجئے۔

(۷) نماز کی ادائیگی کے سلسلے میں محض فرائض و واجبات تک ہی محدود نہ رہ جایئے بلکہ سنن ونوافل کا بھی اہتمام فرماتے رہیں بلکہ نوافل کی کثرت کیجئے۔

(۸) درود شریف اور تلاوت قرآن مجید میں بھی مشغولیت اختیار کیجئے۔

تلاوتِ قرآن مجید کے سلسلے میں خیال رہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینۃ المنورہ وہ مقدس مقامات ہیں جہاں قرآن مجید کا نزول ہوتا رہا ہے۔ اب بھی ربِ کائنات کی خصوصی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اس لئے تلاوتِ قرآنِ مجید میں بھی خاص طور پر مشغولیت اختیار کیجئے۔

مسائل عمرہ

(۱) عمرہ کی نیت سے میقات کے باہر احرام باندھنا۔

(۲) تلبیہ کہنا۔

(۳) خانہ کعبہ شریف کا طواف کرنا۔

واجباتِ عمرہ

واجباتِ عمرہ شریف دو ہیں

(۱) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔

(۲) سر کے بال منڈوانا یا کتروانا۔

تنبیہ

کسی فرض کے ادا نہ کرنے سے عمرہ یا حج ادا نہیں ہوتا اور واجبات میں سے کوئی واجب رہ جائے تو دَم (بکرا یا دنبہ ذبح کرنا) لازم ہو جاتا ہے۔

عمرہ کی نیت

عمرہ کا احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا افضل ہے اس لئے پہلے غسل کرنا چاہیے۔ اگر کسی وجہ سے ایسا نہ کرسکیں تو پھر وضو کرلیں۔ اس غسل میں نیتِ احرام کرلیں، پھر ایک چادر لنگی کی طرح باندھ لیں اور دوسری چادر سر پر اوڑھ لیں۔ پھر دو رکعت نمازِ نفل برائے عمرہ ادا کریں۔ سلام پھیرتے ہی سر کھول دیں اور پھر عمرہ کی نیت کریں (جس

بولی میں چاہیں) اپنی زبان سے کہیں یہ مستحب ہے کیونکہ اصلی نیت وہی ہے جو دل سے ارادہ کیا ہے۔ہم یہاں عربی زبان میں بھی نیت لکھ رہے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ ط فَیَسِّرْھَالِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ ط وَاَعِنِّیْ عَلَیْھَا وَبَارِكْ لِیْ فِیْھَا نَوَیْتُ الْعُمْرَۃَ ط وَاَحْرَمْتُ بِھَا لِلّٰہِ تَعَالٰی

اے اللہ! میں نے عمرہ کا ارادہ کیا ہے اسے میرے لئے آسان فرمادے اور مجھ سے قبول فرمالے اور یہ (عمرہ ادا کرنے کے سلسلے میں) میری مدد فرما اور اسے میرے لئے بابرکت فرما۔ میں نے عمرہ ادا کرنے کی نیت کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے احرام باندھا۔

اس کے اس طرح تلبیہ کہیں (تین مرتبہ)

لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ

ترجمہ: میں حاضر ہوں، یا اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں۔ بیشک تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے لئے ہیں اور ملک بھی، تیرا کوئی شریک نہیں۔

فائدہ

تلبیہ کو زبانی یاد کر لینا نہایت ضروری ہے جتنے دن مکہ معظمہ میں حج ہونے تک آپ رہیں تلبیہ پڑھتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کو اس وقت آپ کا تلبیہ پڑھنا بہت پسند ہے اور "لَبَّیْكَ" کے اندر آپ کی پوری دعائیں ہیں اس لئے خوب دل لگا کر پڑھیں۔

میقات

حرم کعبہ مشرفہ زمین کا وسط ہے اسکو زمین کی ناف بھی قرار دیا جاتا ہے اللہ کے حکم کے مطابق پورے کرہ ارضی کو تین حصوں میں منقسم کیا گیا ہے۔

۱)۔ کعبہ مشرفہ کے چاروں طرف چار ایسی منازل ہیں جنھیں "حدود حرم" کہا

جاتا ہے جس میں ایک کعبہ سے آٹھ کلومیٹر پر مسجد عائشہ کا مقام ہے -دوسرا کعبہ سے بیس کلومیٹر پر "جعرانہ " کا مقام ہے - تیسرا مکّہ سے اکیس کلومیٹر پر حدیبیہ کا مقام ہے جبکہ چوتھا مکّہ سے پچیس کلومیٹر پر شمیسی " کا مقام ہے -جو لوگ کعبہ اور ان چار منازل کے درمیان رہتے ہیں انھیں "حرمی" کہتے ہیں (یعنی حرم کی حدود میں رہنے والے)

۲)- اسی طرح حدود حرم کے ان چار مقامات کے چاروں طرف پانچ ایسے مقامات ہیں جنھیں "میقات" کہتے ہیں -ان میں ایک مقام مکّہ مکرمہ سے چار سو بیس کلو میٹر پر مدینہ کے قریب "ذوالحلیفۃ" کا مقام ہے جبکہ دوسرا مکّہ مکرمہ کے مغرب میں بائیس کلومیٹر کے فاصلے پر "الجحفہ " کا مقام ہے - تیسرا مقام مکّہ سے ایک سو بیس کلو میٹر پر "یلملم" کا مقام ہے -چوتھا مقام اٹھتر کلومیٹر پر "قران منازل" کے نام سے ہے اور پانچواں مقام مکّہ مکرمہ سے ایک سو پانچ میٹر پر "ذات عراق "ہے-حدود حرم سے آگے "حدود حرم "اور ان "میقاتوں" کے درمیان جو لوگ رہتے ہیں، انھیں "حلی" کہتے ہیں اور اس تمام علاقے کو "حل" کا علاقہ کہتے ہیں-

۳)- ان تمام "میقاتوں "سے آگے باقی پورے کرہ ارض پر بسنے والوں کو "آفاقی" کہتے ہیں اور اس پورے علاقے کو "آفاق" کہا جاتا ہے-

گویا جب حج ہوتا ہے تو اس میں "حرمی" بھی ہوتے ہیں "حلی" بھی ہوتے ہیں اور "آفاقی" بھی ہم پاکستانی بلا شبہ "آفاقی "ہیں اور ہماری میقات "یلملم" ہے-

اللہ کریم کا شکر ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ کے آس پاس کی جگہوں کو میقات مقرر کیا ہوا ہے اگر یہ حکم نہ ہوتا تو آپ کو اپنے گھروں سے احرام باندھ کر مکہ مکرمہ میں داخل ہونا پڑتا۔عمرہ اور حج ادا کرنے والے دنیا کے مختلف کونوں اور اطراف سے آتے ہیں اور انہیں گھر سے احرام باندھ کر آنے میں کتنی دِقت ہوتی؟

عمرہ کی نیت کہاں سے کریں

پاکستان سے عمرہ اور حج کی نیت سے مکہ مکرمہ جانے والے حضرات عمرہ یا حج کی نیت سے احرام جدہ کے ہوائی اڈہ سے پہلے باندھیں۔ اگر آپ پاکستان کے کسی شہر سے جدہ کی براہ راست فلائٹ سے پرواز کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں تو آپ اپنے ملک کے ہوائی اڈہ پر پرواز سے پہلے یعنی جہاز پر سوار ہونے سے پہلے ہی احرام باندھ لیں البتہ عمرہ اور حج کی نیت سے بذریعہ بحری جہاز جانے والے حضرات جہاز میں اُس وقت احرام باندھیں جب جہاز والے یہ اعلان کردیں کہ میقات قریب آرہی ہے۔

پاکستان، ہندوستان، سری لنکا، بنگلہ دیش سے مکہ مکرمہ عمرہ یا حج کے لئے جانے والوں کے لئے ''یلملم'' میقات ہے اور یہ پہاڑی سلسلہ یمن میں عدن کے قریب ہے۔ ہوائی جہاز کی پرواز کے دوران احرام باندھنا ممکن نہیں اس لئے آسانی اس میں ہے کہ عمرہ یا حج کا احرام آپ اپنے ملک کے ہوائی اڈہ سے پرواز سے پہلے باندھیں۔

انتباہ

پاکستان سے جدہ کی پرواز چند گھنٹوں کی ہے پھر بھی ہمارے کچھ احباب مسئلہ پوچھتے پھرتے ہیں کہ کیوں نہ جدہ پہنچ کر یا مکہ مکرمہ حاضر ہوکر احرام باندھ لیا جائے۔ میقات کی پابندی کیجئے اور اللہ کریم کا شکر ادا کیجئے۔

حج اور عمرہ کا فرق

(۱) عمرے کا احرام سب کے لئے حلال ہے اگر آفاقی باہر سے حج کے ارادے سے آئے تو اسے اپنے میقات سے احرام باندھنا ہی ہوگا۔ اہلِ مکہ کے لئے حج کا احرام حرم سے باندھنے کا حکم ہے۔

(۲) حج فرض ہے عمرہ فرض نہیں۔

(۳) حج ایک مقررہ وقت پر ہوتا ہے، عمرہ سال بھر ہوسکتا ہے البتہ ۹ ذی الحجہ سے

۱۳ ذی الحجہ تک مکروہ ہے۔

(۴) عمرہ میں وقوفِ عرفات، وقوفِ مزدلفہ، جمع بین الصلوٰتین اور خطبہ نہیں۔ طوافِ قدوم اور طوافِ وداع بھی نہیں جو حج میں ہے۔

(۵) عمرہ میں طواف شروع کرتے وقت تلبیہ پڑھنا بند ہو جاتا ہے اور حج میں جمرۃ العقبہ کی رمی شروع کرتے وقت بند ہوتا ہے۔

(۶) اگر عمرہ فاسد کرے یا حالتِ جنابت میں طواف کرے تو خیرات کے طور پر ایک بکری ذبح کرنا کافی ہے لیکن حج میں نہیں۔

حج کی فرضیت اور اس کے احکام

اہل اسلام پر ۹/۶ ہجری میں حج فرض ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا امیر الحج مقرر کر اسی سال ہی مکہ مکرمہ بھیجا تاکہ سب کو حج کرائیں۔ اسی دروان سورۂ توبہ کی چالیس آیات نازل ہوئیں۔ یہ آیاتِ مبارکہ ماہِ ذیقعد ہجری میں نازل ہوئیں۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ مکرمہ بھیجا تاکہ وہ سورۃ توبہ کی وہ آیات پڑھ کر سنا دیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو حج کرایا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ توبہ کی پہلی چالیس آیات حاجیوں کے مجمع عام میں پڑھ کر سنائیں اور اعلان فرمایا کہ ''اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کے اندر داخل نہیں ہوگا اور کوئی بھی شخص برہنہ ہو کر خانہ کعبہ کا طواف نہیں کرے گا''

ایک آیت مبارکہ

ان ہی چالیس آیات میں سے ایک آیت یہ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَ اِنْ خِفْتُمْ عَیْلَةً فَسَوْفَ یُغْنِیْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ۝ (پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۲۸)

اے ایمان والو مشرک نرے ناپاک ہیں تو اس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں اور اگر تمہیں محتاجی کا ڈر ہے تو عنقریب اللہ تمہیں دولت مند کر دے اپنے فضل سے اگر چاہے، بیشک اللہ تعالیٰ علم و حکمت والا ہے۔

فائدہ

یعنی آئندہ کے لئے مشرکین اور کفار کا حج اور خانہ کعبہ کی زیارت بھی بند ہے یعنی اب کوئی بھی مشرک اور کافر خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے بھی مکہ مکرمہ نہیں جا سکے گا اور نہ ہی حج کر سکے گا بلکہ کفار اور مشرکین کا حدود حرم میں بھی داخلہ بند ہے۔

پہلے تین حج

یاد رہے کہ فتح مکہ کے بعد دورِ اسلامی میں پہلا حج ۸ ہجری میں ہوا اور یہ حج قدیم طریقے پر ہوا، دوسرا حج مبارک مسلمان نے نو ہجری میں اپنے طریقے کے مطابق کیا اور مشرکین نے اپنے طریقے سے حج کیا اور تیسرا حج دس ہجری میں خالص اسلامی طریقہ کے مطابق ادا کیا گیا یہی وہ مشہور و معروف حج مبارک ہے جسے حجۃ الوداع کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسی سال ہی حج ادا فرمایا۔

مکہ معظّمہ کے فضائل

مکہ معظّمہ کے فضائل میں بہت سی آیات واحادیث اور آثار پائے جاتے ہیں جن میں سے تبرکاً چند یہاں بیان کئے جا رہے ہیں۔

آیات

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک میں فرمایا ہے

رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا ۔ (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۱۲۶)

اے رب میرے اس شہر کو امان والا کر دے۔

علامہ نسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ "امن" سے مراد اس آیت میں امن والی جگہ ہے یا اس شخص کا مامون ہونا ہے جو وہاں رہے۔ مطلب یہ ہے کہ اے اللہ اس شہر یا اس جگہ کو با امن شہر یا با امن جگہ بنا۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً ۔ (پارہ ۱۴، سورۃ النحل، آیت ۱۱۲)

اور اللہ نے کہاوت بیان فرمائی ایک بستی کہ امان واطمینان سے تھی۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ کو دوسرے شہروں کے لئے مثال بنایا یعنی باوجود اس امر کے کہ اس شہر میں بیت اللہ تھا اور مسجد حرام کی عمارت لیکن جب اس کے باشندوں نے خدا کی نافرمانی کی تو ان کو قحط کے عذاب میں مبتلا کیا گیا، جب اس شہر کے ساتھ یہ سلوک روا رکھا گیا تو دوسرے شہروں کا تو ذکر کیا ہے۔

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِیْ حَرَّمَهَا ۔

(پارہ ۲۰، سورۃ النمل، آیت ۹۱)

مجھے تو یہی حکم ہے کہ عبادت کروں اس شہر کے رب کی جس نے اسے حرمت والا کیا ہے۔

مفسرین کا بیان ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے حکم دیتا ہے کہ اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ اس طرح فرمایئے کہ مجھ اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کو اپنی عبادت اور توحید کے لئے مخصوص کرلوں جو اس شہر (یعنی مکہ مشرفہ) کا رب ہے اس لئے عاشقانِ رب البیت فقیر بن کر آتے ہیں اور اپنی فقیرانہ صورت کو ذریعۂ رحمتِ خداوند بناتے ہیں۔

خدا کے نزدیک محبوب ترین جگہ

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مقامِ خرورہ میں اونٹ پر سوار تھے آپ ارشاد فرمارہے تھے کہ۔

''خدا کی سرزمین! اے سرزمین مکہ! تو اللہ تعالیٰ کی زمین میں سے سب سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین جگہ ہے اگر مجھے یہاں سے نکالا نہ جاتا تو میں یہاں سے نہ نکلتا۔

لغزش

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشادِ گرامی ہے کہ مکہ سے باہر ستر لغزشیں مکہ کی ایک لغزش سے بہتر ہے یعنی جس طرح وہاں نیکیوں کا ثواب زیادہ ہے ایسے ہی وہاں کا وبال بھی سخت ہے۔

(ف) اسی لیے فقیر اویسی اپنے احباب سے کہتا ہے کہ مکہ مکرمہ سے (سوا سوا) برابر برابر چلے جائیں تو غنیمت ہے۔

کعبہ معظّمہ اور اس کے متعلقات کے ادب فائد

☆ حضرت عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

لَا تَزَالُ هَذِهِ الْأُمَّةُ بِخَيْرٍ مَا عَظَّمُوا هَذِهِ الْحُرْمَةَ حَقَّ تَعْظِيمِهَا فَإِذَا ضَيَّعُوا ذلكَ هلكُوا۔ (مشکوۃ)

اس اُمت سے خیر و برکت زائل نہ ہوگی جب تک کہ یہ حرم مکہ کی تعظیم کرتی رہے گی جیسا کہ اس کی تعظیم کا حق ہے اور جب اس کی تعظیم کو چھوڑ دے گی تو ہلاک ہو جائے گی۔

افسوس صد افسوس

اب کعبہ معظّمہ کی بے ادبی پر دل خون کے آنسو روتا ہے کہ بعض لوگ قبلہ شریف کی طرف اپنے پاؤں پھیلا کر بیٹھے ہوتے۔ جوتیاں اٹھا کر طواف کر رہے ہوتے ہیں بعض اوقات تو جوتیاں غلاف کعبہ سے مس ہو جاتی ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں نجدیوں کی دیکھا دیکھی میں ہمارے پاکستانی بھائی بھی حرمین شریفین کا ادب ملحوظ نہیں رکھتے۔ بہت احتیاط کرنی چاہیے ادب عبادت کی اصل ہے۔

فوٹو بازی

کعبہ معظّمہ میں فوٹو بازی کی قبیح رسم چل نکلی ہے بعض لوگ عبادت و ریاضت سے زیادہ اپنی تصاویر بنانے کی دھن میں ہوتے ہیں فرضی طور پر دعا کے لیے ہاتھ اُٹھا کر فوٹو بنانے والے سے پوچھتے ہیں کہ میرا انداز ٹھیک ہے کتنی بڑی زیادتی ہے کہ دعا جو بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک خاص راز ہے اسے بھی بے پراوہی کی نذر کر رہے ہیں۔ ویسے بھی فوٹو بنوانے اور بنانے والے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے جب عام حالات میں فوٹو بنانا اور بنوانا ملعون فعل ہے تو کعبہ معظّمہ اور مدینہ منورہ میں تو یہ بربادی کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

لاکھ نمازوں کے برابر ثواب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

صَلَاتُہٗ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَۃِ اَلْفِ صَلَاۃ

مسجد حرام میں ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

فائدہ

مکہ مکرمہ میں ایک دن کا روزہ مکہ سے باہر ایک لاکھ روزوں کے برابر ہے اور وہاں کے ایک درہم کا صدقہ باہر کے لاکھ درہم کے برابر ہے اور اسی طرح وہاں کی ہر نیکی ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے۔ (فضائل حج)

حرم مکہ کی حرمت وفضیلت

حرم مکہ جس کا ذکر قرآنِ مجید کی اس آیت میں آیا ہے۔

اَوَ لَمْ نُمَکِّنْ لَّھُمْ حَرَمًا اٰمِنًا ۔ (پارہ ۲۰، سورۃ القصص، آیت ۵۷)

کیا ہم نے انہیں جگہ نہ دی امان والی حرم میں۔

حرم وہ علاقہ ہے جو مکہ مکرمہ کے چاروں طرف سے محیط ہے۔ خداوند تعالیٰ نے اس محدود علاقہ کو بھی فضیلت میں مکہ مکرمہ کے برابر ہی قرار دیا ہے۔ اب رہا یہ کہ اس محدود علاقہ ہی کو حرم کیوں قرار دیا گیا۔ اس کے متعلق چند اقوال ہیں۔

پہلا بیان

بعض کا بیان ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب جنت سے زمین پر آئے تو باشندگانِ زمین سے ان کے دل میں خوف پیدا ہوا اس وقت زمین پر صرف جن اور شیاطین کی آبادی تھی۔ خدا تعالیٰ نے ان کی حفاظت ونگہبانی کے لئے فرشتوں کو بھیجا، یہ فرشتے ان مقامات پر کھڑے ہو گئے جہاں آج کل حدودِ حرم کے نشان لگے ہوئے ہیں پس اس سارے علاقہ کو جو فرشتوں اور آدم علیہ السلام کے درمیان تھا، حرم بنا دیا گیا۔

دوسرا بیان

بعض کہتے ہیں کہ کعبہ شریف کی تعمیر کے بعد جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حجر اسود کو کعبہ میں نصب کیا تو اس کی چمک سے دائیں بائیں اور شرق وغرب میں روشنی ہوگئی۔ خداوند تعالیٰ نے اس سارے علاقہ کو جہاں تک حجر اسود کی روشنی پہنچی تھی، حرم قرار دے دیا۔

تیسرا بیان

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے جس وقت بیت اللہ کو حضرت آدم علیہ السلام کی طرف اتارا ہے اس وقت وہ سرخ یاقوت کا تھا، اس سے شعلے نکل رہے تھے اور اس میں شرقی وغربی سمتوں میں دو دروازے تھے، اس کی روشنی سے شرق وغرب روشن ہوگئے، ساکنانِ ارض نے اس چمک کو دیکھا تو گھبرا گئے اور فضائے آسمانی میں چاروں طرف دیکھنے لگے۔ جب انہوں نے روشنی کا مرکز مکہ مکرمہ کو پایا اُدھر روانہ ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے روانہ کیا اور وہ حدودِ حرم پر کھڑے ہوگئے اور ان کو آگے بڑھنے سے روک دیا اور اسی وقت اس علاقہ کا نام حرم ہوگیا۔

حرم کے فضائل وآداب

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام حرم میں پیدل اور ننگے پاؤں داخل ہوتے تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''قومِ ثمود نے جب اپنے پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے تو ان پر چیخ کی صورت میں عذابِ الٰہی نازل ہوا اور چیخ سے سارے لوگ مر گئے، صرف ایک شخص بچا وہ اس وقت حرم کے اندر تھا۔ حرم نے اس کو عذابِ الٰہی سے محفوظ رکھا لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ کون تھا؟ آپ نے فرمایا اُس کا نام ابورغال تھا جو قبیلہ ثقیف کا جد (دادا) ہے پھر جب

وہ حرم سے باہر نکلا تو اس کا بھی وہی حشر ہوا جو اس کی قوم کا ہوا تھا"

☆ شیخ ابو عمرو الز جاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشہور صوفیہ سے منقول ہے کہ وہ چالیس سال تک مکہ مکرمہ میں اقامت پذیر رہے لیکن اس عرصہ میں ایک مرتبہ بھی اُنہوں نے حرم کے اندر بول و براز نہیں کیا۔

☆ حرم کے آداب وخصائص بیشمار ہیں جن میں سے چند ضروری درج کئے جاتے ہیں۔

۱)۔حرم کے اندر بغیر احرام کے داخل نہ ہو۔اب یہ سوال کہ واجب ہے یا مستحب ،اس میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ ہمارے احناف کے نزدیک حرم میں داخل ہونے کے لئے احرام واجب ہے۔

۲)۔حرم کے اندر کسی جانور کا شکار کرنا لوگوں کے لئے ممنوع ہے خواہ وہ حرم کے باشندے ہوں یا غیر حرم کے اور خواہ محرم ہوں یا غیر محرم۔

۳)۔حرم کے درخت اور گھاس کا کاٹنا بھی ممنوع ہے۔

۴)۔غیر مسلم کا حرم میں داخل ہونا ممنوع ہے خواہ وہ حرم میں اقامت کی غرض سے داخل ہو خواہ حرم کے اندر سے راستہ طے کر کے باہر جانا چاہے۔

۵)۔حرم کے اندر کسی کی گری پڑی چیز کا سوائے اس کے مالک کے کسی دوسرے کو اُٹھانا ممنوع ہے۔

۶)۔حرم کے اندر مشرک کی نعش کو دفن کرنا حرام ہے اگر کسی نے دفن کر دیا تو جب تک اس کے پھٹ جانے کا یقین نہ ہو قبر سے اس کا نکال لینا اور حرم سے باہر لے جانا ضروری ہے۔

۷)۔حرم کے پتھروں اور مٹی کا حرم کے باہر لے جانا ممنوع ہے۔امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ان چیزوں کا تھوڑی یا زیادہ مقدار میں لے جانا دونوں طرح ممنوع ہے ہمارے (حنفی) مذہب میں اتنی تھوڑی مقدار ممنوع نہیں جس سے حرم کی کسی

چیز کو نقصان نہ پہنچے یعنی معمولی مقدار میں تبرکاً لے جانا جائز ہے۔

۸)۔ اگر کسی شخص نے مکہ مکرمہ یا کعبہ شریف جانے کا ارادہ کرلیا تو اس کو حج یا عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ جانا ضروری ہے برخلاف دوسری مساجد کے کہ وہاں جانے کی نذر ماننے سے جانا ضروری نہیں ہے البتہ مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ جانے کی نذر میں بعض علماء کے نزدیک نذر پوری کرنا اور وہاں جانا بھی ضروری ہے۔

۹)۔ حرم میں ہر قسم کی عبادت کا ثواب دوگنا ملتا ہے اور اسی طرح بعض علماء کے نزدیک گناہوں کا بار گناہ کرنے والوں کی گردن پر دوگناہ تھے۔

۱۰)۔ حرم میں مقیم شخص کو حرم کے اندر ہی سے حج کا احرام باندھنا چاہیے، حرم کے باہر سے احرام باندھنا اس کے لئے ممنوع ہے۔

۱۱)۔ اسلامی دنیا کی کسی ایک جماعت پر فرض ہے کہ وہ فریضۂ حج کو ہر سال ادا کرے یعنی کوئی سال ایسا نہ گزرے کہ مسلمانوں کی کوئی جماعت حج کے لئے کعبہ میں حاضر نہ ہو۔

۱۲)۔ اگر حرم کے باشندوں کی کوئی جماعت باغی ہوجائے تو علماء کے نزدیک حرم کے اندر اس سے مقابلہ ممنوع ہے البتہ اس پر دباؤ ڈال کر اطاعت میں لایا جاسکتا ہے۔

۱۳)۔ حرم کے پتھروں اور ڈھیلوں سے استنجا کرنا حرمت کے خلاف ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ حرم کے پتھر استنجا میں استعمال نہ کئے جائیں۔

۱۴)۔ بلاضرورت حرم میں اسلحہ باندھنا ادب کے خلاف ہے۔

۱۵)۔ طواف وداع کے بعد مکہ شریف میں تین دن سے زیادہ ٹھہرنا بھی ادب کے خلاف ہے۔

۱۶)۔ طاعون کی بیماری اور دجال مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں داخل نہ ہوں گے جیسے حدیث مبارکہ میں ہے جبکہ بعض علماء کا بیان ہے کہ طاعون سے مراد عالمگیر طاعون ہے۔

حرم مکہ معظّمہ میں داخل ہونے کے وقت کی دُعا

جب حرمِ مکہ معظّمہ میں داخل ہونے لگیں تو مندرجہ ذیل دعا پڑھنی چاہیے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا حَرَمُكَ وَ حَرَمُ رَسُوْلِكَ فَحَرِمْ لَحْمِیْ وَدَمِیْ وَعَظْمِیْ عَلَی النَّارِ۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِنِّیْ مِنْ عَذَابِكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ وَجْعَلْنِیْ مِنْ اَوْلِیَآئِكَ وَاَھْلِ طَاعَتِكَ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ○

ترجمہ: اے اللہ یہ تیرا اور تیرے رسول کا حرم ہے پس تو میرے گوشت، خون اور ہڈیوں کو آگ پر حرام کردے۔ اے اللہ مجھے اپنے عذاب سے محفوظ رکھ جس روز تو اپنے بندوں کو اُٹھائے گا اور مجھے اپنے ولیوں اور اطاعت گزاروں میں کردے اور میری طرف توجہ فرما بے شک تو توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان ہے۔

توبہ و استغفار

پہلی بات تو یہ ہے کہ جب سے اس سفرِ مقدس پہ روانہ ہوں اس وقت سے ہی غفلت کو چھوڑ دیجئے ہمہ وقت ذکر اللہ، تلاوتِ قرآن مجید اور توبہ و استغفار میں مشغولت اختیار کیئے رکھیئے۔ کوئی لمحہ بھی غفلت اور لا پرواہی کو اپنے قریب پھٹکنے نہ دیجئے۔ بہر حال پھر بھی اگر اب تک کا وقت کچھ نہ کچھ غفلت اور لا پرواہی میں گزرتا رہا ہو تو اب ہوشیار ہو جایئے، توبہ و استغفار کیجئے، بار بار تلبیہ پڑھتے رہیے۔ جہاں پہنچنے والے ہیں یہ وہ عظیم مقام ہے کہ جس کو ربِ کائنات اور اس کے رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بڑائی اور عظمت بخشی ہے، بڑی بڑی طاقتیں یہاں آکر سرنگوں ہوئیں، جلیل القدر انبیائے کرام علیہم السلام نے اس متبرک مقام کا ادب کیا، آپ بھی عاجزی و انکساری، خشوع و خضوع اور حضورِ قلب کے ساتھ توبہ و استغفار کرتے ہوئے اس وادیٔ مقدس میں داخل ہوں اور داخل ہوتے وقت دو رکعت پڑھ کر یہ دعا مانگئے:

اَللّٰھُمَّ اَمْنُكَ وَحَرَمُكَ الَّذِیْ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا فَحَرِمْ دَمِیْ وَ لَحْمِیْ

وَعَظِمِیْ وَبَشْرِیْ عَلَی النَّارِ o اَللّٰھُمَّ اٰمِنِّیْ مِنْ عَذَابِكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ فَاِنَّكَ اَنْتَ اللّٰہُ لَآاِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ وَأَسْئَلُكَ اَنْ تُصَلِّیْ عَلٰی سیدنامُحَمَّدٍ وّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ o

حرم کا جنگل

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے فرمایا کہ جب حرم مکہ مکرمہ کے متصل پہنچے سر جھکائے آنکھیں شرم گناہ سے نیچی کیے خشوع وخضوع سے داخل ہو اور ہو سکے تو پیادہ ننگے پاؤں اور لبیک ودعا کی کثرت رکھے اور بہتر یہ کہ دن میں غُسل کر کے داخل ہو۔

جدہ ائیر پورٹ

عربی ٹائم کے مطابق ہم ایک بجے جدہ شریف پہنچ گئے۔ وہاں پھر ہمیں دو تین گھنٹے گزارنے پڑے یہاں اکثر ایسے ہی ہوتا ہے اس لئے ہمیں پھر حسب عادت کارکنوں نے یہاں دو تین گھنٹے قید رکھا۔ خدا خدا کر کے سامان سمیت ہم لوگ ائیر پورٹ سے باہر آئے۔ چونکہ نمازِ ظہر کا وقت ہو چکا تھا ہم نے نماز ظہر ادا کی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم نے سرزمین عرب پر نمازِ ظہر سکون سے ادا کی۔ ایسے عظیم سفر میں بھی جو لوگ نماز کی طرف پوری توجہ نہیں کرتے اور اپنی نمازیں قضا بیٹھتے ہیں اس سے بڑھ کر بدنصیبی کیا ہوگی۔ بہر حال ایسے سفر پہ خاص طور پر نمازوں کا اہتمام کرنا چاہیے۔

جدہ ائیر پورٹ سے اترنے کے بعد کے کام

جدہ ائیر پورٹ پر اترتے ہی باہر کو چلتے نہ بنیں بلکہ جہاز سے سکون کے ساتھ اتریئے جلدی اور تیزی کی ضرورت نہیں۔ جدہ ائیر پورٹ پر جہاز سے اترتے ہوئے اپنے کاغذات والا ہینڈ بیگ اور اپنا دستی سامان سنبھالیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنا ضروری سامان جہاز میں ہی چھوڑ کر اتر جائیں۔ جہاز سے اترتے ہی جیسے دوسرے لوگ کھڑے

ہو جائیں آپ بھی ان کے ساتھ کھڑے ہو جایئے۔ کسٹم شیڈ سے ملحق ہیلتھ اور پاسپورٹ کے کاونٹروں پر قطار بنا کر ہیلتھ سرٹیفکیٹ اور پاسپورٹ چیک کروایئے۔ اس وقت تک امید ہے کہ ہوائی جہاز سے تمام مسافروں کا سامان جمع ہو چکا ہوگا۔ وہاں سے اپنا سامان شناخت کر کے علیحدہ کر لیجئے اور شیڈ میں کسٹم کے گشتی چیکنگ کرنے والے سعودی عملے سے اپنی باری آنے پر سامان چیک کروایئے اس کے بعد اپنا سامان، پاسپورٹ، کاغذات وغیرہ لے کر ایئر پورٹ سے باہر نکلئے اور اگر آپ حج پر جا رہے ہیں تو اپنے معلم کی بسیں آنے کا انتظار کریں اسی طرح اپنے ساتھیوں کے ساتھ جدہ سے مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ کو روانگی اختیار کیجئے۔

بعض ڈرائیوروں اور کنڈیکٹروں کی چالاکیاں

ایئر پورٹ کے باہر کرایہ کی بسیں، ویگنیں، کاریں عموماً دس ریال فی کس مکہ معظمہ تک مل جاتی ہیں۔ نئے آدمی لالچیوں کے ہاتھ پھنس جاتے ہیں۔ وہ (۱۰۰) میں سے کوئی ایک آدھ صحیح ہو تو ورنہ عموماً انہیں کمائی کی فکر ہوتی ہے، وہ آنے والے مسافر کی پرواہ نہیں کرتے۔ وہ پہلی ہی ملاقات میں پھنسانے کے استاد ہیں۔ منزلِ مقصود پر پہنچانے کے بجائے جہاں اپنی سہولت دیکھتے ہیں وہیں اتار دیتے ہیں اور کرایہ بھی اپنی مرضی کا لیتے ہیں۔ فقیر اویسی غفرلہٗ نے اپنا تجربہ رفقاء سے عرض کر دیا لیکن امیر قافلہ اور ان کے مشیروں پہ دباؤ نامناسب سمجھ کر خاموش رہا۔ ہمارے رفقاء بھی ایک پاکستانی لالچی ڈرائیور کے ہاتھوں پھنس گئے۔ اس کی گاڑی میں سامان رکھا روانہ ہوئے۔

حدودِ حرم

الحمدللہ! ہم اپنی گاڑی پہ مکہ مکرمہ کی طرف سفر کر رہے ہیں۔ گاڑی لحہ بہ لحہ مکہ مکرمہ سے قریب سے قریب تر ہوتی جا رہی ہے۔ ہمارے نصیب عروج پہ ہیں کہ ہم آج اس مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہیں جس میں پہلی وحی نازل ہوئی۔ ہاں ہاں وہی مکہ مکرمہ کہ

جس میں مدنی تاجدار، احمد مختار، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس جہانِ فانی میں جلوہ گری ہوئی کہ جن کی جلوہ گری سے سارا جہاں منور ہوگیا، جن کی تشریف آوری گنہگاروں کے لئے گناہوں سے بخشش کا سبب بن گئی، جن کا تشریف لانا سارے جہانوں کے لئے رحمت ہے۔ (کما قال اللہ) ''وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝'' جن کی تشریف آوری کے متعلق ربِ کائنات کا ارشاد ہوا ہے کہ ''قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ'' جن کے تشریف لانے کے باعث کفر کے اندھیرے چھٹ گئے، کفر وشرک کی آندھیاں تھم گئیں۔ جہالت کے اندھیرے سے دنیا بھر کے باسی نجات پا گئے۔ عدل وانصاف کا بول بالا ہوا، ہر طرف اسلام کے انوار پھیل گئے، کفر وجہالت کی تاریکی ختم ہوگئی۔

الحمدللہ! آج پوری دنیا سے انسانوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ اس شہر کی طرف اپنے نصیب جگانے کے لئے حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں، شکر ہے کہ آج ہمارا نصیب بھی عروج پر ہے کہ ہم اس شہر کی طرف سفر کر رہے ہیں جس شہر میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آنکھ کھولی، جس شہر میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بچپن شریف گزارا، جس شہر میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جوانی کے ایام گزارے، جس شہر میں خانہ کعبہ بھی ہے، اس شہر کو بہت سی سعادتیں حاصل ہیں، آج ہم گنہگار اسی شہر کی طرف محوِ سفر ہیں۔

پولیس کی چوکی

مکہ مکرمہ ابھی ۲۳ کلو میٹر باقی تھے کہ ایک پولیس چوکی آئی۔ اس سڑک پر بہت بڑا بورڈ لگا ہوا ہے۔ جس پر انگریزی زبان میں لکھا ہے ''Muslims Only'' یعنی (صرف مسلمانوں کے لئے) اور عربی زبان میں ہے ''للمسلمین فقط'' (یعنی صرف مسلمانوں کے لئے) یہاں سے مکہ مکرمہ کی حدود شروع ہوتی ہے اس جگہ سے آگے غیر مسلم نہیں جاسکتے یعنی یہاں سے آگے غیر مسلموں کا داخلہ ممنوع ہے۔

شہر مکہ قریب سے قریب تر آ رہا ہے

الحمدللہ! شہر مکہ قریب سے قریب تر آ رہا ہے، جوں جوں گاڑی اپنی منزل کی طرف بڑھتی جا رہی ہے ہمارا نصیب بھی عروج کی طرف بڑھ رہا ہے۔ یہاں خوش نصیب ہی آتے ہیں اور اپنے رب سے خصوصی انعامات سے نوازے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا رحمتوں والا گھر قریب سے قریب آ رہا ہے اس دوران غفلت کا پردہ چاک کیجئے، اس دوران تلبیہ پڑھتے رہیں، منزل جوں جوں قریب آ رہی ہیں، شوق بڑھتا جا رہا ہے، ہم سب کی زبان پہ تلبیہ جاری ہے۔

حجازِ مقدس کی حاضری

ہوائی سفر ہو یا بحری سفر ہر گھڑی اپنے لئے عبادت کے لمحات سمجھئے بالخصوص احرام باندھ لینے کے بعد خود پر کنٹرول کرتے ہوئے جدہ روانگی سے لے کر مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ کی حاضری تک مرد بلند آواز سے اور خواتین آہستہ آہستہ تلبیہ (لبیک) پڑھتے رہیں۔

جب مکہ مکرمہ تقریباً ۱۶ کلومیٹر رہ جاتا ہے تو حدودِ حرم شروع ہو جاتی ہے یہ جگہ حدیبیہ (موجودنام شمسی) کے قریب ہے۔

دورانِ سفر تلبیہ کا پڑھنا

آپ حج یا عمرہ کی غرض سے سفر کرتے ہوئے ہوائی سفر میں ہوں یا بحری جہاز میں سفر کر رہے ہوں یا بسوں کے ذریعے سفر کر رہے ہوں مختصر یہ کہ جیسے بھی سفر کر رہے ہوں ہر حال میں اس سفر کو اپنے لئے عبادت کے لمحات تصور کریں خصوصاً احرام باندھ لینے کے بعد ہر لحہ تصور کریں کہ میں ربِ کائنات کے خاص گھر مبارک کے لئے جا رہا ہوں وہ مقام کہ جہاں پر ربِ کائنات کے خصوصی انعامات تقسیم ہوتے ہیں، وہاں پر ربِ کائنات خصوصی انعامات سے نوازتا ہے۔ اس لئے اپنے آپ پر خصوصی کنٹرول فرمائیے کسی ایسے کام میں ہرگز ملوث نہ ہوں جو شریعت مطہرہ کے خلاف ہو۔ مکہ مکرمہ میں خانہ

کعبہ کی حاضری تک مرد بلند آواز سے اور خواتین آہستہ آہستہ تلبیہ (لبیک) پڑھتے رہیں۔مگر مرد حضرات آواز اتنی بلند بھی نہ کریں جس سے دوسروں کو تکلیف ہو۔تلبیہ جب شروع کریں تو کم از کم تین بار پڑھیں۔

تلبیہ

حدیث پاک میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا تلبیہ یہ تھا:

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔(سنن ترمذی شریف،ابواب الحج،حدیث نمبر ۸۰۷)

ترجمہ:- میں حاضر ہوں، یا اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں۔ بیشک تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے لئے ہیں اور ملک بھی، تیرا کوئی شریک نہیں۔

فائدہ

تلبیہ کو زبانی یاد کر لینا نہایت ضروری ہے جتنے دن مکہ معظّمہ میں رہنا نصیب ہو تو اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے وضو بے وضو ہر حال میں اس کا ورد کرتے رہنا چاہیے۔اللہ تعالیٰ کو حالتِ احرام میں تلبیہ پڑھنا بہت پسند ہے۔اس لئے زیادہ سے زیادہ تلبیہ پڑھتے رہیں، اسی ''لَبَّيْكَ'' میں آپ کی تمام دعائیں ہیں۔اس لئے یہ ذکر خوب دل لگا کر کریں۔آپ جتنا خلوص اور انہماک سے تلبیہ پڑھیں گے اتنا ہی زیادہ بہتر ہے۔

تلبیہ پڑھنے کی فضیلت

حدیث نمبر ۱

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ کون سا حج افضل۔جبکہ

آپ نے فرمایا جس میں بلند آواز سے تلبیہ پڑھا جائے اور قربانی کی جائے۔

(ترمذی شریف، جلد اول، ابواب الحج، حدیث نمبر ۸۰۹ و ابن ماجہ شریف)

حدیث نمبر۲

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان تلبیہ کہتا ہے تو اس کے دائیں بائیں تمام پتھر، درخت اور ڈھیلے (سب) تلبیہ کہتے ہیں یہاں تک کہ زمین ادھر اُدھر (مشرق و مغرب سے) پوری ہو جاتی ہے۔

(ترمذی شریف، جلد اول، ابواب الحج، حدیث نمبر ۸۱۰ و ابن ماجہ شریف)

حدیث نمبر۳

طبرانی اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راویت ہے کہ لبیک کہنے والا جب لبیک کہتا ہے تو اُسے بشارت دی جاتی ہے عرض کی گئی کہ جنت کی بشارد دی جاتی ہے، تو (نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد) فرمایا ہاں۔

(بہارِ شریعت، جلد اول، حصہ ششم)

گناہ غائب

امام احمد و ابن ماجہ حضرت جابر بن عبداللہ اور طبرانی و بیہقی عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں محرم (احرام والا) جب آفتاب ڈوبنے تک لبیک کہتا ہے تو آفتاب ڈوبنے کے ساتھ اُس کے گناہ غائب ہو جاتے ہیں اور (وہ) ایسا ہو جاتا ہے جیسا اس دن کہ پیدا ہوا۔

اللہ کی رضا اور جنت کا سوال

امام شافعی خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم جب لبیک سے فارغ ہوتے تو اللہ (عزوجل) سے اُس کی رضا اور جنت کا سوال کرتے اور دوزخ سے پناہ مانگتے۔ (بہارِ شریعت)

خوشی کے آنسو

بہر حال مکہ معظمہ قریب سے قریب آ رہا ہے یعنی جب سواری مکہ مکرمہ کی طرف دوڑتی چلی جاتی ہے تو بندے کی کیفیت عجیب سی ہوتی جاتی ہے کبھی خوشی کے آنسو آنکھوں سے نکل آتے ہیں کہ کہاں خانہ کعبہ اور کہاں یہ فقیر حقیر، کہاں ربِ کائنات کی عبادت کے لئے بنایا گیا پہلا خدا کا گھر کہ جسے تعمیر کرنے والے اللہ تعالیٰ کے عظیم پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ساتھ حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام اور کہاں یہ گنہگار وخطا کار! وہ خانہ کعبہ کہ جہاں ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے انوار وتجلیات کا نزول ہوتا رہتا ہے اور کہاں میں خطا کار وسیاہ کار۔ بہر حال مکہ مکرمہ کی طرف رواں دواں ہوں تو عجیب سا جلال دلوں پہ چھایا رہتا ہے۔

چوکیوں سے بچنا

چونکہ پاکستانی یعنی غیر قانونی طور پر کرایہ کی سواری چلاتے ہیں اسی لئے وہ چوکیوں سے بچتا بچاتا بہت لمبا سفر اختیار کر کے مسجد تنعیم سے ہوتا ہوا باب عبدالعزیز کے جنوب مغرب میں ہمیں جا کر اُتار دیا۔ ہم نے اسے بہت کہا یہ کام اچھا نہیں مگر اس نے ہماری ایک نہ سنی۔

فائدہ از ابواحمد غلام حسن اُویسی

افسوس! کہ ہم پاکستانی ہیں، ہم مسلمان ہیں اور ہم میں سے بعض لوگ اپنا کیسا کردار لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں حالانکہ ہمیں بہترین مسلمان اور بہترین پاکستانی بننے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ہمارے ایسے ہی کردار کی وجہ سے دنیا والے ہم پر اعتبار نہیں کرتے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم خود ایک دوسرے پر اعتبار کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔

ٹرانسپورٹ کے متعلق فقیر اُویسی صاحب غفرلہٗ کا مشورہ

سعودی عرب میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ٹرانسپورٹ کا بہت اعلیٰ انتظام ہے۔ جدہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہوائی جہاز کی سروس موجود ہے۔ جدہ، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں لوکل بس سروس بہت بہترین ہے، اسی طرح مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ اور دیگر شہروں کے لئے عمدہ قسم کی کوچ سروس ہے۔ ٹیکسیاں، منی بسیں اور ویگنیں بھی آسانی سے مل جاتی ہیں اور ان کے کرائے بھی مناسب ہیں۔

خاص احتیاط

لوکل بس سروس پر سوار ہوتے وقت بس پر لکھے ہوئے روٹ کو دیکھ لینا چاہیے یا کسی سے پوچھ لینا چاہیے۔ یہ بس سروس آپ کو کسی ایک مقام پر بانسبت ٹیکسی کے کم پیسوں میں لے جائے گی۔

مکہ مکرمہ شہر

ڈرائیور نے مکہ مکرمہ میں باب عبدالعزیز کے جنوب مغرب میں ہمیں اتار دیا۔ ہم نے اسے بہت کہا کہ یہ کام اچھا نہیں مگر اس نے ہماری ایک نہ سنی اور ہمیں گاڑی سے اتار دیا۔ ہم سے گاڑی سے اترنے کے بعد آئندہ کا لائحہ عمل سوچنے لگے کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ ہم انہیں سوچوں میں تھے کہ ہمارے امیر صاحب! ہم سب سے مشورہ کرنے لگے۔

کرایہ کا مکان

باب عبدالعزیز جنوب ومغرب میں فندق الفردوس سے ایک صاحب ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے کمرہ کرائے پر لینے کے متعلق پوچھا چونکہ حاضر موقع پر ہمیں ایک کمرہ کی ضرورت تھی اس لئے چوہدری الحاج بشیر احمد صاحب ان کے ساتھ

چلے گئے تا کہ صورتِ حال کا جائزہ بھی لے آئیں اور کمرہ بھی دیکھ آئیں۔ کچھ دیر کے بعد جب وہ آپس آئے تو اُنہوں نے بتایا کہ کمرہ مجھے پسند آ گیا ہے، اچھا کمرہ ہے، ہماری ضرورت کے لئے کافی ہے۔ ہم سب نے سامان اُٹھایا اور چوہدری بشیر احمد صاحب کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اُس وقت تقریباً نمازِ عصر کا وقت ہو چکا تھا۔ ہم کمرے میں سامان لے کر پہنچ گئے، کمرہ ہم سب کو پسند آیا۔ اس کمرے کا کرایہ ستر ریال فی یوم طے ہوا۔ بہرحال کمرہ بہترین ہے اس میں جدید ضروری سہولیات میسر ہیں، کمرہ ائیرکنڈیشنر ہے، اس میں غسل خانہ اور حمام بھی ہے، صاف اور ستھرا کمرہ ہے۔ یہ کمرہ دوسری منزل پر پہلا کمرہ ہے، پہچان بھی آسان ہے۔ تھوڑی دیر کمرے میں آرام کیا اور آئندہ کا لائحہ عمل بنانے لگے کہ سب سے پہلے تو ہمیں طواف کرنا چاہیے۔

طواف کا پروگرام

فندق الفردوس کبریٰ (پل) کے غربی جانب ہے۔ گلستانِ طیبہ ہوٹل کے دو فرلانگ پر ہے پھر ایک فرلانگ پر باب عبدالعزیز ہے۔ ہم تمام رفقاء نے طے کیا کہ اذانِ عشاء سے پہلے طواف وسعی وغیرہ سے فارغ ہو کر ہم سب نے باب العزیز کے باہر جنوب و مغرب کی جانب مدینہ ہوٹل کے متصل حجام سے حجامت بنوانی ہے۔ تمام حضرات عمرہ کے احکام ادا کر کے وہاں پہنچیں پھر ہم عمرہ ادا کرنے کے لئے اس طرف متوجہ ہوئے۔

خانہ کعبہ

دُنیا میں مقدس ترین مسجد

حرم شریف دنیا میں مقدس ترین مسجد ہے۔ مستطیل شکل کا یہ مقدس کمرہ تقریباً ۴۵ فٹ اونچا، ۴۴ فٹ شمالاً جنوباً لمبا ہے اور شرقاً غرباً ۳۳ فٹ چوڑا ہے۔ یہاں پر پڑھی جانے والی نماز کی فضیلت بہت زیاد ہے۔ خانہ کعبہ میں پڑھی جانے والی ایک نماز کا

ثواب ایک لاکھ کی نماز ادا کرنے کے برابر ہے۔

خانہ کعبہ میں نماز ادا کرنے کا ثواب

خانہ کعبہ شریف میں پڑھی جانے والے ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے چاہے یہ نماز جماعت کے ساتھ ہو یا تنہا۔ حج سے پہلے ان ایام میں ہم اس عظیم ثواب سے بہرہ یاب ہو سکتے ہیں۔

ابواب الکعبہ المعظمہ

کعبہ معظّمہ کے چار بڑے دروازے ہیں:

(۱) باب الفتح: یہ دروازہ شمال کی طرف ہے۔

(۲) باب العمرہ: یہ دروازہ مشرق کی جانب ہے۔

(۳) باب القدس: خانہ کعبہ کا یہ دروازہ مغربی جانب ہے۔

(۴) باب عبدالعزیز: جنوب کی جانب یہ دروازہ ہے۔

(اب تو مزید اضافہ ہو گیا ہے فقیر فیاض احمد اویسی)

فائدہ

ان کے ابواب کے اندرون میں دروازے ہیں۔ کسی دروازے سے داخل ہوں تو جوتے اندر نہ لے جائیں بلکہ ان دروازوں پر پڑے ہوئے صندوق میں اپنے جوتے رکھ دیں۔ یہ جوتے ایسے ہی نہ رکھیں بلکہ کسی کپڑے یا لفافہ میں لپیٹ کر رکھیں اور خصوصی نشان یاد کر کے رکھیں۔

مکہ کے حرم میں ہوش

اے خاک کا پتلا، ذرا سوچ تو کہاں آ گیا ہے، یہی ہے خدا کا گھر جس کے گرد پروانے گھوم رہے ہیں، انہی میں غوث، قطب، اولیاء اللہ، محبوبانِ خدا بھی ہوں گے، اسی

گھر کے گرد انبیاء کرام بھی گھومے یعنی اسی گھر کے گرد انبیاء کرام نے بھی طواف کیا بالخصوص حبیبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی اس کے گرد گھومے۔ تیری قسمت اچھی ہے کہ تجھے یہاں حاضر ہونے کی توفیق عطا ہوئی کہ تو یہاں حاضر ہو گیا ہے۔ اسی لئے ذرا ہوش سے اس کے حرم میں قدم رکھنا اور ہوش سے رہنا۔

حاجی ہوشیار باش

اللہ تعالیٰ جتنے عرصہ بھی مکہ مکرمہ میں رہائش کے لئے نصیب کرے اتنے عرصہ ان باتوں کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

☆ زیادہ سے زیادہ طواف کریں ہاں اتنا خیال رہے کہ طواف ہر وقت سوائے فرض نماز کے اوقات کے جائز و درست ہے البتہ طواف کے بعد واجب دو نفل مکروہ اوقات میں نہ پڑھیں۔

☆ ربِ کائنات کا ارشادِ گرامی ہے کہ۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۔(پارہ ۳، سورۃ البقرہ، آیت ۲۸۶)

اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہمت دی ہے تو ٹھیک ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک دن میں بیس طواف کر لئے اور پھر لیٹ گئے گھر پر بیمار ہو کر یا تھکاوٹ کی وجہ سے اور حرم کی نمازیں بھی گئیں۔

☆ جن حضرات کے ساتھ خواتین ہیں یا وہ کمزور ہیں اُن کے لئے آسانی اسی میں ہے کہ وہ عشاء کے بعد اور تہجد سے پہلے طواف کریں اور خواتین کو معلمین کے خادموں یا کسی اور سپرد نہ کریں۔ ایسے حضرات رات کو جاگیں اور دن کو آرام کر لیا کریں

☆ حرم شریف کو شارعِ عام نہ بنائیں۔ بازار کو جاتے ہوئے یا وہاں سے سامان خرید کر واپس آتے ہوئے حرم شریف سے نہ گزریں اکثر خواتین سر پر سامان اُٹھائے یا بغل میں سامان دبائے حرم شریف میں ہی نمائش لگا دیتی ہیں جبکہ اور لوگ طواف اور

عبادت میں مشغول ہوتے ہیں۔

☆ حرم شریف کے فرش پر یا خانہ کعبہ کی دیوار کے ساتھ یا قرآن مجید رکھنے والی الماریوں پر جوتے نہ رکھیں، حرم شریف کا تقدس مجروح ہوتا ہے۔

☆ نماز کے اوقات سے کافی وقت پہلے خانہ کعبہ کی دیوار کے ساتھ نہ بیٹھیں ایسا کرنے سے طواف کرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

☆ حطیم، مقامِ ابراہیم اور ملتزم پر بھیڑ کے اوقات میں اپنے نوافل اور دعاؤں کو مختصر کر دیجئے۔ دوسرے ہزاروں انسان آپ کے پیچھے اس موقع کی تلاش میں ہیں کہ وہ بھی نفل ادا کریں یا دعا مانگیں۔

☆ نمازیوں کے آگے سے گزرنا بہت بڑا گناہ ہے لیکن خانہ کعبہ کی یہ خصوصیت ہے کہ وہاں نمازیوں کے آگے سے گزرنا بشرط ضرورت جائز ہے۔

☆ بازار سے اشیائے ضرورت خریدتے وقت دو تین دوکاندار سے نرخ کا پتہ کر کے خریدیں تو بہتر ہے بعد میں جھگڑے یا دل میں میل کا اندیشہ نہ رہے گا۔

☆ نمازِ تہجد کے لئے فجر کی اذان سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے اذان ہوتی ہے جسے اذانِ اوّل کہتے ہیں، بہتر ہوگا اس سے پہلے حرم شریف میں حاضری دیں۔

رکنِ یمانی

رکن یمانی خانہ کعبہ کے جنوب مغربی کونے کو کہتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وُكِّلَ بِهٖ سَبْعُوْنَ مَلَكًا يَعْنِى الرُّكْنَ الْيَمَانِىَ فَمَنْ قَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ قَالُوْا "آمین" (مشکوٰۃ شریف)

رکنِ یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہیں تو جو شخص وہاں یہ کہے اے اللہ میں تجھ سے دنیا

وآخرت میں عفو وعافیت مانگتا ہوں، اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائی عطا فرما اور جہنم کے عذاب سے بچا تو وہ فرشتے کہتے ہیں آمین۔

ملتزم

ملتزم کعبہ میں ایک جگہ کا نام ہے، اور یہ جگہ حجر اسود سے لیکر کعبہ کے دروازے تک ہے، اور التزام یا ملتزم کا معنی چمٹنا ہے، کیونکہ یہاں دعا کرنے والا شخص اپنا چہرہ، ہتھیلیاں، اور بازو لگا تا اور چمٹا تا ہے، اور جو چاہے وہ یہاں آسانی سے دعا کرتا ہے۔

اور اس میں کوئی مخصوص دعا نہیں جو مسلمان شخص یہاں مانگے بلکہ جو بھی چاہے دعا کرسکتا ہے، اور کعبہ میں داخل ہوتے وقت بھی ملتزم پر جایا جاسکتا ہے(اگر جانا میسر ہو) اور طواف وداع کرنے سے پہلے بھی کرسکتا ہے، اور یا پھر کسی بھی وقت وہ ملتزم پر جا کر دعا کرسکتا ہے اس کے کوئی خاص وقت مقرر نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے ہیں کہ

اَلْمُلْتَزَمُ مَوْضِعٌ یُسْتَجَابُ فِیْهِ الدُّعَاءُ وَمَا دَعَاعَبْدُ اللّٰهَ فِیْهِ دَعْوَةً الا اِسْتَجَابَهَا۔ (فضائل حج)

ملتزم ایسا مقام ہے جہاں دعا قبول ہوتی ہے کسی بندہ نے وہاں دعا نہیں کی مگر وہ قبول ہوئی۔

حطیم

حطیم یا حجر اسماعیل خانہ کعبہ کے شمال کی طرف ایک دیوار جس کے اوپر طواف کیا جاتا ہے۔ اس دیوار کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ خانہ کعبہ میں شامل تھی

☆ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا دل چاہتا تھا کہ میں کعبہ شریف کے اندر جا کر نماز پڑھوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے حطیم میں لے جا کر فرمایا جب کعبہ کے اندر جانا چاہو تو یہاں آجایا کرو، یہ کعبہ ہی کا ٹکڑا ہے تمہاری قوم نے جب کعبہ کو تعمیر کیا تھا تو اس حصہ کو (حلال خرچ کی وجہ سے) تعمیر کعبہ سے باہر کر دیا تھا۔

فائدہ

اس حصہ کا تعمیر میں نہ آنا بھی اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے چنانچہ اب ہر شخص آسانی سے جب چاہے اس میں (کعبہ) جا کر نماز وغیرہ پڑھ سکتا ہے بالخصوص عورتوں کے لئے ورنہ ان کے لئے بہت ہی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے اور اکثر اس سعادت سے محروم رہ جاتیں ہیں۔

انتباہ

لیکن یاد رہے کہ اس معظم و محترم گھر کے اندر جانے کے لئے بھی منہ چاہیے ورنہ ہم گنہگار تو اس قابل بھی نہیں ہیں کہ اس کے قریب بھی جائیں۔

بیت اللہ شریف پر رحمتوں کا نزول

بیت اللہ شریف میں ایک نماز ادا کرنے کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر عطا کیا جاتا ہے چاہے یہ نماز با جماعت ادا کی جائے یا تنہا، کتنی بڑی عظیم سعادت ہے جسے اللہ تعالیٰ نصیب کرے۔ اہلِ دل جانتے ہیں کہ کعبہ معظّمہ سے کیا کیا فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں، مانگنے والوں کو بھی اور نہ مانگنے والوں کو بھی۔ ہمیشہ سے اس گھر میں پناہ لینے والے محفوظ سمجھے گئے ہیں۔ عارفین کا ایمان ہے کہ رہتی دنیا تک خانہ کعبہ مامون و محفوظ رہے گا۔

مسئلہ

نفلی طواف میں اضطباع اور رمل نہیں اور سعی بھی نہیں ہاں طواف کے بعد دو رکعت

نفل واجب ہیں۔

بیت اللہ شریف کی طرف دیکھنے کا ثواب

بیت اللہ شریف کی طرف دیکھتے رہنا بھی ثواب ہے اور موجب اجر عظیم ہے۔
اس سلسلے میں احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیے۔

خانہ کعبہ میں ایک ساعت بیٹھنے کا اجر

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص قبلہ کے سامنے محض اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خوشنودی اور بیت اللہ کی تعظیم کے خیال سے ایک ساعت بیٹھے اس کو اس کا اتنا اجر ملے گا گویا اس نے حج وعمرہ کیا یا کاروانِ سرائے قائم کیا اور خداوند تعالیٰ کی نظر سب سے پہلے اہلِ حرم پر پڑتی ہے پس جس شخص کو وہ حرم کے اندر نماز پڑھتے دیکھتا ہے اس کو بخش دیتا ہے جس کو قیام کی حالت میں دیکھتا ہے اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور جس کو قبلہ کی طرف منہ کئے بیٹھا دیکھتا ہے اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

اگلے پچھلے گناہ معاف

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور تقویتِ ایمان کے لئے بیت اللہ کی طرف دیکھا اس کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور قیامت کے دن اس کا حشر ایمانداروں میں گا۔

طوافِ کعبہ کے فضائل

کعبہ کا طواف کرنے والوں کی فضیلت میں کثرت سے آیات، احادیث مبارکہ ہیں ان میں سے چند ایک کو ہم درج کرتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ اپنے کلامِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

○ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ ۔

(پارہ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۱۲۵)

اور ہم نے تاکید کی ابراہیم اور اسمٰعیل کو کہ میرا گھر خوب ستھرا کرو۔

○ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِىْ شَيْــًٔا وَّ طَهِّرْ بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ ۔ (پارہ۱۷، سورۃ الحج، آیت ۲۶)

اور جبکہ ہم نے ابراہیم کو اس گھر کا ٹھکانا ٹھیک بتادیا اور حکم دیا کہ میرا کوئی شریک نہ کر اور میرا گھر ستھرا رکھ طواف والوں کے لیے۔

ان آیات میں مفسرین نے تطہیر کے مختلف معنی بتائے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ آفات وشکوک سے بیت اللہ کو پاک رکھا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ کعبہ کو بتوں سے پاک رکھا جائے اور کوئی بت کعبہ کے گرد نصب نہ کیا جائے بعض کا بیان ہے طہارت سے مراد امن ہے یعنی بیت اللہ کو امن کی جگہ بناؤ۔

احادیث مبارکہ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے بیت اللہ کا طواف سات مرتبہ کیا (یعنی سات پھیرے کئے) اور مقامِ ابراہیم کے سامنے نماز پڑھی اور آبِ زم زم پیا، اس کے تمام گناہوں کو خواہ وہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں بخش دیا گیا۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انسان جب بیت اللہ کے طواف کے ارادہ سے (گھر سے) باہر نکلتا ہے تو خدا کی رحمت میں داخل ہو جاتا ہے اور پھر خدا کی رحمت میں داخل ہو کر جو قدم اُٹھاتا ہے اور زمین پر رکھتا ہے خداوند تعالیٰ اس کے ہر قدم پر پانچ سو نیکیاں اُس کے نامہ اعمال میں لکھ دیتا ہے اور پانچ سو بُرائیوں (گناہوں) کو معاف کر دیتا ہے اور پانچ سو درجے اس کے بلند فرما دیتا ہے۔ پھر جب وہ طواف سے فارغ ہو کر مقامِ ابراہیم کے سامنے دو رکعت نماز پڑھتا ہے وہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے گویا اس کی ماں نے آج اس کو جنا ہے اور اولادِ اسماعیل

میں سے دس غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب (اس کے نامۂ اعمال میں) لکھا جاتا ہے اور کعبہ کے رکن پر ایک فرشتہ اس کا استقبال کرتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ تو جو کچھ کر چکا ہے وہ معاف کر دیا گیا اب آئندہ (اچھا) کام شروع کر اور اس کے خاندان میں سے ستر آدمیوں کی شفاعت کی جائے گی۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کعبہ کے اردگرد ستر ہزار فرشتے رہتے ہیں جو طواف کرنے والوں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیت اللہ کا طواف کرنا اللہ تعالیٰ کی رحمت میں شامل ہونا ہے۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے پچاس مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو گیا گویا وہ آج ہی اپنی ماں کے بطن سے پیدا ہوا ہے۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آسمانی آبادی میں خدا کے نزدیک بہتر وہ ہے جو اس کے عرش کا طواف کرتے ہیں اور زمین پر بسنے والوں میں سب سے بہتر لوگ خدا کے نزدیک وہ ہیں جو بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر فرشتے کسی سے مصافحہ کرتے ہیں تو غازی سے جو راہِ خدا میں جہاد کرتا ہے، والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والوں سے اور بیت اللہ کا طواف کرنے والے سے مصافحہ کرتے ہیں۔

اقوالِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

☆ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب کبھی مکہ مکرمہ تشریف لاتے تو سب سے بہتر کام طواف بیت اللہ کو خیال فرماتے۔

☆ انہیں سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جس شخص نے طواف کیا اور پھر مقامِ

ابراہیم میں دو رکعت نماز پڑھی (تو اس کا یہ عمل) سابقہ بُرے کاموں کا کفارہ ہو گیا۔

☆ حضرت امام غزالی احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ روزانہ آفتاب غروب ہونے سے پہلے ابدال میں سے ایک شخص بیت اللہ کا طواف کرتا ہے اور روزانہ رات گزرنے کے بعد آفتاب طلوع ہونے سے پہلے اوتاد میں سے ایک شخص کعبہ کا طواف کرتا ہے جس روز لوگوں کے طواف کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا بیت اللہ کو زمین سے اُٹھا لیا جائیگا۔

☆ حضرت محمد بن فضیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ابن طارق کو طواف کرتے دیکھا وہ جوتا پہنے ہوئے تھے اور جب ہجوم میں سے گزرتے تو لوگ ان کے لئے راستہ چھوڑ دیتے تھے۔ لوگوں نے ان کے طواف کا اندازہ لگایا تو ظاہر ہوا کہ وہ رات دن میں بقدر دس فرسخ کے روزانہ طواف کرتے ہیں۔

طواف کی فضیلت و ثواب

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَلَیْلَۃٍ عِشْرِیْنَ وَمِائَۃَ رَحْمَۃٍ تَنْزِلُ عَلٰی ھٰذَا الْبَیْتِ فَسِتُّوْنَ لِلطَّائِفِیْنَ وَاَرْبَعُوْنَ لِلْمُصَلِّیْنَ وَعِشْرُوْنَ لِلنَّاظِرِیْنَ۔

(فضائل حج)

اللہ تعالیٰ کی ہر دن اور رات میں ایک سو بیس رحمتیں اس گھر پر نازل ہوتی ہیں، ساٹھ طواف کرنے والوں، چالیس نماز پڑھنے والوں اور بیس اس کو دیکھنے والوں کے لئے ہوتی ہیں۔

عظمت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اس روایت سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی فضیلت کا اندازہ لگائیے کہ جب کعبہ شریف کو دیکھنے والا اس قدر رحمتوں کا مستحق ہے تو جن پاک لوگوں

نے کعبہ کے بھی کعبہ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دن رات زیارت کی ہو وہ نفوسِ قدسیہ اللہ تعالیٰ کی کس قدر رحمتوں کے مستحق ہوں گے۔ اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو صحابہ کرام کے متعلق غلیظ زبان استعمال کرتے نہیں تھکتے۔

طوافِ کعبہ اور درسِ روحانیت

طوافِ کعبہ سے یہ مراد ہے کہ ہویت مطلقہ کے ادراک کی کوشش کی جائے اور اس کے ٹھکانے اور منشاء اور مشہد کے معلوم کرنے کی سعی کی جائے۔

سات مرتبہ طواف سے اس جانب اشارہ ہے کہ جن اوصاف سے اس کی ذات تمام وکمال کو پہنچی یا جن اوصاف کے ادراک کے بغیر اس کی ذات تک رسائی محال ہے وہ سات ہیں۔ (۱) حیات (۲) علم (۳) ارادہ (۴) قدرت (۵) سمع (۶) بصر (۷) کلام۔

فائدہ

اس میں یہ نکتہ بھی شامل ہے کہ بندہ ان صفات میں اپنا خیال درمیان سے ہٹادے تو حق تعالیٰ کی صفات کی جانب رجوع ہو جائے تا کہ اس کی حیات اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو اور اُس کا علم اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو اور اُس کا ارادہ اور اس کی قدرت اور اس کا سمع و بصر و کلام سب اللہ کی طرف منسوب ہو اور وہ ایسا ہو جائے جیسا کہ حدیث قربِ نوافل میں وارد ہے کہ میں (یعنی اللہ) اُس کا سمع بن جاتا ہوں کہ وہ مجھ سے سنتا ہے اور میں اس کی بصر بن جاتا ہوں کہ مجھ سے دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں کہ مجھ سے گرفت کرتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں کہ مجھ سے چلتا ہے۔

(سیر دلبراں ص ۱۳۸۔۱۳۹)

طواف کے بعد صلوٰۃ

طواف کے بعد صلوٰۃ سے اس امر کی جانب اشارہ ہے کہ جس شخص میں یہ جملہ

امورکمال کو پہنچ گئے اُس میں احدیت کا ظہور ہو گیا اور حق تعالیٰ کا ناموس اس میں قائم ہو گیا۔

عمرہ شریف کا آسان طریقہ

مکہ معظمہ پہنچ کر ہمیں سب سے پہلے عمرہ شریف ادا کرنا چاہیے اس لئے ہم سب ساتھیوں نے بھی سب سے پہلے عمرہ شریف ادا کرنے کا پروگرام طے کیا۔

یہاں پر عمرہ شریف کے متعلق تفصیلاً طریقہ ملاحظہ فرمایئے تا کہ عمرہ شریف کی ادائیگی کے سلسلے میں کسی بھی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

فرائضِ عمرہ

عمرہ کے دو فرض ہیں:

(۱) میقات یا حل یعنی حرم شریف کی حدود سے باہر کی جگہ سے احرام باندھنا۔ (میقات کی تفصیل گذشتہ صفحات پر لکھی جا چکی ہے)

(۲) خانہ کعبہ کا طواف کرنا۔

فائدہ

ان میں سے کوئی ایک نہ ہوا تو سمجھ لیجئے کہ ہمارا عمرہ ہوا ہی نہیں۔

واجباتِ عمرہ

عمرہ شریف کے واجب بھی دو ہیں:

(۱) صفا و مروہ کے درمیان سات چکروں سے سعی کرنا۔

(۲) سر کے بال ترشوانا یا منڈوانا۔

باقی شرائط اور احرام کے احکام وہی ہیں جو حج کے ہیں۔

احرام باندھنے سے قبل کے اُمور

عمرہ کا احرام باندھنے سے قبل غسل کر لینا افضل ہے اس لئے بہتر ہے کہ عمرہ کا احرام باندھنے سے پہلے غسل کر لیا جائے۔ اگر کسی وجہ سے غسل نہ کر سکیں تو پھر وضو کر لیں ۔احرام کی نیت سے غسل کر لیں پھر ایک چادر لنگی کی طرح باندھ لیں اور دوسری چادر سر پر اوڑھ لیں ۔اس کے بعد دو رکعت نفل برائے عمرہ ادا کریں۔

نیت

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ وَاَعِنِّیْ عَلَیْھَا وَبَارِكْ لِیْ فِیْھَا نَوَیْتُ الْعُمْرَۃَ وَاَحْرَمْتُ بِھَا لِلّٰہِ تَعَالٰی

اے اللہ! میں نے عمرہ کا ارادہ کیا ہے اسے میرے لئے آسان فرما دے اور مجھ سے قبول فرما لے اور یہ (عمرہ ادا کرنے کے سلسلے میں) میری مدد فرما اور اسے میرے لئے بابرکت فرما۔ میں نے عمرہ ادا کرنے کی نیت کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے احرام باندھا۔

اس کے بعد تین بار یوں تلبیہ کہیں (تین مرتبہ)

لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ

ترجمہ:- میں حاضر ہوں، یا اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں (یا اللہ) تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں ۔ بیشک تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے لئے ہیں اور ملک بھی (تیرے لئے ہیں) یا اللہ تیرا کوئی شریک نہیں۔

فائدہ

تلبیہ کو زبانی یاد کر لینا نہایت ضروری ہے جتنے دن مکہ معظمہ میں رہنا پڑے حج یا عمرہ کے سلسلے میں یہ ذکر کرتے رہنا چاہیے ۔ اللہ تعالیٰ کو یہ ذکر بہت پسند ہے ۔تمام دعائیں ''لَبَّیْكَ'' میں ہیں اس لئے تلبیہ خوب پڑھنا چاہیے ۔ بڑے خلوص اور انہماک

سے تلبیہ پڑھنا چاہیے۔

احرام کی حالت میں ضروری پابندیاں

احرام کی حالت میں نہ تو شکار کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی کسی شکاری کی مدد کی جاسکتی ہے حتی کہ شکار دکھانے کی غرض سے اس طرف اشارہ بھی نہیں کرنا چاہیے۔ پودے، درخت، گھاس وغیرہ بھی احرام کی حالت میں نہیں کاٹ سکتے۔ بھونڈ، مکھی، جوں اور مچھر وغیرہ کو بھی نہیں مار سکتے۔ احرام کی حالت میں نہ تو ناخن کاٹنے جائز ہیں اور نہ ہی بال توڑے جاسکتے ہیں، خوشبو بھی استعمال نہیں کرنی چاہیے۔ احرام کی حالت میں سلا ہوا کپڑا بھی پہننا جائز نہیں۔ مختصر یہ کہ حالتِ احرام سے پہلے کی کافی باتیں حالتِ احرام میں حرام کردی گئی ہیں۔ اگر غلطی سے ایسا کام ہو جائے تو کفارہ دم دینے یعنی جانور قربان کرنے سے ادا ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں فقہی کتب کا مطالعہ فرمائیے۔

احکام جنایت

حج کے احکام کے سلسلے میں قصداً (جاننے کے باوجود) یا سہواً خلاف ورزی یا کوتاہی کرنے کو جنایت کہتے ہیں۔ اس سلسلے میں یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) احرام کی حالت میں کسی پابندی کو توڑنا یعنی ممنوعہ باتوں میں سے کسی کو کرنا۔

(۲) واجباتِ حج میں سے کسی کو ترک کرنا یا کوتاہی کا ارتکاب کر بیٹھنا۔

تین قسم کا کفارہ

(۱) دم (۲) بدنہ (۳) صدقہ

فائدہ

دم، بدنہ اور صدقہ سے مراد پوری بکری، بھیڑ (یا اونٹ یا گائے کا ساتواں

حصہ) لازماً حرم شریف کے حدود میں ذبح کر کے صدقہ کرنا چاہیے یہ صدقہ نہ تو خود کھائے اور نہ ہی اس میں سے کوئی امیر شخص کھائے بلکہ صرف غرباء میں یہ تقسیم کرنا چاہیے۔

دم لانے کے اسباب

(۱) حالتِ احرام میں خوشبو استعمال کرنا۔

(۲) کھانے پینے کی چیزوں میں زیادہ خوشبو استعمال کرنا۔

(۳) حالتِ احرام میں سر یا داڑھی کو پتلی مہندی لگانے سے ایک دم اور گاڑھی مہندی لگانے سے دو دم لازم آتے ہیں ہاں عورت پر ہر صورت میں ایک ہی دم آتا ہے۔

(۴) حالتِ احرام میں بدن کی ہیئت پر پورا دن یا پوری رات سلا ہوا کپڑا پہننا۔

(۵) چوتھائی سر یا چوتھائی داڑھی یا اس کے بال اختیار سے یا بلا اختیار مونڈنا، اکھاڑنا، دور کرنا یا کسی دوا سے علیحدہ کرنا یا کسی سے کرانا یا پوری بغل یا زیرِ ناف یا گردن کے بال صاف کرنا یا کروانا، چاروں ہاتھ پاؤں یا ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کے سارے ناخن کاٹنا وغیرہ وغیرہ۔

بدنہ

بدنہ یعنی پوری گائے یا اونٹ حسبِ طریق مذکور ذبح کر کے صدقہ کر دینے کو بدنہ کہتے ہیں۔ بدنہ صرف دو صورتوں کی وجہ سے واجب ہے۔

(۱) طوافِ زیارت حیض و نفاس یا جنابت کی حالت میں کرنا۔

(۲) وقوفِ عرفہ کے بعد حلق سے پہلے جماع کرنا۔

صدقہ

کچھ گندم یا کوئی اور چیز مسکین کو دینا، اس کی مقدار فطرانہ (عید الفطر کے فطرانہ) کے برابر ہے بلکہ بعض صورتوں میں صدقہ کی مقدار اس سے بھی کم ہے۔ تفصیلات کے

لئے کتب فقہ کی طرف رجوع فرمایئے۔

احرام

یہ عمرہ کی شرط ہے۔

طوافِ کعبہ: یہ عمرہ شریف کا خاص عمل ہے۔

صفا و مروہ کی سعی: یہ عمرہ میں ضروری عمل ہے۔

حلق (سر منڈانا) قصر (بال کم کرانا): عمرہ کے لئے یہ بھی ضروری عمل ہے۔

عمرہ کرنے کا آسان اور قدرے تفصیلی طریقہ

احرام کے متعلق قدرے مسائل پہلے بیان کئے جاچکے ہیں۔

طواف کرنا

احرام باندھنے کے بعد طواف کرنا چاہیے۔ طواف کرنے کے سلسلے میں سب سے پہلے اس مقام پر پہنچنا چاہیے جہاں حجر اسود ہے کیونکہ حجر اسود کو بوسہ دے کر یا چھو کر طواف کا ہر چکر شروع کیا جاتا ہے۔ اس کونے پر پہنچ کر آخری بار تلبیہ کہہ کر ختم کردیں۔

اب سیدھا شانہ کھلا رہنے دیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ سیدھے ہاتھ کی بغل سے احرام کا کپڑا نکال کر بائیں طرف والے کندھے پہ ڈال دیں (اسے اضطباع کہتے ہیں) حجر اسود کے سامنے اس طرح کھڑے ہونا چاہیے کہ حجر اسود آپ کے دائیں طرف ہو اور آپ حجر اسود سے بائیں طرف ہوں۔

طواف کی نیت

اس طرح کھڑا ہونے کے بعد آپ طواف کی نیت کریں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اُرِيْدُ طَوَافَ بَيْتِكَ الْحَرَامِ فَيَسِّرْهُ لِىْ وَ تَقَبَّلْهُ مِنِّىْ سَبْعَةَ

اَشْوَاطٍ لِلّٰہِ تَعَالٰی عَزَّوَجَلَّ

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اے اللہ میں تیرے مقدس گھر کا طواف کرنے کی نیت کرتا ہوں تو اسے مجھ پر آسان کر دے اور اسے میری طرف سے شرفِ قبولیت سے نواز دے۔ (یا اللہ) ان سات چکروں کو جو صرف تجھ یکتا اللہ عزوجل کی خوشنودی کے لئے (کرتا ہوں)

استلام

پھر تھوڑا سا دائیں طرف چلیں یہاں تک کہ حجر اسود شریف آپ کے بالکل مقابل ہو جائے اگر ایسا موقع میسر آجائے کہ آپ حجر اسود شریف کو بوسہ دے سکیں تو غنیمت ہے ضرور بوسہ دیجئے۔ اگر بوسہ دینے کا موقع حاصل نہ ہو سکے تو پھر ہاتھ سے چھوئیں اگر ایسا بھی موقع میسر نہ ہو تو پھر دور سے چھڑی سے ہی اشارہ کر کے اسے چوم لیں اسے استلام کہا جاتا ہے۔

اگر ہجوم زیادہ ہو تو پھر دور سے ہی کھڑے ہو کر کانوں تک ہاتھ بلند کریں جیسے نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اُٹھائے جاتے ہیں اور یہ پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ط

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع، اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہی ہیں۔

یہ کہہ کر ہاتھ نیچے کر لیجئے اور طواف شروع کیجئے۔ دائیں طرف کعبہ معظمہ کے دروازے کی طرف چلنا شروع کیجئے۔

رمل

پہلے تین چکروں میں رمل کرنا چاہیے۔ رمل کرنا تاجدار کائنات، احمد مختار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ صرف مرد حضرات کو تیز تیز

قدم اُٹھا کر چلنا چاہیے۔ یاد رکھئے تیز تیز چلنا ہوتا ہے دوڑنا نہیں چاہیے۔ پہلوانوں کی طرح اکڑ اکڑ کر چلنا، قدم قریب قریب رکھنا یہ انداز صرف مردوں کے لئے مخصوص ہے اور وہ بھی پہلے تین چکروں تک عمرہ یا حج کے طواف میں جبکہ عورتیں اس طرح نہ کریں بلکہ اپنی عام چال کے مطابق چلیں۔

فائدہ

رمل اور اضطباع مردوں کے لئے ہے ایسے ہی طواف میں سنت ہے کہ جس کے بعد صفا اور مروہ کی سعی کرنا ہو۔

طواف کی دعائیں اور ہم

ہم میں سے اکثر طواف کی دعائیں نہیں جانتے۔ معلم یا معلم کا کوئی آدمی اپنے قافلے کو ساتھ لے کر دعائیں پڑھنا شروع کر دیتے ہیں جو اکثر طواف کرنے والوں کو سمجھ نہیں آتیں وہ تو بس سات چکر ہی لگاتے ہیں اس طرح طواف تو ہو جاتا ہے مگر طواف کی حقیقی لذت سے محروم رہتے ہیں بہتر تو یہ ہے کہ طواف کی دعائیں خود پڑھیں بلکہ مفہوم بھی ذہن میں ہو تاکہ طواف کی حقیقی لذت حاصل ہو۔ ہاں اگر طواف کی دعائیں یاد نہ ہوں تو پھر درجِ ذیل دعا پڑھتے رہیں یہ دعا بڑی مبارک ہے۔

بہت سے انبیاء کرام کی دُعا

یہ دعا حضرت آدم علیہ السلام سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک بہت سے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے پڑھی ہے

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ط

ترجمہ: اللہ پاک ہے اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور وہ سب سے بڑا ہے۔ نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی

طاقت نہیں مگر سوائے اللہ تعالیٰ کی مدد کے جو بہت بلند شان والا اور بڑی عظمت والا ہے۔

نہایت آسان کلمات

یہ دعا بڑی مبارک ہے ضرور سیکھنے کی کوشش کرنی چاہیے اگر پھر بھی یہ دعا یاد نہ ہو سکے تو پھر درجِ ذیل کلمات یاد کر لیجئے ان کا ورد رکھیئے اور اپنے دل میں اپنی زبان سے جو دعا مانگنے کی تمنا ہو وہ دعا مانگتے رہیئے ۔بہتر بلکہ افضل ہے کہ درود پاک ورد زبان رہے۔

پہلے چکر کی دُعا

حجر اسود کے بالمقابل کھڑے ہو کر کانوں تک دونوں ہاتھ اُٹھا کر بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ؕ

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع، اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہی ہیں۔

کہتے ہوئے ہاتھ نیچے کر لیجئے۔ خانہ کعبہ کا پہلا چکر شروع کر کے یہ دعا پڑھئے:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ؕ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ؕ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ؕ اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا ۢ بِکَ وَتَصْدِیْقًا ۢ بِکِتَابِکَ وَوَفَآءً ۢ بِعَھْدِکَ وَاتِّبَاعًا لِّسُنَّۃِ نَبِیِّکَ وَحَبِیْبِکَ سیدنا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ؕ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَالْمُعَافَاۃَ الدَّآئِمَۃَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّۃِ وَالنَّجَاۃَ مِنَ النَّارِ ؕ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پاک ہے اور تمام تعریفیں اس کے لئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے (گناہوں اور خطاؤں سے

بچنے کی) طاقت اور (عبادت کی طرف راغب ہونے کی) قوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو بزرگی اور عظمت والا ہے اور صلوٰۃ وسلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ہو۔ یا اللہ تجھ پر ایمان لاتے ہوئے، تیرے کلمات کی تصدیق کرتے ہوئے، تجھ سے کئے ہوئے عہد کو وفا کرتے ہوئے اور تیرے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی سنت مبارکہ کی اتباع کرتے ہوئے (میں طواف شروع کرتا ہوں)

یا اللہ! میں تجھ سے (گناہوں سے) معافی کا (ہر بلا سے) سلامتی کا (ہر تکلیف سے) دائمی حفاظت کا، دین و دنیا اور آخرت میں اور جنت کے متمتع ہونے اور دوزخ سے نجات حاصل کرنے کا سوال کرتا ہوں۔

رکن یمانی تک یہ دعا مبارکہ پڑھتے رہیے اور رکن یمانی پر پہنچ کر یہ دعا ختم کیجئے۔

رکن یمانی تک پہنچتے پہنچتے آپ تین کونوں کا طواف کر چکے ہیں اس سے آگے یہ دعا پڑھیں۔

رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ؕ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ مَعَ الْاَبْرَارِ ؕ یَاعَزِیْزُ یَاغَفَّارُ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ ؕ

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ سے بچا اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما۔ اے بڑی عزت والے، اے بڑی بخشش والے، اے سب جہانوں کے پالنے والے۔

دوسرا چکر

یہ دعا پڑھنے کے بعد حجر اسود کے پاس پہنچ کر ممکن ہو تو بوسہ دیجئے ورنہ دور سے ہی استلام کیجئے

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ؕ

اللہ کے نام سے شروع، اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہی

ہیں۔

یہ دعا پڑھتے ہوئے آگے بڑھیں اور دوسرے چکر کی دعا شروع کیجئے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا الْبَیْتَ بَیْتُکَ وَالْحَرَمَ حَرَمُکَ وَالْاَمْنَ اَمْنُکَ وَالْعَبْدَ عَبْدُکَ وَاَنَا عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَھٰذَا مَقَامُ الْعَآئِذِبِکَ مِنَ النَّارِ ؕ فَحَرِّمْ لُحُوْمَنَا وَبَشَرَتَنَا عَلَی النَّارِ ؕ اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْاِیْمَانَ وَزَیِّنْہُ فِیْ قُلُوْبِنَا وَکَرِّہْ اِلَیْنَا الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِیْنَ ؕ اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ ؕ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِی الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ ؕ

ترجمہ: یا اللہ بیشک یہ گھر تیرا گھر ہے یہ حرم محترم تیرا حرم مبارک ہے اور (یہاں) امن وامان تیرا ہی دیا ہوا ہے۔ ہر بندہ تیرا ہی بندہ ہے میرا بھی تیرا ہی بندہ ہوں اور تیرے بندے کا بیٹا ہوں اور یہ جگہ دوزخ سے پناہ پکڑنے والوں کی جگہ ہے پس (یااللہ) تو ہمارے گوشت اور کھال کو دوزخ پر حرام کردے۔ یااللہ! ایمان ہمارے محبوب بنادے، ہمارے قلوب میں ایمان کو آراستہ کردے، کفر، بدکاری اور نافرمانی ہمارے لئے ناپسند فرمادے اور ہمیں ہدایت حاصل کرنے والوں میں شامل کرلے۔ یااللہ مجھے (اس دن) اپنے عذاب سے بچانا جس دن تو اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ کرکے اُٹھائے گا۔ یااللہ! مجھے جنت بغیر حساب عطا فرما۔

یہ دعا رکن یمانی تک پڑھیں پھر آگے بڑھیں اور یہ دعا پڑھیں۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ؕ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ مَعَ الْاَبْرَارِ ؕ یَاعَزِیْزُ یَاغَفَّارُ یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ سے بچا اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما۔ اے بڑی عزت والے، اے بڑی بخشش والے، اے سب جہانوں کے پالنے والے۔

تیسرا چکر

یہ دُعا پڑھنے کے بعد اگر ہو سکے تو حجر اسود شریف کا بوسہ لیجئے ورنہ دور سے استلام کر کے یہ دعا پڑھیں

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع، اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہی ہیں۔

یہ دعا پڑھتے ہوئے آگے بڑھیں اور تیسرے چکر کی درجِ ذیل دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّكِّ وَالشِّرْكِ وَالنِّفَاقِ وَالشِّقَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ وَالْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ سَخَطِكَ وَالنَّارِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

ترجمہ: یا اللہ! (تیرے احکام میں) شک (پیدا ہونے) سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور شرک سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اختلاف اور نفاق سے تیری پناہ چاہتا ہوں، بُرے حال، بُرے اخلاق اور بُرے انجام سے تیری پناہ چاہتا ہوں، مال اور اہل وعیال سے۔ یا اللہ! میں تجھ سے تیری رضا کی بھیک مانگتا ہوں اور جنت کی بھیک مانگتا ہوں، تیرے غضب اور دوزخ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ یا اللہ! میں قبر کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ یا اللہ! میں زندگی اور موت کی ہر مصیبت سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

فائدہ

عمرہ شریف یا حج مبارک میں جب احرام باندھا ہو تو پھر پہلے تین چکر (شوط) کے وقت مرد اپنے دائیں کندھے کو کھلا رکھتے ہیں اور احرام کی چادر کو دائیں کندھے کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لیتے ہیں اسے اضطباع کہتے ہیں۔

فائدہ

اضطباع والی صورت صرف پہلے تین شوط (چکر) کے لئے ہے اس سے پہلے یا بعد میں دونوں کندھوں کو احرام کی چادر سے ڈھانپ کر رکھتے ہیں۔

یہ دعا رکن یمانی تک پڑھیں پھر آگے بڑھ کر یہ دعا پڑھیں۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ ط یَاعَزِیْزُ یَاغَفَّارُ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ ط

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ سے بچا اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما۔ اے بڑی عزت والے، اے بڑی بخشش والے، اے سب جہانوں کے پالنے والے۔

چوتھا چکر

یہ دعا پڑھنے کے بعد اگر ہو سکے تو حجر اسود شریف کا بوسہ لیجئے ورنہ دور سے استلام کر کے یہ دعا پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع، اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہی ہیں۔

یہ دعا پڑھتے ہوئے آگے بڑھیں اور چوتھے چکر کی درجِ ذیل دعا پڑھنا شروع کر دیجئے

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّعَمَلًا صَالِحًا مَّقْبُوْلًا وَّ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ط یَاعَالِمَ مَافِی الصُّدُوْرِ اَخْرِجْنِیْ یَآاَللّٰهُ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ ط اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ

مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ وَّالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ ط اَللّٰهُمَّ قَنِّعْنِيْ بِمَا رَزَقْتَنِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاخْلُفْ عَلٰى كُلِّ غَآئِبَةٍ لِّيْ بِخَيْرٍ ط

ترجمہ: یااللہ! میرے اس حج کو حجِ مقبول، کامیاب کوشش، گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ، مقبول نیک عمل اور بے نقصان تجارت بنادے۔ اے دلوں کے حال جاننے والے۔ یااللہ! مجھے (گناہوں کی) اندھیریوں سے (ایمان وعمل صالح کی) روشنی کی طرف نکال۔ یااللہ! میں تجھ سے تیری رحمت کے لازمی ذریعوں کا سوال کرتا ہوں اور ان اسباب کا سوال کرتا ہوں جو (میرے لئے) تیری مغفرت کو لازمی بنادیں، ہر گناہ سے سلامتی اور ہر نیکی سے فائدہ اُٹھانے کا سوال کرتا ہوں، جنت سے بہرہ ور ہونے اور دوزخ سے نجات حاصل کرنے کا سوال کرتا ہوں۔

اے میرے رب! تو نے مجھے رزق عطا فرمایا ہے اس پر قناعت کرنا بھی عطا فرما اور تو نے جو مجھے نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان میں برکت عطا فرما اور تو میری ہر غائب چیز پر میرا قائم مقام بن جا (اور تو حفاظت ونصرت عطا فرما)

یہ دعا رکن یمانی تک پڑھیں پھر یہ دعا پڑھتے ہوئے آگے بڑھیں۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ ط يَاعَزِيْزُ يَاغَفَّارُ يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ ط

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ سے بچا اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما۔ اے بڑی عزت والے، اے بڑی بخشش والے، اے سب جہانوں کے پالنے والے۔

پانچواں چکر

درج بالا دعا پڑھنے کے بعد حجرِ اسود شریف کا بوسہ لیں اگر ممکن نہ ہو تو پھر دور سے

ی استلام کرلیں اور یہ دعا پڑھیں

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ؕ

اللہ کے نام سے شروع، اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہی ہیں۔

یہ دعا پڑھتے ہوئے آگے بڑھیں اور پانچویں چکر کی درجِ ذیل دعا پڑھنا شروع کردیجئے۔

اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ وَلَا بَاقِیَ اِلَّا وَجْهُكَ وَاسْقِنِیْ مِنْ حَوْضِ نَبِیِّكَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ شَرْبَةً هَنِیْئَةً مَّرِیْئَةً لَّا نَظْمَاُ بَعْدَهَا اَبَدًا ؕ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْۤ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَاسَئَلَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّمَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ؕ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْۤ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعِیْمَهَا وَمَا یُقَرِّبُنِیْۤ اِلَیْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ اَوْعَمَلٍ ؕ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا یُقَرِّبُنِیْۤ اِلَیْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْفِعْلٍ اَوْعَمَلٍ ؕ

ترجمہ: یااللہ! جس دن تیرے عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا، جس دن تیری ذات کے علاوہ کوئی باقی نہیں رہے گا (اس دن) مجھے اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمانا اور اپنے نبی سیدنا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حوض (کوثر) سے مجھے ایسا خوشگوار اور خوش ذائقہ گھونٹ پلانا کہ اس کے بعد پھر کبھی ہمیں پیاس نہ لگے۔ یااللہ میں تجھ سے بھلائی طلب کرتا ہوں جو تیرے نبی سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تجھ سے طلب کی اور ان چیزوں کی برائی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں جن سے تیرے نبی سیدنا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پناہ مانگی۔ یااللہ (جل جلالہ) میں تجھ سے جنت اور جنتی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں اور ہر اس قول یا

فعل یا عمل (کی توفیق حاصل ہونے کا) سوال کرتا ہوں جو مجھے جنت کے قریب کر دے اور میں دوزخ سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور ہر اس قول یا فعل یا عمل سے پناہ چاہتا ہوں جو مجھے دوزخ کے قریب کر دے۔

فائدہ

رکن یمانی تک یہ دعا پڑھیں وہاں پہنچ کر یہ ختم کر کے آگے بڑھتے ہوئے یہ دعا پڑھیں۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ ط یَاعَزِیْزُ یَاغَفَّارُ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ ط

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ سے بچا اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما۔ اے بڑی عزت والے، اے بڑی بخشش والے، اے سب جہانوں کے پالنے والے۔

چھٹا چکر

درج بالا دعا پڑھنے کے بعد حجر اسود شریف کا بوسہ لیں اگر ممکن نہ ہو تو پھر دور سے ہی استلام کر لیں اور یہ دعا پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع، اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہی ہیں۔

یہ دعا پڑھتے ہوئے آگے بڑھیں اور چھٹے چکر کی درج ذیل دعا پڑھنا شروع کر دیجئے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ لَکَ عَلَیَّ حُقُوْقًا کَثِیْرَةً فِیْمَا بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ وَحُقُوْقًا کَثِیْرَةً

فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَلْقِكَ اَللّٰهُمَّ مَا كَانَ لَكَ مِنْهَا فَاغْفِرْهُ لِيْ وَمَا كَانَ لِخَلْقِكَ فَتَحَمَّلْهُ عَنِّيْ وَاَغْنِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَبِطَاعَتِكَ عَنْ مَّعْصِيَتِكَ وَبِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ ط اَللّٰهُمَّ اِنَّ بَيْتَكَ عَظِيْمٌ وَّوَجْهَكَ كَرِيْمٌ وَّاَنْتَ يَا اَللّٰهُ حَلِيْمٌ كَرِيْمٌ عَظِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ ط

ترجمہ: یا اللہ! بیشک مجھ پر تیرے بہت حقوق ہیں اُن معاملات میں جو میرے اور تیرے درمیان ہیں (حقوق اللہ) اور ان معاملات میں بھی بہت سے حقوق ہیں جو میرے اور تیری مخلوق کے درمیان ہیں یعنی (حقوق العباد) یا اللہ! جن معاملات کا تعلق صرف تیری ذات سے متعلق ہو ان (کی کوتاہی) کی مجھے معافی عطا فرما اور جن معاملات کا تعلق تیری مخلوق سے ہے ان (کی معافی) کا تو ذمہ دار بن جا۔ یا اللہ مجھے (رزق) حلال عطا فرما کر حرام سے مستغنی کردے، فرمانبرداری کی توفیق عطا فرما، نافرمانی سے مستغنی کردے اور اپنے فضل سے بہرہ مند فرما کر دوسروں سے مجھے مستغنی کردے، اے وسیع مغفرت والے۔ یا اللہ! تیرا گھر (بیت اللہ شریف) بڑی عظمت والا ہے اور تیری ذات بڑی عزت والی ہے اور یا اللہ! تو بڑا باوقار ہے، بڑا اکرم والا، بڑی عظمت والا ہے، معافی کو پسند کرتا ہے پس میری خطائیں بھی معاف کردے۔

فائدہ

رکن یمانی تک یہ دعا پڑھیں وہاں پہنچ کر یہ ختم کر کے آگے بڑھتے ہوئے یہ دعا پڑھیں۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ ط یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ط

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ سے بچا اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما۔ اے بڑی عزت والے، اے بڑی بخشش والے، اے سب جہانوں کے پالنے

والے۔

ساتواں چکر

یہ دعا پڑھنے کے بعد حجرِ اسود شریف کا بوسہ لیں اگر ممکن نہ ہو تو پھر دور سے ہی استلام کرلیں اور یہ دعا پڑھیں

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ؕ

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع، اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہی ہیں۔

یہ دعا پڑھتے ہوئے آگے بڑھیں اور ساتویں چکر کی درجِ ذیل دعا پڑھنا شروع کردیجئے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا كَامِلًا وَّيَقِيْنًا صَادِقًا وَّ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّقَلْبًا خَاشِعًا وَّ لِسَانًا ذَاكِرًا وَّرِزْقًا حَلَالًا طَيِّبًا وَّتَوْبَةً نَّصُوْحًا وَّتَوْبَةً قَبْلَ الْمَوْتِ وَرَاحَةً عِنْدَ الْمَوْتِ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِكَ يَاعَزِيْزُ يَاغَفَّارُ ؕ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِيْنَ ؕ

ترجمہ: یا اللہ! میں تجھ سے کامل ایمان، سچا یقین، کشادہ رزق، عاجزی کرنے والا دل، تیرا ذکر کرنے والی زبان، حلال اور پاکیزہ رزق، سچے دل کی توبہ، موت سے پہلے کی توبہ، موت کے وقت کا آرام، بعداز وفات مغفرت ورحمت، بوقت حساب معافی، جنت کا حاصل ہونے اور دوزخ سے جنت، تیری رحمت کے وسیلہ سے مانگتا ہوں۔ اے بڑی عزت والے، اے بڑی مغفرت والے، اے رب میرے علم میں اضافہ فرما اور مجھے نیک لوگوں میں شامل فرما۔

فائدہ

رکن یمانی تک یہ دعا پڑھیں وہاں پہنچ کر یہ دعا ختم کر کے آگے بڑھتے ہوئے یہ دعا پڑھیں۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ ط یَاعَزِیْزُ یَاغَفَّارُ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ ط

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ سے بچا اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما۔ اے بڑی عزت والے، اے بڑی بخشش والے، اے سب جہانوں کے پالنے والے۔

یہ دعا پڑھنے کے بعد حجر اسود شریف کا بوسہ لیں اگر ممکن نہ ہو تو پھر دور سے ہی استلام کر لیں

ملتزم کے پاس

پھر یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط

اللہ کے نام سے شروع، اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہی ہیں۔

یہ دعا پڑھتے ہوئے اب مقامِ ملتزم (حجر اسود اور خانہ کعبہ شریف کی چوکھٹ کے درمیان والی جگہ) پہ آجایئے۔ یہاں کھڑے ہو کر خوب رو رو کر اور زاری کرتے ہوئے بارگاہِ حق میں دعا میں کیجئے جو دل میں آئے بارگاہِ حق میں دعائیں کریں جس زبان میں مرضی ہو اپنی عاجزی، مسکینی پیش کرتے ہوئے ربِ کائنات کے حضور دعائیں کیجئے۔ یہ سمجھتے ہوئے کہ اب تو الحمدللہ کریم رب کے گھر پر آ گیا ہوں بلکہ اس کی چوکھٹ سے چمٹا ہوا ہوں وہ تو میرے حال سے واقف ہے مگر یہاں خصوصیت سے میرا آہ وزاری کرنا، رو رو کر دعائیں دیکھ رہا ہے۔ یہ دعا بھی حضوریٔ قلب کے ساتھ پڑھیں۔

مقام ملتزم پر پڑھنے کی دُعا

اَللّٰھُمَّ یَا رَبَّ الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ اٰبَآئِنَا وَاُمَّھَاتِنَا وَاِخْوَانِنَا وَاَوْلَادِنَا مِنَ النَّارِ یَاذَاالْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَالْفَضْلِ وَالْمَنِّ وَالْعَطَآءِ وَالْاِحْسَانِ ط اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ ط اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَاقِفٌ تَحْتَ بَابِکَ مُلْتَزِمٌ بِاَعْتَابِکَ مُتَذَلِّلٌ بَیْنَ یَدَیْکَ اَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَاَخْشٰی عَذَابَکَ مِنَ النَّارِ یَاقَدِیْمَ الْاِحْسَانِ ط اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اَنْ تَرْفَعَ ذِکْرِیْ وَتَضَعَ وِزْرِیْ وَتُصْلِحَ اَمْرِیْ وَتُطَھِّرَ قَلْبِیْ وَتُنَوِّرَلِیْ فِیْ قَبْرِیْ وَتَغْفِرَلِیْ ذَنْبِیْ وَاَسْئَلُکَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی مِنَ الْجَنَّۃِ ط اٰمین

ترجمہ: یا اللہ! یارب البیت العتیق! ہماری گردنوں، ہمارے باپ دادوں، ماؤں (بہنوں) بھائیوں اور ہماری اولاد کی گردنوں کو آزاد کردے، اے بخشش وکرم والے، اے فضل والے، احسان والے، عطا والے اور احسان والے۔ یا اللہ! تمام معاملات میں ہمارا انجام خیر فرما، ہمیں دنیا کی رسوائی اور عذابِ آخرت سے محفوظ رکھ۔ یا اللہ! میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے کا بیٹا ہوں، تیرے گھر کے دروازے کے نیچے کھڑا ہوں اور تیرے دروازے کی چوکھٹوں سے لپٹا ہوا ہوں، تیرے سامنے عاجزی کا اظہار کررہا ہوں اور تیری رحمت کا طلبگار ہوں، تیرے دوزخ کے عذاب سے ڈر رہا ہوں۔ اے ہمیشہ احسان فرمانے والے (اب بھی احسان فرما) یا اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے ذکر کو بلند فرما، میرے گناہوں کا بوجھ ہلکا فرمادے اور میرے کام درست فرمادے، میرا دل پاک کردے، میری قبر میں روشنی فرمادے، میرے گناہ معاف فرمادے اور یا اللہ! میں تجھ سے جنت میں بلند وبالا درجات کا سوال کرتا ہوں۔ آمین

مقامِ ابراہیم کے پاس دو رکعت

یہ دعا مکمل کرنے کے بعد مقامِ ابراہیم کے پاس آ کر دو رکعت نمازِ واجب الطّواف ادا فرمائیے اگر وہاں جگہ حاصل ہو جائیے تو وہیں دو رکعت ادا کریں اور اگر وہاں یہ نماز ادا کرنے کے لئے جگہ میسر نہ آ سکے تو پھر گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اس کے قریب جہاں بھی جگہ میسر آ جائے وہیں پڑھ لیجئے ورنہ حطیم میں یا مطاف میں یا مسجد حرام میں جہاں بھی آسانی سے جگہ میسر آ جائے وہیں پڑھ لیں۔ دو رکعت سے فارغ ہونے کے بعد بڑے خشوع و خضوع کے ساتھ جس زبان میں دل چاہے دعائیں مانگیں اور ساتھ یہ بھی دعا مانگیں۔

مقامِ ابراہیم کی دُعا

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَتَعْلَمُ مَافِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ ط اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَرِضًا مِّنْكَ بِمَا قَسَمْتَ لِيْ اَنْتَ وَلِيِّ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ ط اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا فِيْ مَقَامِنَا هٰذَا ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً اِلَّا قَضَيْتَهَا وَيَسَّرْتَهَا فَيَسِّرْ اُمُوْرَنَا وَاشْرَحْ صُدُوْرَنَا وَنَوِّرْ قُلُوْبَنَا وَاخْتِمْ بِالصَّالِحَاتِ اَعْمَالَنَا۔ اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُوْنِيْنَ اٰمِيْنَ يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ط

ترجمہ: اے اللہ تو میری سب چھپی اور کھلی باتیں جانتا ہے لہٰذا میری معذرت کو قبول فرما اور تو میری حاجت کو جانتا ہے لہٰذا میری خواہش کو پورا کر اور تو میرے دل کو جانتا ہے لہٰذا میرے گناہوں کو معاف فرما۔ اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں ایسا ایمان جو میرے دل میں سما جائے اور ایسا سچا یقین کہ میں جان لوں کہ جو کچھ تو نے میری تقدیر

میں لکھ دیا ہے وہی مجھے پہنچے گا اور تیری طرف سے اپنی قسمت پر رضامندی تو ہی میرا مددگار رہے۔ دنیا و آخرت میں مجھے اسلام کی حالت میں وفات دے اور نیک لوگوں کے زمرہ میں شامل فرما۔ اے اللہ! اس مقدس مقام پر کوئی ہمارا گناہ بغیر معاف کئے نہ چھوڑنا اور کوئی پریشانی دور کئے بغیر نہ چھوڑنا اور کوئی ضرورت پوری کئے بغیر اور سہل کئے بغیر نہ چھوڑنا، سو ہمارے تمام کام آسان کردے اور ہمارے سینوں کو کھول دے اور ہمارے دلوں کو روشن کردے اور ہمارے اعمال کو نیکیوں کے ساتھ ختم فرما۔ اے اللہ! ہمیں اسلام کی حالت میں موت دے اور ہمیں نیک لوگوں میں شامل فرما کہ نہ تو ہم رسوا ہوں اور نہ آزمائش میں پڑیں۔ آمین اے رب العالمین

آبِ زم زم شریف

پھر زم زم شریف پر آئیں قبلہ شریف کی طرف منہ کرکے کھڑے ہو کر تین سانس میں خوب سیر ہو کر آبِ زم زم نوش فرمائیں اور ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ'' کہہ کر یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَآءً مِّنْ كُلِّ دَآءٍ

ترجمہ: یا اللہ! میں تجھ سے علم نافع کا سوال کرتا ہوں اور فراخ رزق کا اور ہر بیماری سے شفا کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔

ان دعاؤں کے علاوہ اگر آپ اپنی زبان میں گریہ زاری کریں یا دعائیں مانگیں تو وہ بھی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا مگر عربی زبان میں دعائیں مانگنا اس لئے بھی افضل اور کارِ ثواب ہے کیونکہ یہ زبان قرآن اور حبیب الرحمٰن صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہے۔

سعی

آبِ زم زم خوب سیر ہو کر پینے کے بعد پھر حجر اسود کے پاس جائیے اور حجر اسود کو بوسہ دیجئے۔ اگر زیادہ ہجوم کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکے تو پھر دونوں ہاتھوں کے اشارہ سے ہی کرلیں یا چھڑی کے اشارے سے ہی کرلیں۔

کوہِ صفا کی طرف یہ دعا پڑھتے ہوئے جایئے۔

اَبْدَءُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهٖ "اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۭ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ○"

ترجمہ: میں ابتدا کرتا ہوں اس کے ساتھ جس کے ساتھ ابتدا کی ہے اللہ تعالیٰ (اپنے اس فرمانِ ذیشان میں) "اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ ـــ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ○" یعنی تحقیق صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں جو شخص بیت اللہ شریف کا حج یا عمرہ کرے پس اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ دونوں کا طواف کرے اور جو خوشی سے بھلائی کرے پس بیشک اللہ تعالیٰ قدردان جاننے والا ہے۔

صفا پر چڑھتے وقت کی نیت

جب کوہِ صفا پر چڑھنے لگیں تو سعی کی نیت دل میں کریں اور اس طرح پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اُرِيْدُ السَّعْىَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ لِّوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ فَيَسِّرْهُ لِىْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّىْ ۭ

ترجمہ: یا اللہ میں صفا اور مروہ کے درمیان سات چکروں سے سعی کرتا ہوں محض تیری بزرگ ذات کے لئے پس اسے میرے لئے آسان کردے اور وہ مجھ سے قبول فرمالے۔

فائدہ

صفا پر اتنا چڑھیں کہ کعبہ شریف نظر آسکے۔ پھر قبلہ شریف کی طرف منہ کرکے کھڑے ہوکر درود شریف پڑھیں اور پھر وہاں دوست احباب اور عزیز و اقارب کے لئے بھی دعائیں کریں۔ نیز تمام مسلمانوں اور اپنے وطنِ عزیز کے لئے بھی دعائیں، یہ دعا قبول ہونے کا وقت ہے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا هَدَانَا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا اَوْلَانَا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا اَلْهَمَنَا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ هَدَانَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَآ اَنْ هَدَانَا اللّٰہُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِیْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّايَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ط لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَاَعَزَّ جُنْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ ط اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ وَاِنَّكَ لَاتُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وَاِنِّیْ اَسْئَلُكَ كَمَا هَدَيْتَنِیْ لِلْاِسْلَامِ اَنْ لَّا تَنْزِعَهٗ مِنِّیْ حَتّٰی تَوَفَّانِیْ وَاَنَا مُسْلِمٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِيْمِ ط اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اِلٰی يَوْمِ الدِّيْنِ ط اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَشَائِخِیْ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ اَجْمَعِيْنَ وَالسَّلَامُ عَلَی الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ط

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے، اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اور سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے، سب تعریف اللہ کے لئے ہے کہ اس نے ہمیں راستہ بتایا، سب تعریف اللہ کے لئے ہے کہ اس نے ہمیں نعمت دی، سب تعریف اللہ کے لئے ہے کہ اس نے ہمیں الہام کیا، سب تعریف اس اللہ کی جس نے ہمیں راہ بتائی اگر وہ ہم کو راستہ نہ بتاتا تو ہمیں راستہ نہ ملتا، اللہ کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اس کے لئے (سب) ملک ہے اور سب تعریف اسی کے لئے ہے، جلاتا ہے اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے جو نہیں مرے گا بھلائی اس کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو ایک ہے اور اس کا وعدہ سچا ہے، مدد کی اس نے اپنے بندے کی اور اس کے لشکر کو غالب کیا اور اس اکیلے نے تمام گروہوں کو

شکست دی، نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور ہم نہیں عبادت کرتے مگر خاص اسی کی خالص کرتے ہوئے، اس کے لئے دین اگر چہ کافر بُرا منائیں۔ اے اللہ تو نے فرمایا ہے اور تیرا فرمان حق ہے مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا اور بیشک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جیسا تو نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت کی ہے نہ چھین لے مجھ سے وہ ہدایت یہاں تک کہ تو مجھے وفات دے ایسے حال میں کہ میں مسلمان ہوں، اللہ تعالیٰ پاک ہے اور سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے اور نہیں کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ کے اور اللہ سب سے بڑا ہے اور نہیں ہے طاقت نیکی کی اور نہ گناہ سے بچنے کی مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے جو بلند شان اور عظمت والا ہے۔ اے اللہ ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت اور سلامتی بھیج اور ان کی آل اور اصحابوں اور پیرووں پر قیامت کے روز تک۔ اے اللہ مجھے اور میرے والدین اور میرے بزرگوں اور سب مسلمانوں کو بخش دے اور سلام ہو رسولوں پر اور سب تعریف ثابت ہے اللہ تعالیٰ کے لئے جو پالنے والا ہے سب جہانوں کا۔

فائدہ

سعی صفا سے شروع کرنی چاہیے کہ سات پھیروں کے بعد مروہ پر ختم کریں۔ صفا امروہ سے اترتے ہوئے یہ دعا پڑھئے

اَللّٰهُمَّ اسْتَعْمِلْنِیْ بِسُنَّةِ نَبِیِّكَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَتَوَفَّنِیْ عَلٰى مِلَّتِهٖ وَاَعِذْنِیْ مِنْ مُّضِلَّاتِ الْفِتَنِ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ط

ترجمہ: اے اللہ مجھے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کا تابع بنادے اور مجھے اسی کے دین پر موت دے اور مجھے پناہ دے گمراہ کرنے والے فتنوں سے اپنی رحمت کے ساتھ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

میلین اخضرین کے درمیان دوڑ کر چلیں مگر صفا سے اپنی رفتار سے اتریں اور مروہ

تک اپنی چال سے چڑھیں۔

فائدہ

(۱) میلین کے درمیان ساتوں پھیروں میں دوڑنا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔

(۲) میلینِ کے درمیان سعی میں عورتوں کونہیں دوڑنا چاہیے۔

(۳) میلین کے درمیان دوڑنے میں رمل کی نسبت ذرا تیز چلیں اور سواری پر ہوں تو سواری کو تیز کریں۔

میلین کے درمیان یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ وَاهْدِنِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْكُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا

ترجمہ: اے میرے پروردگار بخش دے اور رحم فرما اور درگذر کر اس سے جسے تو جانتا ہے بیشک تو جانتا ہے جو ہم نہیں جانتے تو زبردست بزرگی والا ہے اور دکھا مجھے وہ راہ جو بہت سیدھی ہے۔اے اللہ اس کو مقبول حج گردان اور میری کوشش کو مشکور اور میرے گناہوں کو بخشا ہوا، اے اللہ مجھے اور میرے ماں باپ اور سب مومن مردوں اور عورتوں اور مسلمان مردوں اور عورتوں کو بخش دے۔اے دعاؤں کو قبول کرنے والے، اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی دے اور دوزخ کی آگ سے بچا۔

مروہ پر پہنچیں تو یہاں سب عمل اسی طرح کریں جس طرح صفا پر کئے تھے اور وہی دعا پڑھیں جو صفا پر پڑھی جاتی ہے اور اسی طرح تمام عمل کریں۔صفا پہاڑی پر اتنا چڑھنا چاہیے کہ بیت اللہ نظر آنے لگے زیادہ اوپر چڑھنا خلاف سنت ہے اور مروہ پر بھی زیادہ اوپر نہیں چڑھنا چاہیے صرف اتنا چڑھنا کافی ہے کہ اگر سامنے مکانات نہ ہوتے تو وہاں

سے بیت اللہ نظر آنے لگتا۔ (اب تو مکانات نہیں رہے بیت اللہ شریف صاف نظر آتا ہے)

نماز کی تاکید

جس وقت نماز کی اقامت ہو تو سعی کو چھوڑ دینا چاہیے۔ اسی طرح جب نمازِ جنازہ تیار ہو تو سعی کو چھوڑ دینا چاہیے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد جس قدر سعی باقی ہو اس کو ادا کریں۔

صفا و مروہ کی سعی کے بعد عمرہ کے کُل افعال ختم ہو چکے۔ اب چاہیے کہ مسجد حرام سے باہر آئیں، سر منڈوائیں یا بال ترشوا کر کم کرالیں مگر منڈوانا افضل ہے اور احرام اتار دیں۔

حلق وقصر

حلق کا مطلب ہے سارا سر مونڈوانا اور تقصیر یا قصر کا مطلب ہے بال کتروا کر احرام باہر آنا۔

مسئلہ:...... عورتوں کو بال مونڈانا حرام ہے وہ صرف ایک پورے برابر بال کتروالیں اور مردوں کو اختیار ہے کہ حلق کریں یا تقصیر اور بہتر حلق ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں حلق کرایا اور سر مونڈانے والوں کے لیے دعائے رحمت تین بار فرمائی اور کتروانے والوں کے لیے ایک بار۔

(بہارِ شریعت، جلد اول، حصہ ششم)

حجام کے پاس

ہم پروگرام کے مطابق عمرہ شریف کے احکام ادا کر کے حسب پروگرام واپس اس مقام پر پہنچے۔ پروگرام یہ طے ہوا تھا کہ اذانِ عشاء سے پہلے طواف وسعی وغیرہ سے فارغ ہو کر ہم سب نے باب عبدالعزیز کے باہر جنوب و مغرب کی جانب مدینہ ہوٹل کے

متصل حجام سے حجامت بنوائی ہے اس لئے ہم جیسے جیسے عمرہ شریف سے فارغ ہوتے گئے اس حجام کے پاس پہنچتے گئے یہاں تک کہ سبھی وہاں جمع ہو گئے۔

پانچ ریال فی کس

پانچ ریال فی کس کے حساب سے ہم نے حجام کو ادا کیے چونکہ ہم نے مدینہ طیبہ کی حاضری کے بعد دوسرا عمرہ بھی کرنا ہے اس دفعہ قصر کرایا ہے، دوسرے عمرہ کے موقع پر ان شاءاللہ تعالیٰ حلق کروائیں گے۔

واپسی مکان پر

عمرہ شریف کے احکام سے فارغ ہو کر ہم واپس مکان پر پہنچتے ہی سب سے پہلے غسل کیا، کپڑے تبدیل کیے، اور ہم نے کھانا کھایا۔

نمازِ عشاء حرم محترم

پھر ہم حرمِ محترم کی طرف روانہ ہوئے کیونکہ نمازِ عشاء ہم نے حرمِ محترم میں ادا کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ نمازیں حرم شریف میں ہی ادا کی جائیں کیونکہ یہ موقع نصیب سے ہی حاصل ہوتا ہے تو بس اس سے بھرپور فائدہ حاصل کیا جائے۔ یہاں کا ایک ایک لمحہ بڑے دھیان سے گزارنا چاہیے، یہاں غفلت کو قریب بھی پھٹکنے نہیں دینا چاہیے گر یہاں بھی غفلت شعاری میں زندگی کے نہایت قیمتی لمحات گزار دیئے تو پھر ہمیں ہوش کب آئے گا۔

بہر حال ہم نمازِ عشاء ادا کرنے کے لئے حرمِ محترم میں حاضر ہو گئے۔ ہماری خوش قسمتی ہے جسے کن الفاظ میں بیان کیا جائے آج اسی مقام یعنی خانہ کعبہ میں ربِ کائنات نے اپنے فضل وکرم سے پہنچا دیا جہاں ربِ کائنات کے محبوب، تاجدارِ کائنات، احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے، جہاں صحابہ کرام ربِ کائنات کی عبادت کرتے رہے، وہ مقام جسے انبیاء کرام نے تعمیر کیا، اللہ

تعالیٰ نے آج ہمیں اس سعادت سے نوازا ہے کہ ہم ربِ کائنات کے اس گھر میں حاضر ہیں اور ہم نے نمازِ عشاء ادا کی۔

نمازِ عشاء کے بعد نمازِ تراویح

نمازِ عشاء کے بعد ہم نے حرم شریف میں نمازِ تراویح پڑھی۔ نمازِ تراویح میں فقیر اویسی غفرلہٗ نے اڑھائی پارے قرآن مجید کی تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ الحمدللہ!

نمازِ تراویح کی فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

(مسلم شریف ومشکوٰۃ شریف)

جو رمضان المبارک میں ایمان کے ساتھ طلب اجر کے لئے قیام کرے (تراویح ادا کرے) تو اس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

فائدہ

تراویح کی پابندی کی برکت سے سارے صغیرہ گناہ معاف ہو جائیں گے کیونکہ گناہ کبیرہ توبہ سے اور حقوق العباد حق والے کے معاف کرنے سے معاف ہوتے ہیں۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، جلد ۲،)

فائدہ

تراویح مرد و عورت سب کے لئے بالاجماع سنت مؤکدہ ہے اس کا ترک جائز نہیں۔ (درمختار وغیرہ) اس پر خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مداومت فرمائی اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "میری سنت اور سنت خلفائے راشدین کو

اپنے اوپر لازم سمجھو' اور خود حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے بھی تراویح پڑھی اور اسے بہت پسند فرمایا۔ (بہارِ شریعت، جلد اول، حصہ چہارم)

سحری

نمازِ تراویح ادا کرنے کے بعد ساتھیوں سے یہ پروگرام طے ہوا کہ ایک بجے باب ام ہانی نزد باب عبدالعزیز (مغربی سمت) میں جمع ہو جائیں تا کہ اکٹھے ہی سحری کرنے چلیں گے۔ چونکہ ٹائم کا سبھی ساتھیوں کو علم تھا اس لئے تمام احباب وقت پر جمع ہو گئے پھر ہم سب اکٹھے ہی اپنے مکان پر پہنچے اور وہاں سحری کی۔

سحری کے فضائل

سحری کھانے میں برکت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا' تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، ریاض الصالحین، جلد ۲ حدیث ۳۴۷)

ترجمہ: ''سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے''

فائدہ

روزہ رکھنے کے لئے سحر کے وقت کچھ نہ کچھ کھالینا چاہیے سحری کے وقت کچھ نہ کچھ کھا پی لینا مستحب ہے۔ رات کے آخری حصے کو سحر کہتے ہیں۔

سَحور

سین۔ کے زبر کے ساتھ اسم ہے یعنی سَحور طعامِ سحر کو کہتے ہیں اور سین کے پیش کے ساتھ مصدر ہے جس کے معنی ہیں سحر کے وقت کھانا، یہاں اس روایت میں یہ لفظ ''سَحور'' نقل کیا گیا ہے۔ (مظاہر حق جدید، جلد ۲)

تین شخصوں پر حساب نہیں

طبرانی کبیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخصوں پر کھانے میں انشاء اللہ تعالیٰ حساب نہیں جبکہ حلال کھایا۔ روزہ دار اور سحری کھانے والا اور سرحد پر گھوڑا باندھنے والا۔ (بہارِ شریعت)

تین چیزیں اللہ کی محبوب

طبرانی اوسط میں یعلی بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین چیزوں کو اللہ محبوب رکھتا ہے افطار میں جلدی کرنا، سحری میں تاخیر کرنا اور نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا۔

فائدہ

سحری کھاتے ہوئے اتنی بھی تاخیر نہیں کرنی چاہیے کہ فجر کا وقت شروع ہو جائے۔ مختلف مساجد سے سحری کے اختتام کا اعلان کر دیا جاتا ہے مگر افسوس کہ بعض اوقات بعض کھانا کھاتے رہتے ہیں، پینے والی چیز بعد میں بھی پیتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اکثر علماء کرام احتیاط کرتے ہیں کہ چند منٹ سحری ختم ہونے کے بعد بھی ذکر واذکار، صلوٰۃ وسلام یا نعت خوانی پڑھتے رہتے ہیں اور کافی دیر بعد اذان پڑھتے ہیں۔ سحری کے سلسلے میں احتیاط اسی میں ہی ہے کہ جب سحری کا وقت ختم ہو گیا ہے اس وقت کھانا پینا چھوڑ دینا چاہیے۔

نمازِ فجر

سحری کرنے کے بعد نماز فجر کا وقت ہوا تو ہم نے نمازِ فجر حرم شریف میں ادا کی۔ حرم شریف میں نماز ادا کرنے کی بڑی فضیلت ہے۔

حج کا طریقہ

قدرے تفصیلی طور پر حج کا طریقہ ملاحظہ فرمایئے۔ اچھی طرح معلومات ذہن نشین کر لیجئے تا کہ شہر مکہ مکرمہ میں داخل ہو کر ذہنی طور پر خلفشاری کا شکار نہ ہوں اور پُرسکون حالت میں حج یا عمرہ ادا کر سکیں۔

حج کے طریقہ کے متعلق تفصیلات کے سلسلے میں فقہی کتب کا مطالعہ کیجئے۔

عورت کا احرام

عورت اور مرد کے احرام کے تمام مسائل یکساں ہیں سوائے اس کے کہ عورت سلے ہوئے کپڑے پہنے گی اور مرد چادر استعمال کرے گا۔ عورت سر کو ڈھکے گی مرد سر کو کھلا رہے گا۔ عورت موزہ جوتی تمام کپڑے پہن سکتی ہے۔ مرد صرف دو چادریں اور ایسی جوتی جس سے پاؤں کی اوپر کی ہڈی کھلی رہے پہنے گا۔ بعض عورتیں غلط فہمی کی بناء پر حرمین شریفین میں پہنچ کر پردہ ترک کر دیتی ہیں۔ پردہ ترک کرنا مستقل گناہ ہے۔ حکم یہ ہے کہ حالتِ احرام میں عورت چہرے پر کپڑا نہیں لگائے گی البتہ پردہ ضرور کرنا چاہیے اس کے لئے برقعہ میں جو حصہ سر پر آتا ہے اس میں گتہ یا کوئی سخت چیز لگائیں جس سے نقاب چہرہ پر نہ لگے بلکہ چہرہ سے دو چار انچ آگے کی طرف رہے۔ (تفصیل فقیر پہلے عرض کر چکا ہے)

نوٹ

بعض لوگ احرام باندھ کر ناواقفیت کی وجہ سے سیدھا بازو چادر سے باہر نکال لیتے ہیں یہ درست نہیں ہے۔ سنت طریقہ یہ ہے کہ جب طواف شروع کریں اس وقت سیدھا بازو چادر سے نکالیں، طواف کے بعد پھر ہاتھ چادر کے اندر کر لیں۔

حج وعمرہ

بیت اللہ کے ساتھ دو عبادتیں متعلق ہیں۔

(۱) حج اس کے اکثر افعال صرف ماہ ذی الحجہ کے پانچ دن میں ادا کئے جا سکتے ہیں دوسرے ایام میں نہیں ہو سکتے جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

(۲) عمرہ: یہ حج کے پانچ دنوں کے علاوہ ہر مہینے اور ہر وقت میں ہو سکتا ہے۔

☆ میقات سے یا اس سے پہلے عمرہ کا احرام باندھے۔

☆ مکہ معظمہ پہنچ کر بیت اللہ کا طواف کرے۔

☆ صفا مروہ کے درمیان سعی کرے اور اس کے بعد سر کے بال کٹوا کر یا منڈا کر ختم کرے۔ اس کے بعد احرام کے کپڑے اتار کر حسبِ معمول لباس پہن لے۔

حج وعمرہ کا میقات

میقات اس جگہ یا حد کو کہتے ہیں جہاں سے مکہ مکرمہ جانے والے نہ صرف حجاج بلکہ ہر شخص کے لئے احرام باندھنا واجب ہے۔ حج کے تمام اعمال میقات سے شروع ہوتے ہیں احرام جس قدر بھی پہلے باندھ لے افضل ہے۔

احرام سے پہلے کے احکام

۱۔ پاک وہند کے لئے میقات کوہ یلملم کی محاذات ہے یہ جگہ کامرہ سے نکل کر سمندر میں آتی ہے جب جدہ دو تین منزل رہ جاتا ہے جہاز والے اطلاع دے دیتے ہیں، پہلے سے احرام کا سامان تیار رکھیں۔ ہوائی جہاز پر سفر کرنے والے اپنے ملک سے احرام باندھ لیں تو بہتر ہے جہاز کپڑے اتار کر احرام باندھنا مشکل ہوگا۔

۲۔ احرام باندھنے سے قبل خوب مل کر نہائیں، وضو کریں اور غسل نہ کر سکیں تو صرف وضو کرلیں۔

۳۔ چاہیں تو مرد سر منڈا ڈالیں کہ احرام میں بالوں کی حفاظت سے نجات ملے گی

ورنہ کنگھی کر کے خوشبو اور تیل لگائیں۔

۴۔ ناخن کتریں، خط بنوائیں، موئے بغل زیر ناف دور کریں۔

۵۔ خوشبو لگائیں کہ سنت ہے اس کے بعد احرام باندھیں جس کا طریقہ ہم نے اوپر لکھ دیا ہے۔

احرام کے بعد کے احکام

احرام کے باندھنے کے بعد مندرجہ ذیل امور حرام ہیں۔

۱۔ عورتوں سے جماع

۲۔ بوسہ

۳۔ ہاتھ لگانا

۴۔ گلے لگانا

۵۔ اس کے اندامِ نہانی پر نگاہ جبکہ یہ چاروں باتیں بہ شہوت ہوں۔

۶۔ عورتوں کے سامنے اس کا نام لینا فحش گناہ ہمیشہ حرام ہیں اور اب سخت حرام ہو گئے ہیں۔

۷۔ کسی سے دنیوی لڑائی جھگڑا

۸۔ حرم کے جنگل کے شکار کرنے والے کو اشارہ کرنا

۹۔ یا کسی طرح بتانا

۱۰۔ بندوق یا بارود یا اس کے ذبح کے لئے چھری دینا

۱۱۔ انڈے توڑنا

۱۲۔ شکار کے پَر اکھیڑنا

۱۳۔ پاؤں یا بازو توڑنا

۱۴۔ اس کا دودھ دوہنا

۱۵۔ اس کا گوشت یا انڈے پکانا

۱۶۔ بھوننا

۱۷۔ بیچنا

۱۸۔ خریدنا، کھانا

۱۹۔ ناخن کترنا

۲۰۔ سر سے پاؤں تک کہیں سے کوئی بال جدا کرنا

۲۱۔ منہ یا سر کو کسی کپڑے سے چھپانا

۲۲۔ بستر یا کپڑے کی گٹھڑی سر پر رکھنا

۲۳۔ عمامہ باندھنا

۲۴۔ برقع دستانے پہننا

۲۵۔ موزے یا جرابیں وغیرہ جو پنڈلی اور اقدام (کئی پاؤں) کے جوڑ کو چھپائے پہننا

۲۶۔ سِلا کپڑا پہننا

۲۷۔ خوشبو بالوں، کپڑوں یا بدن میں لگانا

۲۸۔ بلا گیری یا کسم کیسہ غرض کسی خوشبو کے رنگے کپڑے پہننا جبکہ ابھی خوشبو دے رہے ہوں۔

۲۹۔ خالص خوشبو مشک، عنبر، زعفران، جاوتری، لونگ، الائچی، دارچینی، زنجبیل وغیرہ کھانا۔

۳۰۔ ایسی خوشبو کا آنچل میں باندھنا جس میں فی الحال مہک ہو جیسے مشک، عنبر، زعفران، سر یا داڑھی خطمی یا کسی خوشبودار۔

۳۱۔ ایسی چیز سے دھونا جس سے جوئیں مر جائیں۔

۳۲۔ وسمہ، مہندی کا خضاب لگانا۔

۳۳۔ گوند وغیرہ سے بال جمانا، زیتون یا تل کا تیل اگرچہ بے خوشبو ہو، بدن

بالوں میں لگانا۔

۳۴۔ کسی کا سر مُنڈانا اگرچہ اس کا احرام نہ ہو۔

۳۵۔ جوں مارنا پھینکنا۔

۳۶۔ کسی کو اس کے مارنے کا اشارہ کرنا۔

۳۷۔ کپڑے کو اس کے مارنے کے لئے دھونا یا دھوپ میں ڈالنا، بالوں میں پارہ وغیرہ اس کے مرنے کو لگانا غرض جوں کے ہلاک پر کسی طرح باعث ہونا۔

مکروہاتِ احرام

مندرجہ ذیل امور احرام میں مکروہ ہیں:

۱۔ بدن کا میل چھڑانا۔

۲۔ بال یا بدن کو صابون و دیگر بے خوشبو کی چیز سے دھونا۔

۳۔ کنگھی کرنا

۴۔ اس طرح کھجانا کہ بال ٹوٹے یا جوں گرے۔

۵۔ انگرکھا (روئی دار قسم کا کپڑا) پہننا۔

۶۔ کرتا یا چغہ (عبا کی قسم کا ڈھیلا ڈھالا لباس) پہننے کی طرح کندھوں پر ڈالنا۔

۷۔ خوشبو سونگھنا اگرچہ خوشبودار پھل یا پتہ ہو جیسے لیموں، نارنگی، پودینہ، عطردانہ۔

۸۔ سر یا منہ پر پٹی باندھنا۔

۹۔ غلافِ کعبہ معظمہ کے اندر اس طرح داخل ہونا کہ غلاف شریف سر یا منہ سے لگے۔

۱۰۔ ناک وغیرہ منہ کا کوئی حصہ کپڑے سے چھپانا۔

۱۱۔ کوئی ایسی چیز کھانا پینا جس میں خوشبو پڑی ہو اور نہ وہ پکائی گئی ہو نہ زائل ہو گئی ہو۔

۱۲۔ بے سلا کپڑا رفو کیا یا پیوند لگا ہوا پہننا۔

۱۳۔ تکیہ پر منہ رکھ کر اوندھا لیٹنا۔

۱۴۔ مہکتی خوشبو ہاتھ سے چھونا جبکہ ہاتھ میں لگ نہ جائے ورنہ حرام ہے۔

۱۵۔ بازو یا گلے پر تعویذ باندھنا اگرچہ بے سلے کپڑے میں لپیٹ کر، عذرِ بدن پر پٹی باندھنا۔

۱۶۔ سنگھار کرنا۔

۱۷۔ چادر اوڑھ کر اس کے آنچلوں میں گرہ دے لینا۔

۱۸۔ تہبند باندھ کر کمر بند سے کسنا۔

یہ باتیں احرام میں جائز ہیں

۱۔ انگر کھا کرتا۔

۲۔ چغہ لپیٹ کر اوپر سے اس طرح ڈال لینا کہ سر اور منہ نہ چھپے۔

۳۔ ان چیزوں کا پاجامہ یا تہبند باندھ لینا۔

۴۔ ہمیانی یا پٹی باندھنا بغیر میل دور کیے غسل کرنا۔

۵۔ کسی چیز کے سائے میں بیٹھنا۔

۶۔ چھتری لگانا

۷۔ انگوٹھی پہننا

۸۔ بے خوشبو کا سرمہ لگانا

۹۔ فصد بغیر بال مونڈے پچھنے لگانا

۱۰۔ آنکھ میں جو بال نکلے اسے جدا کرنا۔

۱۱۔ سر یا بدن اس طرح کھجانا کہ بال نہ ٹوٹے جوں نہ گرے۔

۱۲۔ احرام سے پہلے جو خوشبو لگائی ہے اس کا لگا رہنا۔

۱۳۔ پالتو جانور اونٹ، گائے، بکری، مرغی کا ذبح کرنا۔

۱۴۔ پکانا

۱۵۔کھانا

۱۶۔دودھ دوہنا

۱۷۔انڈے توڑنا

۱۸۔بھوننا

۱۹۔کھانے کے لئے مچھلی کا شکار کرنا۔

۲۰۔دوا کے لئے کسی دریائی جانور کا مارنا، دوا یا غذا کے لئے نہ ہو نری تفریح منظور ہو۔ جس طرح لوگوں میں رائج ہے شکار دریا کا ہو یا جنگل کا خود ہی حرام ہے اور احرام میں سخت حرام۔

۲۱۔منہ اور سر کے سوا کسی اور جگہ زخم پر پٹی باندھنا۔

۲۲۔سر یا گال کے نیچے تکیہ رکھنا۔

۲۳۔سر یا ناک پر اپنا یا دوسرے کا ہاتھ رکھنا۔

۲۴۔کان کپڑے سے چھپانا۔

۲۵۔ٹھوڑی سے نیچے داڑھی پر کپڑا آنا۔

۲۶۔سر پر سینی اور بوری اٹھانا۔

۲۷۔جس کھانے کے پکنے میں مشک وغیرہ پڑتے ہوں اگر خوشبو دیں یا بغیر پکائے جس میں کوئی خوشبو ڈالی اور وہ بُو نہیں دیتی اس کا کھانا پینا۔

۲۸۔گھی یا چربی یا کڑوا تیل یا ناریل یا بادام یا کدو کا ہو بسایا نہ ہو، بالوں یا بدن میں لگانا۔

۲۹۔خوشبو کے رنگے کپڑے پہننا جبکہ ان کی خوشبو جاتی رہی ہو مگر کسم کیسر کا رنگ مرد کو ویسے ہی حرام ہے۔

۳۰۔دین کے لئے لڑنا جھگڑنا بلکہ حسب حاجت بوقت ضرورت فرض و واجب ہے۔

۳۱۔ جوتا پہننا، جو پاؤں کے اس جوڑ کو نہ چھپائے۔

۳۲۔ بے سلے کپڑے میں لپیٹ کر تعویذ گلے میں ڈالنا۔

۳۳۔ آئینہ دیکھنا۔

۳۴۔ ایسی خوشبو کا چھونا جس میں فی الحال مہک نہیں جیسے اگر بتی، لوبان، صندل۔

۳۶۔ یا اس کا آنچل میں باندھنا۔

۳۷۔ نکاح کرنا۔

ان مسائل میں مرد عورت برابر ہیں مگر عورت کو چند باتیں جائز ہیں، سر چھپانا بلکہ نامحرم کے سامنے اور نماز میں فرض ہے تو سر پر بستر بقچہ اُٹھانا بدرجہ اولیٰ، گوند وغیرہ سے بال جمانا، سر وغیرہ پر پٹی خواہ باز و یا گلے پر تعویذ باندھنا اگرچہ غلافِ کعبہ کے اندر یوں داخل ہونا کہ سر پر رہے منہ پر نہ آئے، دستانے موزے، سلے کپڑے پہننا۔ عورت اتنی آواز سے لبیک نہ کہے کہ نامحرم سنے ہاں اتنی آواز ہر پڑھنے میں ہمیشہ سب کو ضرور ہے کہ اپنے کان تک آواز آئے۔ عورت اگر حیض یا نفاس کی حالت میں ہو تو احرام کے وقت نماز نہ پڑھے صرف غسل کر کے احرام والی ہو جائے اور یہ غسل مستحب ہے۔ احرام میں منہ چھپانا عورت کو حرام ہے، نامحرم کے آگے کوئی پنکھا وغیرہ چہرہ سے بچا کر سامنے رکھے۔

مسئلہ

جو باتیں احرام میں ناجائز ہیں وہ اگر کسی عذر سے یا بھول کر ہوں تو گناہ نہیں مگر ان پر جو جرمانہ مقرر ہے ہر طرح دینا آئے گا اگرچہ بے قصد ہوں سہواً یا جبراً یا سوتے میں۔

مسئلہ

وقتِ احرام سے رمی جمرہ تک جس کا ذکر آگے آئے گا، اکثر اوقات لبیک کی بیشمار کثرت رکھے خصوصاً چڑھائی پر چڑھتے اترتے، دوقافلوں کے ملتے صبح وشام پچھلی رات پانچوں نمازوں کے بعد مرد بآواز کہیں مگر اتنی بلند کہ اپنے آپ یا دوسرے کو تکلیف نہ ہو۔

مسئلہ

احرام کی نیت کرنے سے پہلے جو نفل پڑھے جاتے ہیں ان میں سر کھول کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اس لئے احرام کی نیت کرنے سے پیشتر سر ڈھانک کر نماز پڑھنی چاہیے ہاں احرام کی نیت کے بعد سر ڈھک کر نماز پڑھنا منع ہے۔

مسئلہ

بعض حضرات احرام کی حالت میں نماز میں بھی اضطباع داہنی بغل کے نیچے کو چادر نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لیتے ہیں جبکہ نماز میں اضطباع مکروہ ہے اضطباع صرف طواف مسنون ہے وہ بھی ہر طواف میں نہیں بلکہ جس طواف کے بعد سعی ہو البتہ طوافِ زیارت کے بعد اگر سعی کرنی ہو اور احرام کے کپڑے اتار دیئے ہوں تو اس میں اضطباع نہ ہوگا۔

مسئلہ

احرام کی حالت میں اگر احتلام ہو جائے تو اس سے احرام میں کوئی فرق نہیں پڑتا کپڑا اور جسم دھو کر غسل کرے اگر چادر بدلنے کی ضرورت پڑے تو دوسری چادر استعمال کرنے میں حرج نہیں۔

مسئلہ

بعض اوقات جہاز والے ہاتھ منہ پونچھ کر تروتازہ کرنے کے لئے خوشبودار ٹشو پیپر دیتے ہیں احرام کی حالت میں خوشبودار کپڑے یا ٹشو پیپر سے پورا ہاتھ یا منہ نہ پونچھا جائے ورنہ دم لازم آئیگا۔

فرائضِ احرام

(۱) نیت اس عبادت کی دل میں کرنا جس کے لئے احرام باندھا ہے۔

(۲) کوئی لفظ ایسا کہنا جس سے تعظیم اللہ تعالیٰ کی معلوم ہو۔

ان فرائض کے ترک سے احرام صحیح نہ ہوگا۔

واجباتِ احرام

(۱) میقات سے احرام باندھنا۔

(۲) محظورات (ممنوعات) احرام سے بچنا۔ ان واجبات کے ترک سے دم یا جزیہ لازم ہوگا۔

مسئلہ

ہر نئے حالات پیش آنے پر تلبیہ کہنا مستحب ہے مثلاً جب سوار ہو، سواری سے اترتے ہوئے، سواری کا رُخ موڑے، فجر طلوع ہو، سوتے ہوئے آنکھ کھلے وغیرہ وغیرہ۔

احرام کی جنایات

جس فعل کی ممانعت احرام کی وجہ ہو اس کا مرتکب ہونا جنایات کہلاتا ہے اور جس سے اس گناہ کی معافی وتلافی ہو وہ جزا کہلاتی ہے اور جنایات اور ان کی تفصیل آگے آئے گی۔

تفصیل احکام حج

حج کی قسمیں

حج تین طرح سے کیا جاتا ہے:

(۱) صرف حج کی نیت سے احرام باندھنا اس کو افراد کہتے ہیں۔

(۲) حج اور عمرہ دونوں کی نیت سے احرام باندھنا اس کو قران کہتے ہیں۔

(۳) حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ کی نیت سے احرام باندھنا اور پھر عمرہ کے ارکان پورے کر کے حلال ہو جانا یعنی احرام کی چادریں اتار کر نہا دھو کر اپنے سلے ہوئے کپڑے پہن لینا اور بعدہٗ اسی سال پھر حج کی نیت سے احرام دوبارہ باندھنا اس کو تمتع کہتے ہیں ان تینوں صورتوں میں حج ادا ہو جاتا ہے لیکن امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک قران افضل ہے۔ ان کے احرام کا طریقہ اور احکام وہی ہیں جو فقیر نے پہلے بیان کئے ہیں اور تینوں کا فرق نیت سے ظاہر ہوگا مثلاً احرام باندھ کر نفل پڑھنے کے بعد حج افراد والا یوں کہے۔

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ نَوَیْتُ مُخْلِصًا لِلّٰہِ تَعَالٰی''

الٰہی میں حج کا ارادہ کرتا ہوں تو اسے میرے لئے آسان کر دے میں نے خاص اللہ تعالیٰ کے لئے حج کی نیت کی۔

اور حج تمتع کرنے والا نفل پڑھ کر بعد سلام یوں کہے

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ''

اور حج قران کرنے والے نفل پڑھ کر یوں کہے۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْ ھُمَا مِنِّیْ نَوَیْتُ الْعُمْرَۃَ وَالْحَجَّ مُخْلِصًا لِّلّٰہِ تَعَالٰی"

اور تینوں صورتوں میں اس نیت کے بعد تین بار لبیک بآواز کہے جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے۔

حج کی تین اقسام کا فرق

ایک فرق تو ان تینوں اقسام میں نیت کا ہے کہ افراد میں احرام باندھتے وقت صرف حج کی نیت کرنی ہے۔ قران میں حج وعمرہ دونوں کی نیت کرنی ہے، تمتع میں پہلے احرام کے وقت عمرہ کی نیت کرنا ہے۔ دوسرا بڑا فرق یہ ہے کہ پہلی دونوں قسموں میں تو جو پہلا احرام باندھا جائے گا وہ ارکانِ حج پورے کرنے تک باقی رہے گا اور تیسری قسم میں مکہ معظمہ پہنچ کر ارکانِ عمرہ یعنی طواف وسعی سے فارغ ہونے کے بعد یہ احرام سر کے بال کٹوانے یا منڈوانے سے ختم ہو جائے گا اور آٹھویں ذی الحجہ تک یہ احرام کی پابندیوں کے بغیر مکہ شریف میں قیام کر سکے گا اور آٹھویں ذی الحجہ سے مسجد احرام سے حج کا احرام دوبارہ باندھے گا۔ تمتع میں سہولت زیادہ ہے لیکن افضلیت قِران کی زیادہ ہے بشرطیکہ اس طویل احرام کی پابندیوں کو احتیاط کے ساتھ پورا کر سکے ورنہ تمتع کر لینا ہی بہتر ہے۔ حج کے اعمال واحکام اسی طرح عمرہ کے اعمال واحکام اور احرام کے تمام احکام تینوں صورتوں میں یکساں ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ دسویں ذی الحجہ کو منیٰ میں قربانی کرنا قارن اور متمتع پر واجب ہے مفرد کے لئے مستحب ہے کہ تینوں قسموں میں جو نیت بتلائی گئی ہے اس کا دل سے کر لینا اور زبان سے کہنا بہتر ہے۔ عربی میں نیت افضل ہے اگر اپنی بولی (اردو، پنجابی، سندھی، پشتو، سرائیکی وغیرہم) میں نیت کرے گا تب بھی جائز ہے۔

باب الحرم

بحری یا ہوائی جہاز سے اتر کر جب حجاج جدہ پر پہنچیں تو شکر خداوندی بجالائیں اور

اپنی خوش بختی پر مسرت کا اظہار کریں کہ دیارِ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دروازہ تک پہنچ گئے اب سے موقعہ بہ موقعہ تلبیہ با آواز بلند پڑھیں احرام تو پہلے سے بندھا ہوا ہے آج کل کار موٹر اور بسوں کے ذریعے سفر ہوتا ہے مختصر وقت میں جدہ سے مکہ مکرمہ حاضری نصیب ہو جاتی ہے۔ اسی لئے حدودِ حرم میں داخلے کے وقت اپنی کیفیت میں تبدیلی کرنی چاہیے۔

حرم کا داخلہ

ڈرائیور سے پہلے کہہ دیں یا کسی واقف کار حاجی کے ذمہ لگائیں کہ جونہی حرم مکہ کی حد آئے تو آپ کو بتائے کہ حرم شریف یہ حد یہ ہے ورنہ خود غور کرتے جائیں کہ بحرہ سے آگے چل کر کچھ دور حدودِ حرم کے دو ستون نظر آئیں گے یہاں سے حرمِ مکہ شروع ہوتا ہے اس وقت کیفیت وہی ہو جو سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے بتائی ہے۔

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقعہ ہے او جانے والے

کسی نے اس مقام کے لئے کہا:

حدودِ کوچہ محبوب ہے یہیں سے شروع
جہاں سے پڑنے لگے پاؤں ڈگمگاتے ہوئے

اور تصور ہو کہ میں کون اور کس بارگاہ میں حاضر ہو رہا ہوں جہاں انبیائے کرام اور بڑے بڑے اولیاء عظام بارگاہِ ذوالجلال والاکرم کی ہیبت سے لرزتے کانپتے ہوئے حاضری دیتے ہیں چاہیے تو اس طرح کہ سر کے بل چلا جائے لیکن مجبوری ہے موٹروں کے سفر سے یہ نہیں ہوسکتا تو کم از کم یہ تو ہو کہ نہایت خشوع وخضوع اور آہ زاری اور تلبیہ کی پکار کے ساتھ حرمِ معلیٰ تک پہنچیں۔

حرم مکہ معظّمہ میں داخلہ کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا حَرَمُكَ وَحَرَمُ رَسُوْلِكَ فَحَرِّمْ لَحْمِيْ وَدَمِيْ وَعَظْمِيْ عَلَى النَّارِ۔ اَللّٰهُمَّ اٰمِنِّيْ مِنْ عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ، وَاجْعَلْنِيْ مِنْ اَوْلِيَآئِكَ وَاَهْلِ طَاعَتِكَ وَتُبْ عَلَيَّ، اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔

اے اللہ یہ تیرا اور تیرے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حرم ہے پس تو میرے گوشت، خون اور ہڈیوں کو آگ پر حرام کردے اے اللہ مجھے اپنے عذاب سے محفوظ رکھ جس روز تو اپنے بندوں کو اُٹھائے گا اور مجھے اپنے ولیوں اور اطاعت گزاروں میں کردے اور میری طرف توجہ فرما بے شک تو توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان ہے۔

حجاج کرام خبردار

اگر اب تک کا وقت غفلت اور لا پرواہی سے گزارا ہے تو اب ہوشیار ہو جائیے توبہ اور استغفار کیجئے، بار بار تلبیہ پڑھیں، یہ وہ مقام ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بڑائی اور عظمت بخشی ہے، بڑی بڑی طاقتیں یہاں آکر سرنگوں ہوئیں، جلیل القدر انبیاء کرام علیہم السلام نے اس متبرک مقام کا ادب کیا آپ بھی عاجزی وانکساری، خشوع وخضوع اور حضورِ قلب کے ساتھ توبہ استغفار کرتے ہوئے (اگر ممکن ہو تو) برہنہ پا اس وادیٔ مقدس میں داخل ہوں اور داخل ہوتے وقت دو رکعت پڑھ کر یہ دعا مانگیں۔

"اَللّٰهُمَّ هٰذَا اَمْنُكَ وَحَرَمُكَ الَّذِيْ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا فَحَرِّمْ دَمِيْ وَلَحْمِيْ وَعَظْمِيْ وَبَشَرِيْ عَلَى النَّارِ ○ اَللّٰهُمَّ اٰمِنِّيْ مِنْ عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ فَاِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ وَاَسْئَلُكَ اَنْ تُصَلِّيْ عَلٰى سيدنا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ"

اے اللہ! تیری امان اور تیرا حرم جو کہ اس میں داخل ہو جائے اس کے لئے امان

ہے۔ پس حرام کردے میرا خون اور میرا گوشت اور میری ہڈیاں جہنم کی آگ پر۔ اے اللہ مجھے امان دے دے اپنے عذاب سے اس دن جب تیرے بندے اُٹھائے جائیں گے پس بیشک تو ہے اے اللہ، سوائے تیرے کوئی عبادت کے لائق نہیں تو رحمٰن ورحیم ہے اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو درود وسلام بھیج ہمارے آقا ومولا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کی آل پر۔

دربارِ خداوندی کی حاضری کے آداب

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جب حرم کے نزدیک پہنچے سر جھکائے، آنکھیں شرم گناہ سے نیچی کیے خشوع وخضوع سے داخل ہو اور ہو سکے تو پیادہ ننگے پاؤں اور لبیک ودعا کی کثرت رکھے، اور بہتر یہ کہ دن کو داخل ہو غسل کر کے۔

مکہ مکرمہ کے ارد اگرد کئی کوس (میل) کا جنگل ہے، ہر طرف اس کی حدیں بنی ہوئی ہیں ان حدوں کے اندر تر گھاس اکھاڑنا، خود رو پیڑ کا کاٹنا، وہاں ۱؎ کے وحشی جانوروں کو تکلیف دینا حرام ہے۔ ۱؎ چیل، کوا، چوہا، گرگٹ، چھپکلی، سانپ، بچھو، کھٹمل، مچھر، پسو وغیرہ خبیث اور موذی جانوروں کا قتل حرم میں بھی جائز ہے اور احرام میں بھی۔

یہاں تک کہ اگر سخت دھوپ ہو اور ایک ہی پیڑ (درخت) ہے اس کے سایہ میں ہرن بیٹھا ہے تو جائز نہیں کہ اپنے بیٹھنے کے لئے اسے اٹھائے اور اگر کوئی وحشی جانور بیرونِ حرم کا اس کے ہاتھ میں تھا اسے لئے ہوئے حرم میں داخل ہو گیا اب وہ جانور حرم کا ہو گیا فرض ہے کہ فوراً اسے آزاد کرے مکہ معظمہ میں جنگلی کبوتر ۲؎

(۲؎ کہا جاتا ہے کہ یہ کبوتر اس مبارک جوڑے کی نسل سے ہیں جس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے وقت غار ثور میں انڈے دیئے تھے اللہ تعالیٰ نے اس خدمت کے صلے میں ان کو اپنے حرم پاک میں جگہ بخشی)

بکثرت ہیں ہر مکان میں رہتے ہیں خبردار ہرگز انہیں نہ اڑائے نہ ڈرائے نہ کوئی ایذا پہنچائے، بعض ادھر اُدھر کے لوگ جو مکہ مکرمہ میں رہنے والے کبوتروں کا ادب نہیں

کرتے، ان کی ریس نہ کرے، مگر برا انہیں بھی نہ کہے، جب وہاں کے جانوروں کا ادب ہے تو مسلمان انسان کا کیا کہنا۔

مکہ مکرمہ میں داخلہ

جب ذی طویٰ (مکہ مکرمہ کے قریب تنعیم کے راستہ میں ایک جگہ کا نام ہے جو وادیٔ زہرا اور ثنیہ کداء کے درمیان ہے اور اب یہ مقام شہر میں داخل ہو گیا ہے) پر پہنچے تو اگر اب تک سواری پر ہیں تو اب سواری سے اتر جائیں (اگر ممکن ہو) اور دخولِ مکہ مکرمہ کے لئے غسل کرے یہ غسل نظافت کے واسطے ہے حتیٰ کہ حائضہ اور نفاس والی عورت بھی غسل کرے اگر غسل دشوار ہو تو صرف وضو کر لے مکہ مکرمہ میں شب و روز میں جس وقت جی چاہے داخل ہو سکتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ رات کو داخل نہ ہو چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب مکہ مکرمہ آتے تو رات ذی طویٰ میں بسر فرماتے اور دن میں غسل کر کے شہر مکہ میں داخل ہوتے اور فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔

فائدہ

مسجد حرام جانے سے پہلے اسی راستہ پر جنت المعلی کے مدفونین کے لئے سورۂ فاتحہ پڑھیں اور انہیں یوں سلام عرض کرے۔

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى"۔ اس کے بعد عاجزانہ صورت بناتے ہوئے شوق و ذوق اور خشوع و خضوع کے ساتھ ثنیہ کداء (یہ جنت المعلی کی جانب ایک اونچی گھاٹی ہے جنت المعلی کے وسط سے یہ راستہ گذرتا ہے اور پھر سوق المعلات سے گزر کر باب السلام پر پہنچ جاتا ہے) کی طرف سے شہر کی جانب روانہ ہو اگر اپنے راستہ میں یہ جگہ نہ پڑتی ہو تب بھی پھر کر اسی راستہ سے داخل ہونا مستحب ہے اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

اسی جگہ سے داخل ہوتے تھے باوجودیکہ یہ جگہ آپ کے راستہ میں نہ تھی نیز بیت اللہ کا دروازہ بھی اسی جانب ہے اور بیت اللہ کا دروازہ بمنزلہ چہرہ کے ہے اور کسی بزرگ اور مقتدر کی زیارت چہرہ کی جانب سے کی جاتی ہے نہ کہ پشت کی جانب سے، جب مکہ مکرمہ کے مکانات نظر آئیں تو یہ دعا پڑھے اور درود وسلام کی کثرت کرے۔

''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ بِھَا قَرَارًا وَّارْزُقْنِیْ رِزْقًا حَلَالًا رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَكَ سیدنا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُبِكَ مِمَّا اسْتَعَاذَمِنْهُ نَبِیُّك سیدنا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ''

جب رہائش (فندق رہوٹل) پر پہنچے تب بھی یہی دعا مانگے اور سارا راستہ تلبیہ کہتا ہوا اور حمد وثنا پڑھتا ہوا اور توبہ استغفار کرتا ہوا عاجزی انکساری کے ساتھ جگہ کی عظمت و بزرگی کو ملحوظ رکھتے ہوئے حرم کی جانب روانہ ہو اگر سامان ہو تو اسے اطمینان سے اپنی جگہ پر رکھ کر مسجد حرام میں داخل ہوں چونکہ مدعیٰ ایک اہم جگہ ہے اسی لئے اس کا تعارف ضروری ہے یادرہے کہ مدعیٰ سوق المعلات میں ایک بلند جگہ ہے جس کی شناخت کے لئے نشان بنادیا گیا ہے پہلے اس جگہ سے بیت اللہ نظر آتا تھا اور سلف صالحین اس جگہ دعا مانگتے تھے اب مکانات کی وجہ سے بیت اللہ نظر نہیں آتا لیکن سلف کے اتباع میں دعا مانگنا مستحسن ہے کیونکہ یہ عظیم قبول واجابت کا وقت ہے یہاں صدق دل سے اپنے اور تمام عزیزوں اور مسلمانوں کی مغفرت کی دعا مانگے پھر درود شریف پڑھے یوں ہی خدا اور رسول اور اپنے اور تمام مسلمانوں کے لئے دعائے فلاح دارین کرتا ہوا باب السلام تک پہنچے اور اس آستانہ پاک کو بوسہ دے کر داہنا پاؤں پہلے رکھ کر داخل ہو اور پڑھے۔

''بِسْمِ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ''

اللہ کے نام سے اور سب خوبیاں اللہ کو اور رسول اللہ پر سلام ! الٰہی درود بھیج ہمارے آقا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پر اور ان کی بیبیوں پر، الٰہی میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

یہ دعا خوب یاد رکھے جب کبھی مسجد الحرام شریف خواہ کسی مسجد میں داخل ہو اسی طرح جائے اور یہ دعا پڑھے اور جب کسی مسجد سے باہر آئے پہلے بایاں پاؤں باہر رکھے اور یہی دعا پڑھے مگر اخیر میں ''رَحْمَتِكَ'' کی جگہ ''فَضْلِكَ'' کہے اور یہ لفظ اور بڑھائے ''وَسَهِّلْ اَبْوَابَ رِزْقِكَ'' (اپنے رزق کے دروازوں میں آسانی فرما) اس کی برکات دین ودنیا میں بے شمار ہیں۔

باب السلام میں دایاں پاؤں رکھتے وقت یہ دعا پڑھتے ہوئے داخل ہوں:

''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ جَمِيْعَ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ''

جب بیت اللہ پر نظر پڑے تو ہاتھ اُٹھا کر یہ دُعا پڑھے:

''اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَشْرِيْفًا وَتَعْظِيْمًا وَتَكْرِيْمًا وَمَهَابَةً وَزِدْ مَنْ شَرَّفَهٗ وَعَظَّمَهٗ مِمَّنْ حَجَّهٗ اَوِاعْتَمَرَهٗ تَشْرِيْفًا وَتَكْرِيْمًا وَتَعْظِيْمًا۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ''

طواف

مسجد الحرام میں داخل ہوا اگر جماعت نماز فرض خواہ وتر یا سنتِ موکدہ کے فوت ہونے کا خوف نہ ہو تو سب کاموں سے پہلے طواف شروع کرے۔

اوپر والا نقشہ دیکھئے جو بات کہی جائے خوب ذہن میں آئیگی ان شاء اللہ تعالیٰ
مسجد الحرام ایک گول وسیع احاطہ ہے جس کے کنارے کنارے بکثرت دالان اور آنے جانے کے دروازے ہیں اور درمیان میں مطاف ہے۔

مطاف

مطاف ایک گول دائرہ ہے جس میں سنگ مرمر بچھا ہے اس کے درمیان میں کعبہ معظمہ ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے (ظاہری) زمانہ میں مسجد الحرام اسی قدر تھی، اس کی حد پر باب السلام شرقی قدیم دروازہ واقع ہے، رکن مکان کا گوشہ جہاں اس کی دو دیواریں ملتی ہیں جسے زاویہ کہتے ہیں۔ کعبہ معظمہ کے چار رکن ہیں۔

رکن اسود

جنوب مشرق کے گوشہ میں، اسی میں زمین سے اونچا سنگ اسود شریف نصب ہے۔ (تفصیل گذر چکی ہے)

رکن عراقی

مشرق وشمال کے گوشہ میں، دروازہ کعبہ انہی دونوں رکنوں کے درمیانی شرقی

دیوار میں زمین سے بہت بلند ہے۔

ملتزم

اسی شرقی دیوار کا وہ ٹکڑا جو رکن اسود سے دروازہ کعبہ معظّمہ تک ہے۔ (تفصیل گذر چکی ہے)

رکن شامی

شمال مغرب کے گوشہ میں، میزاب رحمت، سونے کا پرنالہ رکن شامی وعراقی کے درمیانی شمالی دیوار پر چھت میں نصب ہے۔

حطیم

یہ بھی اسی شمالی دیوار کی طرف ہے، یہ زمین کعبہ معظّمہ ہی کی تھی زمانہ جاہلیت میں جب قریش نے کعبہ از سرنو بنایا، کمی خرچ کے باعث اتنی زمین کعبہ معظّمہ سے باہر چھوڑ دی، اس کے اگرداگرد ایک قوسی انداز کی چھوٹی سی دیوار کھینچ دی اور دونوں طرف آمدورفت کا دروازہ ہے اور یہ مسلمانوں کی خوش نصیبی ہے اس میں داخل ہونا کعبہ معظّمہ ہی میں داخل ہونا ہے جو بحمد اللہ تعالیٰ بے تکلف نصیب ہوتا ہے۔ (تفصیل گذر چکی ہے)

رکن یمانی

غروب وجنوب کے گوشہ میں مستجاب رکن عراق ویمانی کے درمیان غربی دیوار کا وہ ٹکڑا جو ملتزم کے مقابل ہے، مستجاب رکن یمانی اور رکن اسود کے درمیان میں جو دیوار جنوبی ہے یہاں ستر ہزار فرشتے دعا پر آمین کہنے کے لیے مقرر ہیں، فقیر نے اس کا نام مستجاب رکھا۔

مقام ابراہیم

دروازہ کعبہ کے سامنے ایک قبہ میں وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کعبہ بنایا تھا ان کے قدم مبارک کا اس پر نشان ! ہو گیا جواب تک موجود ہے اور جسے اللہ تعالیٰ نے "ایٰتٍ بیّنٰتٍ" اللہ تعالیٰ کی کھلی نشانیاں فرمایا۔ زمزم شریف کا قبہ اس سے جنوب کو مسجد شریف میں واقع ہے لیکن اب اسے زمین دوز (زمین کے اندر) کر دیا گیا ہے۔ (تفصیل گذر چکی ہے)

! ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدم پاک کے نشان میں بے قدرے بے ادب لوگ کلام کرتے ہیں۔ یہ معجزۂ ابراہیمی ہزاروں برس سے محفوظ ہے اس سے بھی انکار کر دیں۔

باب الصفا

مسجد شریف کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جس سے نکل کر سامنے کوہ صفا ہے صفا کعبہ معظمہ سے جنوب کو ایک پہاڑی تھی کہ زمین میں چھپ گئی ہے، اب وہاں قبلہ رخ ایک دالان بنا دیا ہے اور چڑھنے کی سیڑھیاں۔ مروہ دوسری پہاڑی صفا سے پورب کو تھی، یہاں بھی قبلہ رخ دالان بنا دیا ہے اور سیڑھیاں۔ صفا سے مروہ تک جو فاصلہ ہے (یہاں بازار تھے اب دالان ہے)۔ صفا سے چلتے ہوئے بائیں ہاتھ کو احاطہ مسجد الحرام ہے۔

میلین اخضرین

اس فاصلہ کے وسط میں دیوار حرم شریف میں دو سبز میل نصب ہیں، جیسے میل کے شروع میں پتھر لگا ہوتا ہے۔

مسعیٰ

وہ فاصلہ کہ ان دونوں میلوں کے درمیان میں ہے، یہ سب صورتیں رسالہ میں بار

بار لکھ کر خوب ذہن نشین کر لیجئے کہ وہاں پہنچ کر پوچھنے کی حاجت نہ ہو، ناواقف آدمی نابینے کی طرح کام کرتا ہے اور جس نے سمجھ لیا وہ آنکھ والا ہے۔ اب اپنے رب عزوجل کا نام پاک لے کر طواف کیجئے۔

(طواف کا طریقہ رمل وغیرہ طریقہ عمرہ کے احکام بیان کیا جاچکا ہے)

تنبیہات

(۱) قران یعنی جس نے حج قِران کیا ہے اس کے بعد طواف قدوم کی نیت سے ایک طواف وسعی اور بجالائے۔

(۲) حج قارن او مفرد جس نے حج افراد کیا تھا لبیک کہتے ہوئے احرام کے ساتھ مکہ میں ٹھہریں، ان کی لبیک دسویں تاریخ رمی جمرہ کے وقت ختم ہوگی، جبھی احرام سے نکلیں گے جس کا ذکر ان شاءاللہ تعالیٰ آتا ہے، مگر متمتع جس نے تمتع کیا تھا وہ اور معتمر یعنی صرف عمرہ کرنے والا شروع طواف کعبہ معظمہ سے حجر اسود شریف کا پہلا بوسہ لیتے ہی لبیک کہنا چھوڑ دیں اور طواف وسعی مذکور کے بعد حلق کرائیں یعنی مرد سارا سر منڈا دیں یا تقصیر یعنی مرد وعورت بال کتروائیں اور احرام سے باہر آئیں، پھر متمتع چاہے تو آٹھویں ذی الحجہ تک بغیر احرام رہے، مگر افضل یہ ہے کہ جلد حج کا احرام باندھ لے، اگر یہ خیال نہ ہو کہ دن زیادہ ہیں یہ قیدیں نہ نبھیں گی۔

(۳) طواف قدوم میں اضطباع و رمل اور اس کے بعد صفا و مروہ میں سعی ضرور نہیں، مگر اب نہ کرے گا تو طواف الزیارت میں کہ حج کا طواف فرض ہے جس کا ذکر ان شاءاللہ آتا ہے، یہ سب کام کرنے ہوں گے اور اس وقت ہجوم بہت ہوتا ہے عجب نہیں کہ طواف میں رمل اور مسعی میں دوڑنا نہ ہو سکے اور اس وقت ہو چکا تو طواف میں ان کی حاجت نہ ہوگی لہٰذا ہم نے ان کو مطلقاً داخلِ ترکیب کر دیا۔

(۴) مفرد و قارن تو حج کے رمل وسعی سے طواف قدوم میں فارغ ہو لیے مگر متمتع

نے جو طواف وسعی کیے وہ عمرہ کے تھے، حج کے رمل وسعی اس سے ادا نہ ہوئے اور اس پر طواف قدوم ہے نہیں کہ قارن کی طرح اس میں یہ امور کر کے فراغت پالے، لہٰذا اگر وہ بھی پہلے سے فارغ ہو لینا چاہے تو جب حج کا احرام باندھے گا اس کے بعد ایک نفل طواف میں رمل وسعی کرے اب اسے طواف الزیارت میں ان کی حاجت نہ ہوگی۔

(۵) اب یہ سب حجاج (قارن، متمتع، مفرد، کوئی ہو) کہ منٰی جانے کے لیے مکہ معظمہ میں آٹھویں تاریخ کا انتظار کر رہے ہیں، ایام اقامت میں جس قدر ہو سکے صرف اطواف بے اضطباع ورمل وسعی کرتے رہیں، باہر والوں کے لئے یہ سب سے بہتر عبادت ہے اور ہر سات پھیروں پر مقام ابراہیم میں دو رکعت پڑھیں۔

(٦) منٰی سے واپسی پر جب کبھی رات میں جتنی بار کعبہ معظمہ پر نظر پڑے "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَـرُ" تین تین بار کہیں اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجیں، دعا کریں کہ یہ وقت قبول ہے۔

(٦) طواف اگرچہ نفل ہو اس میں یہ باتیں حرام ہیں۔ بے وضو طواف کرنا، کوئی عضو جو ستر میں داخل ہے اس کا چہارم کھلا ہونا مثلاً ران یا آزاد عورت کا کان، بے مجبوری سواری پر یا کسی کی گود میں یا کندھوں پر طواف کرنا، بلا عذر بیٹھ کر سرکنا یا گھٹنوں چلنا، کعبہ کو داہنے ہاتھ پر لے کر الٹا طواف کرنا، طواف میں حطیم کے اندر ہو کر گزرنا، سات پھیروں سے کم کرنا۔

یہ باتیں طواف میں مکروہ ہیں

فضول بات کرنا، بیچنا، خریدنا، حمد ونعت ومنقبت کے سوا کوئی شعر پڑھنا، ذکر یا دعا یا تلاوت یا کوئی کلام بلند آواز سے کرنا۔ ناپاک کپڑے میں طواف کرنا، رمل یا اضطباع یا بوسہ حجر اسود جہاں جہاں ان کا حکم ہے ترک کرنا، طواف کے پھیروں میں زیادہ فاصلہ دینا یعنی کچھ پھیرے کر لیے پھر دیر تک ٹھہر گئے یا اور کسی کام میں لگ گئے، باقی پھیرے بعد کو کیے مگر وضو جاتا رہا تو کر آئے یا جماعت قائم ہوئی اور اس نے نماز ابھی نہ پڑھی ہو تو

شریک ہوجائے باقی جہاں سے چھوڑا تھا آکر پورا کرے، یونہی پیشاب پاخانہ کی ضرورت ہوتو چلا جائے وضو کرکے باقی پورا کرے، ایک طواف کے بعد جب تک اس کی رکعتیں نہ پڑھ لیں دوسرا طواف شروع کردینا مگر جبکہ کراہت نماز کا وقت ہو جیسے صبح صادق سے طلوع آفتاب یا نمازِ عصر پڑھنے کے بعد سے غروب آفتاب تک کہ اس میں متعدد طواف بے فصل نماز جائز ہیں، وقت کراہت نکل جائے تو ہر طواف کے لیے دو رکعت ادا کرے، خطبہ امام کے وقت طواف کرنا، جماعت فرض کے وقت طواف کرنا، ہاں اگر خود پہلی جماعت میں پڑھ چکا تو باقی جماعتوں کے وقت طواف کرنے میں حرج نہیں اور نمازیوں کے سامنے سے گزر سکتا ہے کہ طواف بھی مثل نماز ہی ہے، طواف میں کچھ کھانا، پیشاب یا پاخانہ یا ریح کے تقاضے میں طواف کرنا۔

یہ باتیں طواف وسعی دونوں میں مباح ہیں

سلام کرنا، جواب دینا، حاجت کے لئے کلام کرنا، فتویٰ پوچھنا، فتویٰ دینا، پانی پینا، حمد ونعت ومنقبت کے اشعار آہستہ پڑھنا اور سعی میں کھانا کھا سکتا ہے۔

فائدہ

طواف کی طرح سعی بھی بلاضرورت سوار ہوکر یا بیٹھ کر نا جائز وگناہ ہے۔

مکروہاتِ سعی

بلاوجہ (صفاء ومروہ) اس کے پھیروں میں زیادہ فصل دینا مگر جماعت قائم ہوتو چلا جائے، یونہی شرکتِ جنازہ یا قضائے حاجت یا تجدید وضو کو اگرچہ سعی میں ضرور نہیں، خرید وفروخت، فضول کلام، صفا یا مروہ پر نہ چڑھنا، مرد کا مسعی میں بلا عذر دوڑنا، طواف کے بعد بہت تاخیر کرکے سعی کرنا، ستر عورت نہ ہونا، پریشان نظری یعنی ادھر اُدھر فضول دیکھنا سعی میں بھی مکروہ ہے اور طواف میں اور زیادہ مکروہ۔

مسئلہ

بے وضو بھی سعی میں کوئی حرج نہیں، ہاں باوضو مستحب ہے۔

طواف وسعی کے سب مسائل مذکورہ میں عورتیں بھی شامل ہیں مگر اضطباع، رمل، سعی میں دوڑنا ان کے لیے نہیں۔ نیز عورتیں رش میں بوسہ حجر اسود یا مس رکنِ یمانی یا قرب کعبہ یا زمزم کے اندر نظر یا خود پانی بھرنے کی کوشش نہ کریں، ہاں البتہ اگر نامحرم سے ان کا بدن نہ چھوئے تو حرج نہیں ورنہ الگ تھلگ رہنا ان کے لیے سب سے بہتر ہے۔

منیٰ کی روانگی اور عرفہ کا وقوف

سات ذوالحج

مسجد الحرام میں بعد ظہر امام خطبہ پڑھے گا اسے سنیں۔

آٹھ ذوالحج

وم الترویہ کہ آٹھ تاریخ کا نام ہے جس نے احرام نہ باندھا ہو باندھ لے اور ایک نفلی طواف میں رمل وسعی کرے۔

اسی دن جب آفتاب نکل آئے منیٰ کو چلیں اور ہو سکے تو منیٰ وعرفات تک کا سفر پیدل کریں جب تک مکہ معظمہ واپس آئیں گے ہر قدم پر سات سو نیکیاں لکھی جائیں گی، سو ہزار کا لاکھ، سو لاکھ کا کروڑ، سو کروڑ کا ارب، سو ارب کا کھرب، یہ نیکیاں تخمیناً اٹھتر کھرب چالیس ارب ہوتی ہیں اور اللہ کا فضل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں اس امت پر بے شمار ہے سارا راستے میں لبیک ودعا اور درود وسلام کی کثرت کریں۔

جب منیٰ نظر آئے تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ مِنًی فَامْنُنْ عَلَیَّ بِمَامَنَنْتَ بِہٖ عَلٰی اَوْلِیَائِکَ

الٰہی! یہ منٰی ہے تو مجھ پر وہ احسان کر جو تو نے اپنے دوستوں پر کئے۔

آٹھویں ذوالحج کی ظہر سے نویں کی صبح تک پانچ نمازیں مسجد خیف میں پڑھیں۔ اگر بہت زیادہ رش ہے تو اپنے خیمہ میں نماز باجماعت اہتمام کریں۔

نویں ذوالحج

آج کل بعض مطوفوں (معلمین) نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ آٹھویں کو منٰی نہیں ٹھہرتے سیدھے عرفات پہنچتے ہیں، ان کی نہ مانیں اور اس سنتِ مبارکہ کو ہرگز نہ چھوڑیں، قافلہ کے اصرار سے ان کو بھی مجبور ہونا پڑے گا۔ ہو سکے تو اپنی قیام گاہ مسجد خیف کے قرب میں اختیار کریں۔

فائدہ

شب عرفہ یعنی نویں رات منٰی میں ذکر وعبادت سے جاگ کر صبح آرام کریں۔ آرام کے بہت دن پڑے ہیں اور نہ ہو تو کم از کم عشاء وفجر تو جماعت سے تکبیر اولٰی سے پڑھیں کہ شب بیداری کا ثواب ملے گا اور باوضو سوئیں کہ روح عرش تک بلند ہوگی۔ (وضو کے فضائل فقیر عرض کر چکا ہے)

نویں ذوالحج کی نماز فجر

مستحب وقت میں نماز پڑھ کر لبیک وذکر ودرود میں مشغول رہیں یہاں تک کہ سورج کوہ ثبیر پر چمکے، اب عرفات کو چلیں، دل کو خیال غیر سے پاک کرنے میں کوشش کریں کہ آج وہ دن ہے کہ اللہ تعالٰی بعض خوش نصیب کا حج قبول فرمائے گا اور بعض ان کے صدقے بخشے جائیں گے۔ بد بخت ہے جو آج محروم ہے۔ وسوسے آئیں تو ان سے لڑائی نہ کریں یوں بھی دشمن کا مطلب حاصل ہے وہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اور خیال میں لگ جاؤ، لڑائی جھگڑے میں سب برباد ہو جائے بلکہ ان کی طرف دھیان ہی نہ کریں، یہ سمجھ

لیں کہ کوئی اور وجود ہے جو ایسے خیالات لا رہا ہے مجھے اپنے رب سے کام ہے یوں ان شاءاللہ تعالیٰ وہ مردود نا کام واپس جائے گا۔

آج نویں ذوالحج کو جب روانگی ہو تو مسجد خیف کے متصل جبل رحمت سے عرفات کی طرف جائیں۔ راستے بھر ذکر و درود میں بسر کریں، بے ضرورت کچھ بات نہ کریں، لبیک کی بار بار کثرت کرتے جائیں۔

عرفات میں قیام

(☆) جب نگاہ جبل رحمت پر پڑے ان امور میں اور زیادہ کوشش کریں کہ ان شاءاللہ تعالیٰ وقت قبول ہے۔

(☆) عرفات میں اس کوہ مبارک کے پاس یا جہاں جگہ ملے شارع عام یعنی سڑکوں سے بچ کر اتریں، جبل رحمت پر چڑھنا جیسا کہ عوام کرتے ہیں فضول ہے۔

(☆) آج کے ہجوم میں کہ لاکھوں انسان، ہزاروں ڈیرے خیمے ہوتے ہیں، اپنے خیمے سے جا کر واپسی میں اس کا ملنا دشوار ہوتا ہے اس لیے پہچان کا نشان قائم کریں کہ دور سے نظر آئے۔ مستورات ساتھ ہوں تو ان کے برقعہ پر کوئی خاص کپڑا علامت چمکتے رنگ کا لگا دیں کہ دور سے دیکھ کر پہچان کر سکیں اور دل میں تشویش نہ رہے بلکہ قافلہ کی صورت بنالیں اور قافلہ کا خاص جھنڈا ایک آدمی کے سپرد کر دیں تا کہ تمام قافلہ والے اسی جھنڈے کو دیکھ کر چلیں۔

(☆) دوپہر تک زیادہ وقت اللہ رب العزت کے حضور زاری اور باخلاص نیت حسب استطاعت صدقہ وخیرات وذکر ولبیک ودرود ودعا واستغفار وکلمہ شریف درود شریف میں مشغول رہیں۔

وقوفِ عرفات کے افعال

عرفات میں وقوف ہی حج ہے فلہٰذا اس کے وقوف کی ہدایات پر عمل کرنے میں

کوتاہی نہ ہو۔

☆ دوپہر سے پہلے کھانے پینے وغیرہ ضروریات سے فارغ ہولیں کہ دل کسی طرف لگا نہ رہے، آج کے دن کھانا نہ کھائیں تو بہتر ہے ورنہ بہت تھوڑا تاکہ ضعف نہ ہو، یونہی پیٹ بھر کر کھانا سخت زہر اور غفلت وسستی کا باعث ہے، تین روٹی کی بھوک والا ایک ہی کھائے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو ہمیشہ کے لیے یہی حکم فرمایا ہے اور جب آپ دنیا سے تشریف لے گئے اور جو کی روٹی کبھی پیٹ بھر کر نہ کھائی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے آپ کو سارے جہانوں کا مالک ومختار بنایا۔

☆ جب دوپہر قریب آئے غسل کریں کہ سنتِ موکدہ ہے۔ غسل نہ ہو سکے تو صرف وضو کافی ہے۔

☆ دوپہر ڈھلتے ہی بلکہ اس سے پہلے مسجد نمرہ جائیں سنتیں پڑھ کر خطبہ سن کر باجماعت ظہر پڑھیں، درمیان میں سلام وقیام تو کیا معنی سنتیں بھی نہ پڑھیں اور بعد عصر بھی نفل نہیں، یہ ظہر وعصر ملا کر پڑھنا جبھی جائز ہے کہ نماز یا تو سلطان خود پڑھائے یا وہ جو حج میں اس کا نائب ہو کر آتا ہے، جس نے ظہر اکیلے یا اپنی خاص جماعت سے پڑھی اسے وقت سے پہلے عصر پڑھنا جائز نہ ہوگا اور جس حکمت کے لیے شرع نے یہاں ظہر کے ساتھ عصر ملانے کا حکم فرمایا ہے یعنی غروب آفتاب تک دعا کے لیے وقت خالی ملتا ہے وہ جاتی رہے گی لیکن آج کل مجبوری اور شرعی عذر ہے۔ اسی لئے بجائے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے اپنے خیمہ میں تنہا یا جماعت کرائے تو دونوں نمازیں اپنے وقت پر پڑھے۔

انتباہ

حج وزیارت گنبد خضراء تک جملہ مقامات پر نجدی امام ہیں۔ قطع نظر ان کے عقائد وہ حنبلی مذہب کی پیروی کا اظہار کرتے ہیں اسی لئے عرفات میں ان کے پیچھے نماز نہ ہوگی کیونکہ وہاں مقیم امام نماز پڑھتا ہے اور قصر کرتا ہے۔ ایسی صورت میں حنفیوں کو اس

کی اقتداء کرنی جائز نہیں اور یہاں ظہر وعصر کو جمع کرنے میں چند شرائط ہیں۔

(۱) عرفات (۲) نویں ذوالحجہ (۳) امام یا نائب امام (۴) دونوں نمازوں کا احرام ہونا (۵) ظہر کا عصر پر مقدم ہونا۔

اگر ان میں سے کوئی شرط نہ پائی گئی تو دونوں نمازوں کا جمع کرنا جائز نہ ہوگا اگر کسی وجہ سے مسجد میں نہ جا سکے تو اپنی قیام گاہ پر (خیمہ میں) ظہر وعصر اپنے اپنے وقت پر جماعت کے ساتھ ادا کریں اور جمع نہ کریں ایسی صورت میں عصر کی نماز کو وقت سے پہلے پڑھنا جائز نہ ہوگا۔ نماز سے فارغ ہوکر اپنی قیام گاہ پر جائیں وہاں جبلِ رحمت کے قریب امام خطبہ پڑھے گا اس کو خشوع وخضوع، عاجزی اور انکساری کے ساتھ قبلہ رخ کھڑے ہوکر اور مسکین محتاج کی طرح ہاتھ پھیلا کر خوب دعا مانگیں اور "**سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ**" بار بار پڑھتے رہیں اور جو دعائیں بھی یاد ہوں شام تک پڑھتے رہیں کہ ایسا مبارک وقت اور ایسا مبارک دن بار بار نصیب نہیں ہوتا۔ جس نے اس دن کو بھی اگر غفلت اور لاپرواہی سے فضول کاموں اور فضول باتوں میں گزار دیا تو بڑے خسارے میں رہا بلکہ دل ودماغ اور تمام اعضاء کو حق تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھیں۔ اس کی عظمت شان اور کبریائی اور جلال کو سوچنے اور اپنے گناہ اور سیاہ کاریوں کو یاد کرکے خوب پھوٹ پھوٹ کر روئیں اور توبہ واستغفار کثرت سے کریں گر رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بنالیں اور اپنی سنگ دلی اور غفلت پر افسوس اور ندامت کرتا رہیں غرض اس مبارک وقت کو درود واستغفار اور تیسرا کلمہ (اگر یاد ہوتو) پڑھتے ہوئے گزاریں، اپنے اور اپنے اعزا واحباب کے لئے دعائے مغفرت مانگیں اور درمیان میں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد تلبیہ بھی پڑھتا رہیں۔ فقیر کے نزدیک آج کے دن درود شریف بہتر عمل ہے۔

(خبردار)..... بعض احمقوں کو دیکھا ہے کہ وہ کھانے پینے سگرٹ نوشی چائے پینے میں مصروف ہیں خبردار ایسا نہ کریں۔ انہیں اتنا بھی خیال نہیں آتا کہ اتنا پُر کٹھن سفر کیا اور

زرِکثیر خرچ کیا اور ملک و مال اور آل واولاد اور گھر بار اور کاروبار چھوڑا تو کس لئے، کیا یہی کھانا پینا اور گپ شپ اور حقہ نوشی وغیرہ پھر میسر نہیں آئے گا۔

بہر حال آج ۹ ذوالحج میں عرفات کے میدان میں وقوف ٹھہرنے کا نام حج ہے اور حج کا پہلا فرض ہے اور اس کا وقت آج ۹ ذوالحج کے زوال کے بعد سے لے کر ۱۰ ذوالحج کی طلوعِ فجر تک ہے۔ اندریں وقت تھوڑی دیر کے لئے بھی صحیح ہو جائے گا ورنہ حج نہ ہوگا۔

ایسے ہی اگر عرفات کے میدان کے علاوہ کسی دوسری جگہ ٹھہر گیا تو بھی حج نہ ہوگا اور میدانِ عرفات کے لئے حکومت نے علامات ونشانات لگوا دیئے ہیں لیکن افسوس کہ آج کل مطونین (معلمین) حدودِ عرفات سے باہر خیمہ جات لگوا دیتے ہیں اور وہیں پر حجاج کو بٹھائے رکھتے ہیں اور پھر انہیں وقوفِ عرفات یعنی اس مجمع سے روکتے ہیں جہاں تمام لوگ اکٹھے ہو کر دعائیں مانگ رہے ہوتے ہیں بلکہ انہیں طرح طرح کے ڈر سناتے ہیں۔ حجاج کو چاہیے ان کی ایک نہ سنیں کیونکہ یہ خاص نزولِ رحمت عام کی جگہ ہے۔ ہاں عورت اور کمزور مرد یہیں سے کھڑے ہو کر دعا میں شامل ہوں۔ بطن (بطن عرنہ عرفات میں ایک نالہ ہے جس پر حکومت نے علامات قائم کئے ہیں۔ اس نالہ میں ہرگز نہ ٹھہریں ورنہ حج نہ ہوگا)۔ عرنہ کے سوا سارا میدان موقف ہے اور یہ بھی تصور کریں کہ ہم اس مجمع میں حاضر ہیں۔ اس مجمع سے اپنے آپ کو الگ نہ سمجھیں اس مجمع میں یقیناً بکثرت اولیاء عظام اور انبیاء کرام حضرت الیاس وخضر علیہم الصلوٰۃ والسلام موجود ہیں۔ تصور کریں کہ انوار وبرکات جو اس مجمع میں ان پر اتر رہے ہیں ان کا صدقہ ہم بھکاریوں کو بھی پہنچتا ہے۔ یوں الگ ہو کر بھی شامل رہیں گے اور جس سے ہو سکے تو وہاں کی حاضری چھوڑنے کی چیز نہیں۔

عرفات میں ٹھہرنے کا طریقہ

☆ افضل یہ ہے کہ جبل رحمت کے قریب جہاں سیاہ پتھر کا فرش ہے روبقبلہ کھڑا

ہوں (وہاں ذکرودعا کے لیے کھڑا ہونا) جبکہ ان فضائل کے حصول میں دقت یا کسی کی اذیت نہ ہو ورنہ جہاں اور جس طرح ہو سکے وقوف کریں۔ نماز امام کی داہنی جانب اور بائیں روبرو سے افضل ہے، یہ وقوف ہی حج کی جان اور اس کا بڑا رکن ہے۔

☆ بعض جاہل یہ حرکت کرتے ہیں کہ پہاڑ پر چڑھ جاتے ہیں اور وہاں کھڑے رومال ہلاتے رہتے ہیں اس سے بچیں اور ان کی طرف بھی برا خیال نہ کرو، یہ وقت اوروں کے عیب دیکھنے کا نہیں اپنے عیبوں پر شرمساری اور گریہ وزاری کا ہے۔

☆ غرضیکہ کوئی کہیں ہو سب ہمہ تن صدق دل سے اپنے کریم مہربان رب کی طرف متوجہ ہو جائیں اور میدان قیامت میں حساب اعمال کے لیے اس کے حضور حاضری کا تصور کریں، نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ لرزتے، کانپتے، ڈرتے، امید کرتے، آنکھیں بند کیے، گردن جھکائے، دستِ دعا آسمان کی طرف سر سے اونچے پھیلائیں، یہاں پر دعا کے لئے ہاتھ اُٹھانا سنت ہے، جب تھک جائے ہاتھ چھوڑ کر دعا مانگ سکتا ہے۔ تکبیر، تہلیل، تسبیح، لبیک، حمد، ذکر، دعا، توبہ، استغفار میں ڈوب جائیں، کوشش کریں کہ ایک قطرہ آنسوؤں کا ٹپکے کہ دلیل اجابت وسعادت ہے ورنہ رونے کا سامنہ بنائیں کہ اچھوں کی صورت بھی اچھی، دوران دعا وذکر میں لبیک کی بار بار تکرار کریں۔ آج کے دن کی دعائیں بہت مقبول ہیں، اور سب سے بہتر یہ ہے کہ سارا وقت درود پاک، ذکر، تلاوت قرآن میں گزاریں کہ بوعدۂ حدیث دعا والوں سے زیادہ پاؤ گے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن پکڑیں، سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وسلیہ پیش کر کے، اپنے گناہ اور اس کی قہاری یاد کر کے بید کی طرح لرزیں اور یقین جانیں کہ اس کی مار سے اسی کے پاس پناہ ہے۔ اس سے بھاگ کر کہیں جا نہیں سکتے، اس کے در کے سوا کہیں ٹھکانا نہیں، لہٰذا ان شفیعوں کا دامن لیے اس کے عذاب سے اسی کی پناہ مانگیں اور اسی حالت میں رہیں کہ کبھی اس کے غضب کی یاد سے دل کانپ جاتا ہے اور کبھی اس کی رحمت کی امید سے مرجھایا دل نہال ہوا جاتا ہے اور یونہی تضرع

وزاری میں رہیں یہاں تک کہ آفتاب ڈوب جائے اور رات کا لطیف جز آجائے اس سے پہلے کوچ منع ہے، بعض جلد بازی سے چل دیتے ہیں، بعض کو معلمین مجبور کرتے ہیں ، ہرگز ان کا ساتھ نہ دیں۔ غروب تک ٹھہرنے کی ضرورت نہ ہوتی تو عصر ظہر سے ملا کر پڑھنے کا حکم کیوں ہوتا اور کیا معلوم کہ رحمت الٰہی کس وقت توجہ فرمائے، اگر تمہارے چلے جانے کے بعد نازل ہوئی تو معاذ اللہ کیسا خسارہ ہے، اور اگر غروب سے پہلے حدودِ عرفات سے نکل گئے جب تو پورا جرم ہے اور جرمانہ میں قربانی دینی آئے گی، بعض (مطوف) معلمین کے کاندرے یہاں یوں ڈراتے ہیں کہ رات میں خطرہ ہے یہ دو ایک کے لیے ٹھیک ہے اور جب قافلہ کا قافلہ ٹھہرے گا تو ان شاء اللہ کچھ اندیشہ نہیں۔

☆ ایک ادب واجب الحفظ اس دن کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سچے وعدوں پر بھروسا کر کے یقین کرے کہ آج میں گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو گیا جیسا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا، اب کوشش کریں کہ آئندہ گناہ نہ ہوں اور جو داغ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے میری پیشانی سے دھویا ہے پھر نہ لگے۔

مکروہاتِ وقوفِ عرفات

☆ غروب آفتاب سے پہلے وقوف چھوڑ کر روانگی جب کہ غروب تک حدود عرفات سے باہر نہ ہو جائے ورنہ حرام ہے۔

☆ نماز ظہر وعصر ملانے کے بعد موقف کو جانے میں دیر

☆ اس وقت سے غروب تک کھانے پینے و دیگر کسی کام میں مشغول ہونا۔

☆ دنیوی بات کرنا۔

☆ غروب پر یقین ہو جانے کے بعد روانگی میں تاخیر کرنا۔

☆ مغرب یا عشاء عرفات میں پڑھنا۔

تنبیہ

موقوف میں چھتری لگانے یا کسی طرح سایہ چاہنے سے حتی المقدور اجتناب کریں ہاں مجبوری ہوتو پھر کوئی حرج نہیں۔ یہاں کی چند مخصوص دعائیں ہیں جنھیں فقیر نے رسالہ ''حج اورزیارتِ گنبد خضراء کی دعائیں وآداب'' میں ذکر کی ہیں۔ ویسے عربی کے علاوہ ہر بولی میں جس طرح چاہے دعا مانگ سکتے ہیں۔

عرفات سے مزدلفہ کوروانگی

جب غروب آفتاب کا یقین ہو جائے فوراً مزدلفہ کو چلیں اور امام کے ساتھ جانا افضل ہے مگر وہ دیر کرے تو اس کا انتظار نہ کریں۔ راستے بھر ذکر، درود دعا لبیک وزاری وبکا میں مصروف رہیں۔ وہاں چلیں جہاں گنجائش پائیں اور اپنی یا دوسروں کی تکلیف کا احتمال نہ ہو۔ جب مزدلفہ نظر آئے بشرط قدرت پیدل چلنا بہتر ہے۔ مزدلفہ عرفات کے میدان سے مغرب کی طرف تین میل اور منیٰ سے مشرق کی طرف تین میل پر ہے اور اس کے اندر داخل ہونے سے پہلے غسل کر کے داخل ہونا افضل ہے اگر موقعہ نہ ملے تو کوئی حرج نہیں۔ مزدلفہ میں حتی الامکان جبل قزح کے پاس راستے سے بچ کر اتریں ورنہ جہاں جگہ ملے۔

دسویں ذوالحج کی شب

غالباً وہاں پہنچتے پہنچتے شفق ڈوب جائے گی، مغرب کا وقت نکل جائے گا، اسباب اتارنے سے پہلے امام کے ساتھ مغرب وعشاء پڑھیں اور اگر وقت باقی رہے جب بھی ابھی مغرب ہرگز نہ پڑھیں نہ عرفات میں پڑھیں نہ راستے میں کہ اس دن یہاں نماز مغرب وقت مغرب میں پڑھنا گناہ ہے اگر پڑھ لی تو عشاء کے وقت پھر پڑھنی ہوگی۔ یہاں پہنچ کر مغرب وعشاء میں بہ نیت ادا نہ کہ بہ نیت قضاء حتی الامکان جماعت کے ساتھ پڑھیں، نماز مغرب کا سلام پھیرتے ہی معاً عشاء کی جماعت ہوگی، عشاء کے

فرض پڑھیں، اس کے بعد مغرب وعشا کی سنتیں اور وتر پڑھیں آپ کے قافلہ میں اگر صحیح العقیدہ سنی امام ہو تو جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں نہ مل سکے تو تنہا پڑھیں۔

باقی رات ذکر لبیک و درود و دعا میں گزاریں کہ یہ بہت افضل جگہ ہے اور بہت افضل رات ہے زندگی ہو تو اور سونے کو بہت سی راتیں ملیں گی اور یہاں یہ رات خدا جانے دوبارہ کسے ملے اور نہ ہو سکے تو خیر باوضو سو جائیں کہ فضول باتوں سے سونا بہتر ہے اور اتنے پہلے اٹھ کر صبح چمکنے سے پہلے ضروریات وطہارت سے فارغ ہو لیں، آج نماز فجر بہت اندھیرے میں پڑھی جائے گی، کوشش کریں کہ جماعت امام بلکہ پہلی تکبیر فوت نہ ہو کہ عشاء وصبح جماعت سے پڑھنے والا پوری شب بیداری کا ثواب پاتا ہے۔

دسویں ذوالحج کا دن

حاجی صاحبان تیار ہو جائیں۔ اب دربارِ اعظم کی دوسری حاضری کا وقت آیا۔ کرم کے دروازے کھولے گئے ہیں کل عرفات میں حقوق اللہ معاف، یہاں حقوق العباد معاف فرمانے کا وعدہ ہے۔ آج عید الاضحیٰ کا دن ہے کیونکہ اس میں حج کے بہت سے فرائض وواجبات ادا کرنے ہیں اسی لئے حاجیوں کو عید معاف ہے۔ مشعر الحرام میں یعنی خاص پہاڑی پر اور جگہ نہ ملے تو اس کے دامن میں اور نہ ہو سکے تو وادیٔ محسر کے سوا جہاں گنجائش پائیں وقوف کریں اور تمام باتیں جو وقوف عرفات میں ذکر کی گئیں ملحوظ رکھیں۔ جب طلوع آفتاب میں دو رکعت پڑھنے کا وقت رہ جائے قافلے کے ساتھ منیٰ کو چلیں اور یہاں سے سات چھوٹی چھوٹی کنکریاں بڑے چنے یا کھجور کی گٹھلی کے برابر پاک جگہ سے اٹھا کر تین بار دھو کر اپنے ساتھ لے جائیں، خبردار کسی پتھر کو توڑ کر کنکریاں نہ بنائیں۔ اگر کسی اور جگہ سے کنکریاں اُٹھالی تو جائز ہے لیکن جمرات کے پاس سے کنکریاں نہ اُٹھائے اس لئے کہ یہ مردود ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کا حج قبول ہوتا ہے اس کی کنکریاں اُٹھالی جاتی ہیں اور جو کنکریاں جمرہ کے پاس پڑی رہ جاتی ہیں وہ غیر مقبول حج کی ہوگی ہیں اگر کوئی ان کو اُٹھا کر رمی کرے تو باکراہت جائز

ہے۔ جب وادیٔ محسر۲ پہنچیں بہت تیزی کے ساتھ چل کر نکل جائیں، کسی کو ایذا نہ دیں یہ منیٰ مزدلفہ کے بیچ ایک نالہ ہے۔ دونوں کی حدود سے خارج مزدلفہ سے منی کو جاتے ہوئے بائیں ہاتھ کو جو پہاڑ آتا ہے اس کی چوٹی سے شروع ہو کر ۴۵۴ ہاتھ تک یہاں اصحاب الفیل آ کر ٹھہرے اور ان پر عذاب ابابیل اترا تھا۔ اس سے جلد گزرنا اور عذابِ الٰہی سے پناہ مانگنا چاہیے ۔آج کل حکومت نے اس کے شروع میں تختہ لگا دیا ہے۔

۱ جمرات کنکریاں مارنے کی جگہ کو کہتے ہیں جنہیں عرف میں شیطان کہا جاتا ہے۔

۲ وادیٔ محسر مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان ہے جس کا طول پانچ سو پینتالیس گز ہے اس جگہ اصحاب الفیل نے قیام کیا تھا اس لئے یہاں ٹھہرنا منع ہے۔

فائدہ

منیٰ اور مکہ مکرمہ کے درمیان میں تین چھوٹے چھوٹے ستون بنے ہوئے ہیں انہیں جمرات کہتے ہیں پہلا جو منیٰ سے قریب ہے جمرہ اولیٰ کہلاتا ہے اور بیچ کا جمرہ وسطی اور اخیر کا مکہ معظمہ کے قریب ہے جمرۃ العقبہ ان کے بالمقابل تختے لگے ہوئے ہیں ان پر بڑا شیطان، درمیانہ شیطان اور چھوٹا شیطان لکھا ہوا ہے۔

☆ راستے بھر ذکر ودعا و درود و بکثرت لبیک میں مشغول رہیں اور اس عرصہ میں یہ دعا کرتے جائیں:

اَللّٰهُمَّ لَاتَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَاتُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ

الٰہی! اپنے غضب سے ہمیں قتل نہ کر اور اپنے عذاب سے ہمیں ہلاک نہ کر اور اس سے پہلے ہمیں عافیت دے۔

منیٰ کی حاضری

جب منیٰ نظر آئے وہی دعا پڑھیں جو کہ مکہ سے آتے منیٰ کو دیکھ کر پڑھی تھی۔ ۱۰

ذوالحجہ کو منیٰ میں پہنچ کر جمرۃ عقبہ[1] کی رمی کریں۔ رمی کا طریقہ یہ ہے کہ جمرہ کے سامنے نشیب میں کم از کم پانچ گز کے فاصلہ پر اس طرح کھڑا ہو کہ منیٰ داہنی جانب ہو اور کعبہ بائیں جانب پھر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر رکھ کر شہادت کی انگلی سے سات کنکریاں یکے بعد دیگرے پے در پے اللہ اکبر کہہ کر جمرہ پر ماریں۔ اگر یہ دشوار ہو تو انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے پکڑ کر ماریں اور ہر کنکری پھینکتے وقت یہ دعا پڑھنی افضل ہے۔ (اگر زبانی یاد ہو)

''بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ رَجْمًا للشیطن ورضاً لِلرّحمنِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حجاً مبروراً وسعیاً مشکوراً وذنباً مغفورا''

اور کنکریاں پھینکتے وقت ہاتھ اتنا بلند ہو کر بغل نظر آئے اور ضروری ہے کہ کنکریاں جمرہ پر لگیں یا اس کے آس پاس تین گز تک گرے ورنہ اس کے بدلے دوسری کنکری پھینکنا پڑے گی اس رمی کے بعد تلبیہ پڑھنا موقوف کر دے۔ اس رمی کا وقت دسویں کی صبح صادق سے گیارہویں کی صبح صادق تک ہے مگر طلوعِ آفتاب سے زوال تک مسنون وقت ہے اور زوال سے غروبِ آفتاب تک مباح وقت ہے اور غروبِ آفتاب سے صبح صادق تک مکروہ اور معذور اور عورتوں کے بلا کراہت جائز ہے۔ اگر کسی نے گیارہویں کی طلوعِ فجر تک رمی نہ کی تو دم دینا واجب ہے۔ حلق رمی سے پہلے جائز نہیں۔

[1] یہ جمرہ منیٰ کے ختم پر مکہ مکرمہ کی طرف واقع ہے۔

حج کے احرام سے حلال ہونا اور قربانی کے احکام

جمرہ عقبہ کی رمی سے فارغ ہو کر اب قربانی میں مشغول ہوں، یہ وہ قربانی وہ نہیں جو عید الضحیٰ میں ہوتی ہے کیونکہ وہ تو مسافر پر نہیں ہے مقیم مالدار پر واجب ہے اگرچہ حج میں ہو بلکہ یہ حج کا شکرانہ ہے۔ قارن و متمتع پر واجب اگرچہ فقیر بھی ہو۔ اور مفرد کے لیے مستحب اگرچہ غنی ہو، جانور کی عمر و اعضاء میں وہی شرطیں ہیں جو عید الضحیٰ کی قربانی میں ہیں۔

فائدہ

محتاج محض جس کی ملک میں نہ قربانی کے لائق کوئی جانور ہو نہ اتنا نقد یا اسباب کہ اسے بیچ کر لے سکے وہ اگر قران یا تمتع کی نیت کرے گا تو اس پر قربانی کے بدلے دس روزے واجب ہوں گے تین تو حج کے مہینوں میں یعنی یکم شوال سے نویں ذی الحج تک احرام باندھنے کے بعد اس درمیان جب چاہے رکھ لے مسلسل رکھے خواہ جدا جدا اور بہتر ہے کہ ۷، ۸، ۹ کو ہوں اور باقی سات تیرھویں کے بعد جب چاہے رکھے اور بہتر یہ ہے کہ گھر پہنچ کر رکھے۔

☆ حج کی قربانی کے جانور کو ذبح کرنا آتا ہو تو آپ ذبح کریں کہ سنت ہے ورنہ بوقت ذبح حاضر رہیں۔

خبردار۔ بنک میں قربانی کی رقم کی کٹوتی کا کوئی اعتبار نہیں خود قربانی کا اہتمام کریں اگر قافلہ ہو تو معتمد حضرات کو قربانی کی ذمہ داری سپرد کریں۔

☆ قربانی کے جانور کو روبقبلہ لٹا کر اپنا چہرہ بھی قبلہ کی طرف کریں اور تکبیر کہتے ہوئے نہایت تیز چھری سے بہت جلد اتنی پھیریں کہ چاروں رگیں کٹ جائیں، زیادہ ہاتھ نہ بڑھائیں کہ بے سبب کی تکلیف ہے۔

☆ بہتر یہ ہے کہ وقت ذبح قربانی والے جانور کے دونوں ہاتھ اور ایک پاؤں باندھ لیں، ذبحہ کر کے کھول دیں۔

☆ اونٹ ہو تو اسے کھڑا کر کے سینہ میں گلے کے انتہا پر تکبیر کہہ کر نیزہ ماریں کہ سنت یونہی ہے اور اس کا ذبحہ کرنا مکروہ۔ مگر حلال ذبحہ سے بھی ہو جائے گا اور گلے پر ایک جگہ سے ذبحہ کریں۔ جاہلوں میں جو مشہور ہے کہ اونٹ تین جگہ سے ذبحہ ہوتا ہے غلط و خلافِ سنت اور مفت کی اذیت اور مکروہ ہے۔

☆ کسی ذبیحہ کو جب تک سرد نہ ہو کھال نہ اتاریں، اعضاء نہ کاٹیں کہ ایذا ہے۔

☆ یہ قربانی کر کے اپنے اور تمام مسلمانوں کے حج و قربانی قبول ہو جانے کی دعا

کریں۔

☆ قربانی کے بعد رخ قبلہ کی طرف کر کے مرد حلق کریں یعنی سارا سر منڈائیں کہ افضل ہے یا بال کترِوائیں کہ رخصت ہے اور عورتوں کو حلق حرام ہے ایک پور برابر بال کترِوادیں۔

☆ حلق ہو یا تقصیر دہنی طرف سے ابتداء کریں اور اس وقت "اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ط وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ ط" بعد فراغت بھی کہیں، اہل اسلام کی بخشش کے لئے دعا مانگیں۔

☆ بال دفن کریں اور ہمیشہ بدن سے جو چیز بال، ناخن، کھال جدا ہو تو دفن کرنا بہتر ہے۔

☆ اب عورت سے صحبت کرنے، شہوت سے ہاتھ لگانے، گلے لگانے، بوسہ لینے، دیکھنے کے سوا جو کچھ احرام نے حرام کیا تھا سب حلال ہو گیا۔ ہاں یہ امور اور جماع طوافِ زیارت سے فارغ ہونے کے بعد حلال ہوگا۔

طوافِ زیارت

ذبحہ اور حلق کے بعد ظہر سے پہلے منیٰ سے آج ہی دسویں ذوالحج کو مکہ مکرمہ میں آئیں اور طوافِ زیارت کریں۔ یہ طواف اسی دسویں کے دن کرنا افضل ہے۔ یہ حج کا آخری رکن ہے جو کسی حالت میں ساقط نہیں ہوتا۔ طوافِ زیارت میں نیت کرنا فرض ہے اور چار شوط (چکر) فرض ہیں اور باقی تین شوط (چکر) پورے کرنا واجب ہے۔ اگر پہلے طوافِ قدوم کے ساتھ سعی کر چکا ہو تو اب بغیر رمل اور اضطباع کے طوافِ زیارت کرے اگر سعی نہیں کی تھی تو اب اس طواف میں پہلے تین شوط (چکر) میں رمل کرے اور پھر سعی کرے۔ اس طواف میں اضطباع نہیں اس لئے کہ اب احرام اتار کر سلے ہوئے کپڑے پہن لیں۔ قارن و مفرد طواف وقدوم میں اور متمتع بعد احرام حج کسی طواف نفل میں حج کی رمل و سعی دونوں خواہ صرف سعی کر چکے ہوں تو اس طواف رمل و سعی دونوں اس

طواف فرض میں کریں۔ کمزور اور عورتیں اگر بھیڑ کے سبب دسویں کو نہ جائیں تو اس کے بعد گیارہویں کو افضل ہے اور اس دن یہ فائدہ ہے کہ مطاف خالی ملتا ہے رش کم ہوتا ہے بعض اوقات تو عورتوں کو بھی اطمینان سے ہر پھیرے میں حجر اسود کا بوسہ ملتا ہے۔ اس کا افضل وقت دسویں کا دن ہے اگر اس دن نہیں کر سکا تو گیارہویں تاریخ کو جائے۔ جو گیارہویں کو نہ جائے بارہویں کو جائے اس کے بعد بلا عذر تاخیر گناہ ہے جرمانے میں قربانی کرنے پڑے گی ہاں مثلاً عورت کو حیض ونفاس آ گیا تو وہ ان کے ختم کے بعد کرے۔ بہر حال بعد طواف دو رکعت بدستور پڑھیں۔ اس طواف سے عورتیں بھی حلال ہو جائیں گی۔ حج پورا ہو گیا کہ اس کا دوسرا رکن یہ طواف تھا۔ طواف کے بعد منیٰ میں واپس آ جائیں کیونکہ ذوالحج کی دسویں، گیارہویں، بارہویں راتیں منیٰ ہی میں بسر کرنا سنت ہے، نہ مزدلفہ میں نہ مکہ مکرمہ میں نہ راہ میں تو جو دس یا گیارہ کو طواف کے لیے گیا واپس آ کر رات منیٰ ہی میں گزارے۔ گیارہویں تاریخ بعد نماز ظہر امام کا خطبہ سن کر (اگر ممکن ہو) پھر رمی کو چلیں، ان ایام میں رمی جمرۃ اولیٰ سے شروع کریں جو مسجد خیف سے قریب مزدلفہ کی طرف ہے بدستور کعبہ کی طرف منہ کریں ''بسم اللہ اللہ اکبر'' کہہ کر سات کنکریاں (جو طریقہ پہلے ذکر کیا ہے) مار کر جمرہ اولیٰ سے کچھ آگے بڑھیں اور دعا واستغفار میں کم سے کم بیس آیتیں پڑھنے کی مقدار مشغول ہوں ورنہ پون پارہ یا سورہ بقرہ پڑھنے کی مقدار تک ورنہ صرف دعا مانگ کر یہ بھی قبولیت کا وقت ہے۔ پھر جمرہ وسطیٰ پر جا کر ایسا ہی کریں جیسا جمرہ اولیٰ میں کیا ہے۔ پھر جمرہ عقبیٰ پر مگر یہاں رمی کر کے نہ ٹھہریں فوراً واپس آئیں اور دعا کریں۔ جمرات کی رمی پیدل کرنا افضل ہے۔ بعینہٖ اسی طرح بارہویں تاریخ کو تینوں جمرات بعد زوال رمی کریں۔ بعض لوگ آج دوپہر سے پہلے رمی کر کے مکہ معظمہ کو چلے جاتے ہیں، یہ شریعت مطہرہ کے خلاف ہے۔ بارہویں کو رمی کر کے غروب آفتاب سے پہلے اختیار ہے کہ مکہ معظمہ روانہ ہو جائیں۔ مگر بعد غروب چلا جانا معیوب ہے۔ اب ایک دن اور ٹھہرنا اور تیرہویں کو

بدستور دوپہر ڈھلے رمی کر کے مکہ مکرمہ جانا ہوگا اور یہی افضل ہے مگر عام لوگ بارہویں کو چلے جاتے ہیں تو ایک رات دن یہاں قیام میں قلیل جماعت کو دقت ہے۔ گیارہویں بارہویں کی رمی دوپہر سے پہلے ہرگز صحیح نہیں ہاں تیرہ تاریخ کی رمی زوال سے پہلے جائز تو ہے مگر مکروہ ہے۔

مکروہاتِ رمی

☆ دسویں کی رمی دوپہر بعد کرنا

☆ تیرہویں کی رمی دوپہر سے پہلے کرنا

☆ رمی میں بڑا پتھر مارنا

☆ توڑ کر بڑے پتھر کی کنکریاں مارنا

☆ جمرہ کے نیچے جو کنکریاں پڑی ہیں اٹھا کر مارنا کہ یہ مردود کنکریاں ہیں جو قبول ہوتی ہیں۔ قیامت کے دن نیکیوں کے پلے میں رکھنے کو اٹھائی جاتی ہیں ورنہ جمروں کے گرد پہاڑ جمع ہو جاتے۔

☆ ناپاک کنکریاں مارنا۔

☆ سات سے زیادہ مارنا۔

☆ رمی کے لیے جو جہت مذکور ہوئی اس کا خلاف کرنا۔

☆ جمرہ سے پانچ ہاتھ سے کم فاصلہ پر کھڑا ہونا۔

☆ جمرات میں خلافِ ترتیب کرنا۔

☆ مارنے کے بدلے کنکری جمرے کے پاس ڈال دینا۔

☆ قربانی کے آخری دن یعنی بارہویں تاریخ کو غروبِ آفتاب سے پہلے بلا کراہت منیٰ سے آ کر سکتا ہے اور غروبِ آفتاب کے بعد آنا مکروہ ہے اور اگر تیرہویں تاریخ کو صبح ہو گئی تو اب بغیر رمی کے آنا جائز نہیں۔

منیٰ سے مکہ مکرمہ کو روانگی

۱۲/ ذوالحج کو زوال کے بعد ۱۳/ تاریخ کو رمی جمرات سے فارغ ہو کر عاجزی وانکساری، خشوع وخضوع کے ساتھ حق تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوا مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہوں اور راستہ میں تھوڑی دیر کے لئے وادیٔ محصب میں ٹھہرنا سنت ہے اور افضل یہ ہے کہ وہاں مسجد میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء چاروں نمازیں پڑھیں اور کچھ آرام کریں پھر مکہ مکرمہ آئیں۔ اگر طوافِ زیارت نہیں کیا تھا تو بارہویں کو غروبِ آفتاب سے پہلے طوافِ زیارت کریں۔ الحمدللہ حج پورا ہوگیا اب جب تک دل چاہے مکہ مکرمہ میں قیام کرے اور وہاں کے اوقات کو غنیمت جانیں اور ہر وقت عبادت میں مشغول رہیں اور جس قدر ہو سکے نفلی طواف اپنی اور اپنے مرشد واستاذ اور والدین خصوصاً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام اور اہل بیت عظام وحضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی طرف سے جتنے ہو سکیں عمرے کرتے رہیں۔

مکہ معظّمہ کے مقیم کے لئے احرام کا طریقہ

تنعیم یعنی مکہ معظّمہ سے شمال کی طرف یعنی مدینہ طیبہ کی طرف تین میل کے فاصلہ پر (مسجد عائشہ) ہے وہاں سے عمرہ کا احرام جس طرح اوپر بیان ہوا باندھ کر آئیں اور طواف وسعی حسبِ دستور کر کے حلق یا تقصیر کر لیں عمرہ ہوگیا۔ جو حلق کر چکا مثلاً اسی دن دوسرا عمرہ کیا وہ سر پر استرا پھروالے کافی ہے یونہی وہ جس کے سر پر بال نہ ہوں۔

طواف الوداع

اس طواف کا نام طوافِ صدر اور طواف الوداع ہے۔ یہ باہر والوں پر واجب ہے۔ جب روانگی کا وقت آجائے تو طواف الوداع رمل وسعی واضطباع کے بغیر بجالائیں ہاں وقتِ رخصت عورت حیض ونفاس میں ہو اس پر نہیں پھر دو رکعت مقامِ ابراہیم میں پڑھیں۔ پھر زم زم پر آکر اسی طرح پانی پئیں، بدن پر ڈالیں، پھر دروازۂ کعبہ کے

سامنے کھڑے ہوکر آستانۂ پاک کو بوسہ دیں اور قبول وبار بار کی حاضری کی دعا مانگیں، پھر ملتزم پر آکر غلافِ کعبہ تھام کر اسی طرح چمٹیں، ذکر درود اور دعا کی کثرت کریں، پھر حجر پاک کو بوسہ دیں جس قدر آنسو بہا سکتے ہیں بہائیں پھر الٹے پاؤں رخ با کعبہ یا سیدھے چلنے میں بار بار پھر کر کعبہ کو حسرت سے دیکھے، اس کی جدائی پر روتے یا رونے کا منہ بنائیے، مسجد الحرام کے دروازے سے بایاں پاؤں پہلے باہر نکالیں۔

حیض ونفاس والی عورت دروازۂ مسجد پر کھڑی ہوکر کعبہ معظّمہ کو بہ نگاہِ حسرت دیکھے۔ دعا کرتے ہوئے واپس آئے پھر بقدر قدرت فقرائے مکہ مکرمہ پہ تصدق کر کے متوجہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ ہوں (باللہ التوفیق)

حج کے چند اہم اور ضروری مسائل

دورِ حاضر میں الحمدللہ حرمین طیبین کی حاضری کی سعادت نہایت آسان ہوگئی ہے اس لئے اب عمرہ کے لئے لاکھوں کی تعداد سال بھر اس سعادت سے بہرہ ور ہوتی ہے لیکن مسائل سے ناواقفیت کی وجہ سے ہزاروں خرابیوں کا شکار ہوجاتے ہیں۔ فقیر یہاں چند مسائل کی نشاندہی کرتا ہے۔

☆ اہلِ نصاب کے علاوہ فقراء ومساکین پر مکہ معظّمہ میں کعبہ شریف کی زیارت پر حج فرض ہوجاتا ہے خواہ ایام الحج میں ہوں یا دوسرے ایام احناف کے نزدیک اس پر زندگی میں حج ادا کرنا ضروری ہے اگر نہیں کریگا تو وہی سزا پائے گا جو صاحبِ ثروت حج نہ کرنے والا۔ منسلک قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے "واما سبب الحج فهو البيت" بہرحال حج کا سبب بیت اللہ شریف ہے۔ اس کی شرح ارشاد الساری میں ہے "اى لاضافة اليه يقال حج البيت والاضافة دليل السببة" یعنی حج کی بیت کی طرف اضافت ہے مثلاً کہا جاتا ہے حج البیت اور اضافت سببیت کی دلیل ہے۔ پھر یہی شارح پر لکھتے ہیں "قال فى منسك الكبير اعلم ان الفقير اذاوصل الى مكة او الميقات فقد صرحو بوجوب الحج" منسک کبیر میں ہے کہ فقیر مسکین

جب مکہ شریف یا میقات تک پہنچتا ہے تو فقہاء کی تصریح ہے کہ اس پر حج فرض ہو گیا۔
اس کے بعد لکھا کہ "**واطلاقھم الفقیر اذا وصل الی المیقات وجب علیه یدل علیٰ عدم اشتراط الاشھر فی حقه**" ان کا مطلق کہنا کہ جب فقیر میقات تک پہنچے تو اس پر حج فرض ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے حق میں اشہر الحج کی کوئی شرط نہیں۔

اس کے مزید حوالے ودلائل فقیر کے رسالہ "**اسکاتة الحج فی استطاعة الحج**" میں پڑھیے۔

☆ دیگر ممالک سے آنے والے عمرہ کی نیت کر کے احرام جدہ میں باندھتے ہیں اس طرح سے دم لازم آگیا انہیں چاہیے تھا ہوائی جہاز پر ہے تو ایئر پورٹ یا گھر سے احرام باندھتے، بحری میں ہیں تو احرام باندھنے کے متعلق دورانِ سفر اعلان ہوتا ہے یا اس کی یہ صورت ہو کہ جہاز پر بیٹھتے وقت صرف جدہ جانے کی نیت کرے پھر جدہ جا کر احرام باندھ سکتے ہیں۔

☆ بعض حضرات صفا ومروہ کی سعی کے بعد سر نہیں منڈواتے یا قینچی والوں سے تھوڑے سے بال کٹوا کر کپڑے پہن لیتے ہیں ایسا کرنے سے دم لازم آئے گا ورنہ عمرہ ضائع جائے گا۔ اس لئے عمرے والے کو لازم ہے کہ سعی کے بعد سر منڈائے پھر غسل کر کے کپڑے پہن سکتا ہے۔

☆ بعض حاجی حج کے شوق میں اور عمرہ کے شوق میں گھر کا اثاثہ بیچ کر عمرہ کے لئے روانہ ہو جاتے ہیں گھر پر اہل وعیال دردر کے دھکے کھاتے پھرتے ہیں ایسے اصحاب کا حج ان کے منہ پر مارا جائے گا۔

حرم شریف کے مقدس مقامات

آیات بینات

اللہ تعالیٰ نے اس مقدس شہر میں اپنی آیاتِ بینات کا مژدہ سنایا ہے اوران آیاتِ بینات میں سے چندایک فقیراویسی غفرلہٗ یہاں عرض کردیتا ہے۔

مقام ابراہیم

خانہ کعبہ سے تقریباً سوا13 میٹر مشرق کی جانب مقام ابراہیم قائم ہے۔ یہ وہ پتھر ہے جو بیت اللہ کی تعمیر کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے قد سے اونچی دیوار قائم کرنے کیلئے استعمال کیا تھا تاکہ وہ اس پراونچے ہوکر دیوار تعمیر کریں۔

1967ء سے پہلے اس مقام پرایک کمرہ تھا مگراب سونے کی ایک جالی میں بند ہے۔اس مقام کو مصلّیٰ کا درجہ حاصل ہے اس پتھر پر بطورِ معجزہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے صاف نشانات بقدر سات انگشت گڑھے ہوئے ہیں۔اب یہ پتھر جالی دار ستونوں کے چھوٹے سے قبہ میں بند ہے یہ قبہ بابِ کعبہ کے سامنے مشرقی طرف ہے۔سورۃ البقرہ میں "وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ"(پ ا۔البقرۃ،آیت ۱۲۵)"اورابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کونماز کا مقام بناؤ" کا قرآنی ارشاد ہے۔ اب بند ہونے کی وجہ سے اس کے اردگرد طواف کے نفل پڑھے جاتے ہیں۔

ہزاروں برس کے طویل زمانے سے اس بابرکت پتھر پر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مبارک قدموں کے نشان موجود ہیں۔اس طویل مدت سے یہ پتھر کھلے آسمان کے نیچے زمین پر رکھا ہوا ہے۔اس پر ہزاروں برساتیں گزر گئیں، ہزاروں آندھیوں کے جھونکے اس سے ٹکرائے بارہا حرم کعبہ میں پہاڑی نالوں سے برسات میں سیلاب آیااور یہ مقدس پتھر سیلاب کے تیز دھاروں میں ڈوبا رہا،کروڑوں انسانوں نے اس پر ہاتھ پھیرا مگراس کے باوجود آج تک حضرت خلیل علیہ السلام کے جلیل القدر

قدموں کے نشان اس پتھر پر باقی ہیں جو بلاشبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک بہت ہی بڑا اور نہایت ہی معظم معجزہ ہے۔ اور یقیناً "یہ پتھر خداوند قدوس کی آیات بینات اور کھلی ہوئی روشن نشانیوں میں سے ایک بہت بڑا نشان ہے۔ اور اس کی شان کا یہ عظیم الشان نشان ہر مسلمان کے لیے بہت بڑی عبرت کا سامان ہے کہ خداوند قدوس نے تمام مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ تم لوگ میرے مقدس گھر خانہ کعبہ کے طواف کے بعد اسی پتھر کے پاس دو رکعت نماز ادا کرو۔ تم لوگ نماز تو میرے لئے پڑھو اور سجدہ میرا ادا کرو لیکن مجھے یہ محبوب ہے کہ سجدوں کے وقت تمہاری پیشانیاں اس مقدس پتھر کے پاس زمین پر لگیں کہ جس پتھر پر میرے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کا نشان بنا ہوا ہے۔

درسِ ہدایت

مسلمانو! مقامِ ابراہیم کی عظمت شان سے یہ سبق ملتا ہے کہ جس جگہ اللہ کے مقدس بندوں کا کوئی نشان موجود ہو وہ جگہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت زیادہ عزت و عظمت والی ہے اور اس جگہ خدا کی عبادت خدا کے نزدیک بہت ہی بہتر اور محبوب تر ہے۔

اب غور کرو کہ مقامِ ابراہیم جب حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے قدموں کے نشان کی وجہ سے اتنا معظم و مکرم ہو گیا تو خدا کے محبوب کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار انور کی عظمت و بزرگی اور اس کے تقدس و شرف کا کیا عالم ہوگا کہ جہاں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف نشان ہی نہیں بلکہ خدا کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا جسم انور موجود ہے اور اس زمین کا ذرہ ذرہ انوار نبوت کی تجلیوں سے رشک آفتاب و غیرت ماہتاب بنا ہوا ہے۔ مسلمانو! کاش قرآن مجید کی یہ آیات لوگوں کی آنکھوں میں ایمانی بصیرت کا نور پیدا کریں تا کہ لوگ روضہ اقدس کی تعظیم و تکریم کر کے دونوں جہان میں مکرم و معظم بن جائیں اور اس کی توہین و بے ادبی کر کے شیطان کے پنجہ گمراہی میں

گرفتار نہ ہوں اور جہنم کے شدید عذاب میں مبتلاء نہ ہو جائیں اور کاش ان چمکتی ہوئی آیات بینات سے ان لوگوں کو عبرت حاصل ہو جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر منور کو مٹی کا ڈھیر کہہ کر اس کی توہین و بے ادبی کرتے رہتے ہیں اور گنبدِ خضراء کو منہدم کرنے اور گرا کر مسمار کر دینے اور نشان قبر مٹا دینے کے درپے رہتے ہیں۔

زم زم کا کنواں

یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف منسوب ہے، مروی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت حاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ملک شام سے لے کر مکہ مکرمہ آئے تو اسوقت حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر بہت چھوٹی تھی یعنی دودھ پیتے بچے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دونوں کو ایک بڑے درخت کے نیچے لا کر اتار دیا، پانی کی ایک مشک اور کھجوروں کی ایک تھیلی جو وہ اپنے ہمراہ لائے تھے ان کے پاس رکھ دی اس زمانہ میں نہ تو مکہ کی زمین پر کوئی آدمی بستا تھا اور نہ پانی وہاں تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت حاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اس جگہ چھوڑ کر شام کی جانب روانہ ہوئے۔ حضرت حاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو جاتے دیکھا تو عرض کیا سیدنا ابراہیم (علیہ السلام) ہم کو ایسی وادی میں جہاں کوئی انیس اور ہمدرد نہیں چھوڑ کر کہاں چلے؟ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کئی مرتبہ یہ الفاظ کہے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی طرف توجہ نہ کی۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُٹھیں اور ان کے پیچھے روانہ ہوئیں اور پوچھا ابراہیم! (علیہ السلام) کیا خداوند تعالیٰ نے تم کو اس کا حکم دیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ہاں میرا یہ فعل خدا کے حکم سے ہے۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا تب تو خداوند تعالیٰ ہم کو ضائع نہ کریگا۔ یہ کہہ کر حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا واپس چلی آئیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ تھوڑی دور پہنچ کر

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کی بیوی ہاجرہ اور بچہ اسماعیل نظروں سے غائب ہو گئے تو وہ کھڑے ہو گئے کعبہ کی جانب رُخ کیا اور دعا کے لئے ہاتھ اُٹھا کر کہا۔

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ۝ (پارہ ۱۳، سورۂ ابراہیم، آیت ۳۷)

اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے میں بسائی جس میں کھیتی ہوتی تیرے حرمت والے گھر کے پاس، اے ہمارے رب اس لئے کہ وہ نماز قائم رکھیں تو تو لوگوں کے کچھ دل ان کی طرف مائل کردے اور انہیں کچھ پھل کھانے کو دے شاید وہ احسان مانیں۔

آبِ زم زم کی برکت وفضیلت

۱۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بیت اللہ کا طواف (سات پھیرے) کرے اور مقامِ ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھے اور زم زم کا پانی پئے اُس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں خواہ کتنے ہی ہوں۔

۲۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ چاہ زم زم پر تشریف لائے، لوگوں نے ڈول میں بھر کر پانی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ڈول سے پانی پیا پھر ڈول کے بچے ہوئے پانی میں سے کلی فرمائی اور اس کے بعد پانی کو کنوئیں کے اندر ڈال دیا۔بعض راویوں کا بیان ہے کہ کنوئیں سے کھینچ کر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی خدمت میں پانی پیش کیا تھا۔

۳۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زم زم پانی ہر غرض کے لئے ہے جس مطلب سے اس کو پیا جائے وہ حاصل ہو جاتا ہے۔(ابن ماجہ)

۴۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی کو کوئی تحفہ یا

ہدیہ دینا چاہے تو اس کو چاہیے کہ وہ زم زم کا پانی پلائے۔

حکایت

یمن کے مشہور عالم ابو بکر عمر الشیتی کو استسقا ہو گیا تھا جب مرض نے شدت اختیار کی اور تکلیف بڑھ گئی تو وہ طبیب کے پاس گئے۔ طبیب نے اُن کو دیکھ کر منہ پھیر لیا اور اپنے دوستوں سے کہا کہ یہ شخص تین دن سے زیادہ نہیں رہ سکتا۔ آپ یہ سن کر بہت دل گرفتہ ہوئے معاً قلب میں یہ خیال پیدا ہوا کہ شفاء کی نیت سے زم زم کا پانی استعمال کیا جائے چنانچہ آپ چاہِ زم زم پر پہنچے اور خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ پانی پیتے ہی پیٹ میں انقطاع شروع ہوا اور خوب دست آئے۔ دست شروع ہوتے آپ نے اور پانی پیا یہاں تک کہ تمام مواد صاف ہو گیا اور بالکل شفاء حاصل ہو گئی۔

دُعا قبول ہوتی ہے

قاضی جمال بن عبداللہ ظہیر مشہور شافعی عالم اپنی کتاب جواہر مکنونہ میں لکھتے ہیں کہ چاہ زم زم کے قریب دعا قبول ہوتی ہے یعنی چاہ زم زم اُن مقامات میں سے جہاں دعا قبول ہوتی ہے۔

آبِ زم زم کے خواص

علماء نے آبِ زم زم کے یہ خواص لکھتے ہیں:

(۱) بخار کو دفع کرتا ہے۔ حدیث میں بھی آیا ہے کہ آبِ زم زم بخار کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔

(۲) دردِ سر کے لئے نافع ہے اور فوراً درد کو دور کرتا ہے۔

(۳) آبِ زم زم دنیا بھر کے پانیوں سے زیادہ سبک اور زیادہ وزنی ہے۔

(۴) آبِ زم زم کو دیکھنے سے آنکھ کی روشنی بڑھتی ہے۔

حکایت

فاکہی سے منقول ہے کہ مکہ مکرمہ کا ایک سن رسیدہ شخص بلادِ روم میں پکڑا گیا اور قیدی بنالیا گیا۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا کیا تو ہزمہٗ جبرئیل سے واقف ہے۔ قیدی نے کہا ہاں، بادشاہ نے پوچھا کیا تو برّہ کو جانتا ہے۔ قیدی نے کہا ہاں آج کل اُسے زم زم کہتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ ہم نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ جو شخص زم زم کے پانی کے تین چلو سر پر ڈالے گا وہ کبھی ذلیل نہ ہوگا۔ (اس کی تائید حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قول سے بھی ہو جاتی ہے)

پانی کو پیغام

شیخ وصی مغربی نے لکھا ہے کہ اگر شخص کو کسی وجہ سے پانی نقصان یا تکلیف پہنچاتا ہو وہ پانی کو مخاطب کر کے یہ الفاظ کہے ''اے پانی زم زم کا پانی تجھے سلام کہتا ہے'' پھر وہ پانی ضرر نہ پہنچائے گا۔

قوتِ قلبی

زم زم کا پانی قلب کو قوت دیتا ہے اور اضطراب وخوف کو دور کرتا ہے چنانچہ حافظ زین العابدین عراقی لکھتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک کو آبِ زم زم سے دھونے میں غالبًا یہی مصلحت تھی کہ آپ کا دل فرشتوں اور غیر محسوس اشیاء واشخاص کو دیکھ کر مرعوب نہ ہو۔

آبِ زم زم پینے کے آداب

علماء کہتے ہیں کہ جو شخص زم زم کو پینے کا ارادہ کرے اس کے چاہیے کہ وہ پانی کے برتن کو داہنے ہاتھ میں لے اور یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ بَلَغَنِیْ مِنْ نَبِیِّکَ اَنَّہٗ قَالَ مَآءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَہٗ اَللّٰھُمَّ

اَشْرِبُهٗ لِکَذَا

اے اللہ تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ زم زم کا پانی ہر اس غرض کے لئے ہے جس کے لئے اس کو پیا جائے اے اللہ میں اس کو اس غرض سے پیتا ہوں۔

اتنا پڑھ کر اپنی غرض کو بیان کرے اور پھر تین سانس میں پانی کو پیئے اور تینوں سانس کے بعد بسم اللہ کہے اور جب پانی پی چکے تو خدا کی حمد بیان کرے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی دُعا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب کوئی زم زم کا پانی پیئے تو یہ دعا کرے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَآءً مِّنْ كُلِّ دَآءٍ ط

ترجمہ: یا اللہ! میں تجھ سے علم نافع کا سوال کرتا ہوں اور فراخ رزق کا اور ہر بیماری سے شفا کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔

مشہور محدث حاکم بیان کرتے ہیں کہ اس دعا میں یہ (درجِ ذیل) الفاظ بھی شامل کرلئے جائیں تو بہتر ہے

وَقَلْبًا خَاشِعًا وَّذُرِّيَّةً طَيِّبَةً

اور قلب خاشع اور اچھی اولاد عطا فرما۔

فائدہ

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بھی دعا کا ذکر ہے۔

امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ نے فرمایا (جب بھی آبِ زم زم پئیں ہر پینے میں مختلف دعائیں مانگو)

مثلاً قیامت کی پیاس سے بچنے کے لئے پیو، کبھی عذاب قبر سے محفوظی کے لئے،

کبھی محبتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اضافے کے لئے، کبھی وسعتِ رزق کے لئے، کبھی شفائے امراض کے لئے، کبھی حصولِ علم کے لئے وغیرہا خاص مرادوں کے لئے پیو۔

اور فرمایا کہ آبِ زم زم جب بھی پیو خوب پیٹ بھر کر پیو۔ حدیث میں ہے ''ہم میں اور منافقوں میں یہ فرق ہے کہ وہ زمزم کو کھ بھر کر نہیں پیتے'' (انوار البشارۃ)

دافع نفاق

امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی فرمایا کہ چاہ زم زم کے اندر نظر کرو بحکم حدیث دافع نفاق ہے لیکن اب تو اسے ڈھک دیا گیا ہے لیکن پہنچنا آسان ہے۔

اُویسی فقیر

فقیر اویسی غفرلہٗ اور فقیر کے رفقاء تو اس پانی (آبِ زم زم) کے پینے میں ایسے حریص ہو گئے ہیں کہ پیتے پیتے جب تک حلقوم سے باہر نکلنے کا خطرہ محسوس نہیں کرتے اس کے چھوڑنے کا نام تک نہیں لیتے۔ چودھری الحاج بشیر احمد صاحب نے اپنے پینے کے کاسے گنے کہ ہم دنگ ہو گئے اور فقیر تو گنتی کا قائل ہی نہیں بس پیتے جاؤ۔

حکایت

ہمارے قریشی صاحب محمد فیاض الحق شوگر کے مریض ہیں لیکن بد پرہیزی کے بھی استاذ ہیں۔ ایک ڈاکٹر صاحب کو مکہ معظمہ میں معائنہ کرایا تو ڈاکٹر صاحب نے بد پرہیزی سے منع فرمایا۔ قریشی صاحب نے کہا آپ سچ فرماتے ہیں لیکن میں بد پرہیزی عمداً کرتا ہوں کیونکہ میرے پاس آبِ زم زم کے مٹکے ہیں بد پرہیزی کے بعد جی بھر کر زم زم پی لیتا ہوں اس طرح سے مجھے بد پرہیزی مضر نہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا اب مزے کرو۔

نوٹ

الحمدللہ اب تو آبِ زم زم نہ صرف مکہ شریف میں بلکہ مدینہ طیبہ میں بھی عام ہے جتنا چاہے پی لو اس لئے وہاں تک بذریعہ ٹرک وغیرہ آبِ زم زم پہنچایا جارہا ہے۔

فائدہ

آبِ زم زم حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قدم مبارک کے تلے سے جاری ہوا تھا اور آج تک تمام زائرین حج وعمرہ اور مکہ مکرمہ کے مکینوں کو سیراب کرتا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ تا قیامِ قیامت یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

مقام آبِ زم زم

مقامِ ابراہیم سے تھوڑا سا ہٹ کر حجر اسود کے کونے کی طرف فرش پر آپ نگاہ ڈالیں تو ایک دائرہ بنا ہوا ہے اور اس میں بئیر زم زم لکھا ہوا ہے اس کی سیدھ میں نیچے زم زم کا چشمہ ہے آج کل زم زم کے لئے آپ کو صفا والے کونے کے قریب سے نیچے اترنا پڑے گا۔

ملتزم

خانہ کعبہ کے دروازے اور حجر اسود کے درمیان جو دیوار ہے اسے ملتزم کہتے ہیں۔ اس دیوار کے قریب مانگی جانے والی دعائیں بارگاہِ الٰہی میں مستجاب ہوتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اکثر اس دیوار سے لپٹ جاتے تھے، کبھی دایاں اور کبھی بایاں رخسار مبارک اس دیوار سے مس فرماتے اور دعائیں مانگا کرتے تھے۔

میزابِ رحمت

یہ خانہ کعبہ کا پرنالہ ہے اس کا زیریں حصہ بھی قبولیت دعا کا اہم مقام ہے۔
روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روز کہیں سے

تشریف لائے اور اپنے دوستوں سے فرمایا کیا تم مجھ سے یہ دریافت نہ کروگے کہ میں اس وقت کہاں سے آرہا ہوں۔لوگوں نے پوچھا تو آپ نے فرمایا میں جنت کے دروازہ پر کھڑا تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ آپ میزاب کے نیچے کھڑے خداوند تعالیٰ سے دعا کررہے تھے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میزاب کے نیچے دعا کرے گا اس کی دعا قبول ہوجائے گی۔

بعض صالحین سے منقول ہے کہ جو شخص میزاب کے نیچے دورکعت نماز پڑھ کر سجدے میں جائے اور سو مرتبہ کسی کام کے لئے دعا کرے اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے گا۔

حطیم کے فضائل

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں بیت اللہ کے اندر داخل ہوکر نماز پڑھنے کو بہت پسند کرتی تھی (ایک روز) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو حطیم کے اندر لے جا کر کے فرمایا ''تم بیت اللہ کے اندر داخل ہونا چاہتی ہو تو اس میں داخل ہوکر نماز پڑھو یہ حصہ بھی بیت اللہ میں داخل ہے'' اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حجر یا حطیم کا سارا حصہ بیت اللہ میں شامل ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت بھی کیا تھا کہ کیا حطیم بیت اللہ میں سے ہے آپ نے فرمایا ہاں لیکن یہ صحیح ہے کہ حطیم کا صرف چھ یا سات گز کا حصہ بیت اللہ میں شامل ہے ۔چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ''اگر عہد جاہلیت قریب نہ ہوتا تو میں حطیم میں سے چھ گز کا وہ ٹکڑا جس کو سرمایہ کم ہوجانے کی وجہ سے قریش نے چھوڑ دیا تھا بیت اللہ میں شامل کردیتا''

ایک اور حدیث میں چھ گز زمین کے بجائے سات گز کے ٹکڑے کا ذکر ہے
بہرحال احادیث سے ثابت ہے کہ حطیم کا چھ یا سات گز کا حصہ بیت اللہ کا جز و ہے۔

حطیم کعبہ

کعبہ مشرفہ کی شمالی دیوار کے ساتھ جو ایک قوس نما احاطہ سا بنا ہوا ہے اسے عرف عام میں حطیم یا حجر اسماعیل کہتے ہیں کہتے ہیں اور عام طور سے اسکے بارے میں یہ تصور ہے کہ یہ کعبہ مشرفہ کا اندرنی حصّہ ہے جو اہل قریش کی تعمیر کے وقت سرمایے کی کمی وجہ سے تعمیر نہ ہوسکا اور کعبہ مشرفہ کے باہر ہی رہ گیا اور اس کی حدود کا تعین کرنے کے لیے کہ یہ کعبہ کا اندرونی حصہ ہے اس کے گرد ایک قوس نما دیوار بنا دی گئی تا کہ طواف کرنے والے اس کے باہر سے طواف کریں اور دوران طواف وہ کعبہ کی حدود کے اندر نہ آ جائیں کیوں کہ طواف کعبہ کی حدود کے باہر سے کرنا ہوتا ہے -یہ قوس نما دیوار جو آپ کو کعبہ معظمہ کے باہر نظر آتی ہے اور اس کے باہر سے لوگ طواف بھی کر رہے ہیں۔ حطیم میں جو نفل نماز ادا کرتا ہے اسکا عمل بالکل ایسا ہے جیسا کہ کسی نے کعبہ شریف کے اندر نماز پڑھی۔

آج کل کا حطیم انتہائی خوبصورت ٹھنڈے سفید ماربل کے سلیبوں (SLABS) سے مزین ہے لیکن آج کے زائرین اس کے اندر موجود کچھ عظیم مقامات کی زیارت سے اب محروم ہیں اگر انکو حطیم میں موجود ان گوشوں کا علم ہے بھی تو وہ ان گوشوں کی اصل صورت سے بہرحال نابلد ضرور ہیں۔

اصل میں حطیم یا حجر اسماعیل دو حصوں پر مشتمل ہے۔کعبہ مشرفہ کی وہ دیوار جس پر میزاب رحمت یعنی چھت سے پانی گرنے کا پر نالہ لگا ہے۔ وہاں سے لیکر تین اعشاریہ ایک میٹر حطیم کے اندر کا حصہ اصل میں کعبہ کا اندرونی حصہ ہے جو قریش کی تعمیر کے وقت جائز اور حلال رقم نہ ہونے کی وجہ سے کعبہ مشرفہ میں شامل نہ کیا جا سکا۔ بقیہ پورا حطیم قوس نما دیوار تک کعبہ کا اندرونی حصہ نہیں ہے بلکہ یہ وہ جگہ ہے جہاں بی بی سیدہ

ہاجرہ اپنے بیٹے سیدنا اسماعیل علیہ سلام کے ساتھ کعبہ کی دیوار سے ملحق رہائش پزیر تھیں۔ اس مقام پر ان دونوں ماں بیٹے اور انکی بکریوں کے لیے پیلو کی لکڑیوں اور کھجور کی شاخوں سے ایک جھونپڑی بنائی گئی تھی اور یہ دونوں ہستیاں کعبہ کی دیوار سے ٹیک لگا کر اپنے حجرے میں رہا کرتی تھیں --- کیا خوب رہائش تھی ----جو اللہ کریم نے ان دونوں ہستیوں کے مقدر میں لکھی تھی -رشک کرتے ہیں محلوں . دو محلوں میں رہنے والے اس جھونپڑے پر -

بی بی سیدہ ہاجرہ اور سیدنا اسماعیل علیہ سلام کا حجرے یا جھونپڑے کو " حجر اسماعیل " کہتے ہیں -اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ کعبہ کی دیوار سے تین اعشاریہ ایک میٹر کا حصہ اصل حطیم یعنی کعبہ کا اندرونی حصہ ہے جبکہ باقی پورا حصہ، قوس نما دیوار تک " حجر اسماعیل " ہے -اہل قریش کی تعمیر کے وقت وہ دیوار اس جگہ سے نہ اٹھائی جا سکی جو بی بی سیدہ ہاجرہ اور سیدنا اسماعیل علیہ سلام کے حجرے سے بالکل ملی ہوئی تھی اور جس سے ٹیک لگا کر یہ دونوں ہستیاں بیٹھا کرتی تھیں - بلکہ یہ دیوار کعبہ کی اصل حدود سے تین اعشاریہ ایک میٹر پہلے ہی کھڑی کر دی گئی اس سے ہوا یہ کہ کعبہ کا تین اعشاریہ ایک میٹر کا اندرونی حصہ خود بخود حجر اسماعیل میں شامل ہو گیا -اور اس طرح حطیم اور حجر اسماعیل ایک دوسرے میں مدغم ہو گیے جو آج تک ہیں -اسی لیے کچھ لوگ اسے حطیم اور کچھ حجر اسماعیل کہتے ہیں -

ایک بات کی وضاحت اور ضروری ہے کہ اہل قریش کی تعمیر سے قبل کعبہ مشرفہ پر چھت نہیں تھی اور اہل قریش اس پر پہلی مرتبہ چھت ڈالنا چاہتے تھے لیکن جائز اور حلال سرمایہ اتنا نہیں تھا کہ پورے کعبہ مشرفہ کی چھت ڈالی جا سکے، اس لیے ایک جانب سے کعبہ کی دیوار اصل کعبہ کی حدود سے تین اعشاریہ ایک میٹر پہلے ہی کھڑی کر دی گئی -یہ دیوار کعبہ کی اصل بنیاد پر قائم نہیں ہے اور اصل بنیاد کعبہ کے باہر حطیم میں تین اعشاریہ ایک میٹر کے فاصلے پر ہے-

سیدنا اسماعیل علیہ سلام کی عمر مبارک ابھی پندرہ سال تھی کہ آپکی والدہ سیدہ بی بی ہاجرہ کا انتقال ہوگیا تو آپکی تدفین حجر اسماعیل میں ہی کردیگی اس تدفین کے تقریبا " ایک سو اکیس سال بعد جب سیدنا اسماعیل علیہ سلام کا وصال 136 سال کی عمر مبارک میں ہوا تو آپکی تدفین بھی حجر اسماعیل میں اپنی والدہ کی قبر سے 63 انچ کے فاصلے پر میزاب رحمت کے عین نیچے کی گئی۔

مشہور سیاح "ابن بطوطہ" اپنے سفرنامے میں مکّہ مکرمہ کی حاضری کا احوال لکھتے ہوے کہتا ہے "حضرت اسماعیل علیہ سلام کی قبر پر ایک سبز مستطیل محرابی شکل کا سنگ مرمر لگایا گیا تھا جسکی چوڑائی تقریبا 14 "انچ تھی۔اس سے تقریبا 63 "انچ کے فاصلے پر رکن عراقی کی جانب بی بی ہاجرہ بھی استراحت گزین ہیں انکی قبر پر سبز گول رنگ کا سنگ مرمر لگا ہے"

لیکن موجودہ حطیم میں ایسی کوئی نشانیاں نہیں بس اب آپ کعبہ معظّمہ کی پیش کی جانے والی اس تصویر میں ان مقامات کو دیکھ کر صرف اپنے ذہنوں میں تصور باندھ سکتے ہے -اور اپکا یہ تصور بھی یقینی طور سے آپکی روحانی تسکین کا باعث ضرور بنے گا۔

حجر اسود

حجر اسود عربی زبان کے دو الفاظ کا مجموعہ ہے۔حجر عربی میں پتھر کو کہتے ہیں اور اسود سیاہ اور کالے رنگ کے لیے بولا جاتا ہے۔حجر اسود وہ سیاہ پتھر ہے جو کعبہ کے جنوب مشرقی دیوار میں نصب ہے۔اس وقت یہ تین بڑے اور مختلف شکلوں کے کئی چھوٹے ٹکڑوں پر مشتمل ہے۔یہ ٹکڑے انداز اُڈھائی فٹ قطر کے دائرے میں جڑے ہوئے ہیں جن کے گرد چاندی کا گول چکر بنا ہوا ہے۔

یہ ایک جنتی پتھر ہے جس کا قد تقریباً ایک فٹ ہے۔یہ پتھر کعبہ معظّمہ کی دیوار کے کونے میں دروازے کے قریب لگا ہے۔سب حجاج اسے بوسہ دیتے ہیں یا اشارہ کر کے چوم لیتے ہیں۔یہ عمل بھی بوسہ کے برابر ہے۔حجر اسود کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ حضرت

ابراہیم علیہ السلام اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ بیشمار انبیاء کرام، صحابہ کرام، اولیاء کرام اور دیگر عشاق نے اسے بوسہ دیا یا مس کیا ہے۔ حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے یہ تصور ضرور ذہن میں رہے یہ ایک سیاہ پتھر ہے جو خانہ کعبہ کے دروازے سے متصل اس کے شمال مشرقی کونے میں باہر کی طرف لٹکایا ہوا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ یہ پتھر جنت سے نازل ہوا۔ وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا لیکن بنی آدم کی خطاؤں نے اسے سیاہ کر دیا۔

نیز فرمایا۔ خدا کی قسم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو دو آنکھیں دے گا جن سے وہ دیکھے گا اور زبان دے گا جس سے وہ اس شخص کے حق میں شہادت دے گا جس نے اس کو حق جان کر بوسہ دیا ہوگا۔ (حجۃ اللہ)

فائدہ

حجر اسود والی دیوار کا دوسرا کونہ جو خانہ کعبہ کی چوڑائی کا ہے اس کا نام رکن یمانی ہے اس کو بھی ہاتھ لگانا سنت ہے لیکن بوسہ ثابت نہیں۔ حجر اسود کی تحقیق وتفصیل کے لئے فقیر اویسی غفرلہٗ کی کتاب **"التحریر العسجد فی الحجر الاسود"** کا مطالعہ کریں۔

سچ اور جھوٹ کا بیان

یہ وہ پتھر ہے جو حاجی کے سچ اور جھوٹ کو جانتا ہے اور قیامت میں اس کی گواہی بھی دے گا۔ ایسے ہی مومن کے ایمان اور ہر کافر کے کفر کی گواہی دے گا جیسے دوسری حدیث میں ہے۔ اگر یہی عقیدہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے رکھا جائے تو........

حجر اسود کا فیصلہ

کفار کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کردار اور حسنِ اخلاق کا بھی اعتراف

تھا چنانچہ آپ کی بی بی ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالٰی عنہا سے نکاح (شادی) کے کچھ عرصہ بعد مکہ میں ایک واقعہ پیش آیا جس سے لوگوں پر آپ کی معاملہ فہمی اوراصابت رائے کی دھاک بیٹھ گئی۔ اس زمانہ میں قریش کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے اور جس وقت سنگِ اسود کواس کی اصلی جگہ رکھنے کا سوال درپیش آیا تو ہر ایک قبیلہ اپنا حق مقدم سمجھتا تھا کہ وہ سنگ اسود کواس کی جگہ نصب کرے۔ اس قبائلی نزع کے نتائج سخت خوفناک معلوم ہوتے تھے۔

بالآخر معاملہ یہ طے ہوا کہ جو شخص علی الصبح سب سے پہلے کعبہ کی چاردیواری میں داخل ہووہ اس جھگڑے کو جس طرح چاہے چکادے۔ خوش قسمت سے سب سے پہلے جو کعبہ کی چاردیواری میں داخل ہوئے وہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم تھے اس سے سب بہت خوش ہوئے۔ اگر آپ چاہتے تو خود سنگ اسود کو اُٹھا کر اس کی جگہ نصب کردیتے مگر آپ کی طبیعت میں خودغرضی کا نام ونشان تک نہ تھا چنانچہ آپ نے اپنی چادر مونڈھوں سے اتار کر زمین پر بچھادی اور تمام قبیلوں کو چادر کے کونے پکڑنے کو کہا اور خود بعد میں اسے اُٹھا کر اپنی جگہ نصب کردیا اوراس طرح ممالک عرب کو ایک بہت بڑی خانہ جنگی سے نجات مل گئی۔

فائدہ

اس واقعہ سے مدنی تاجدار، احمد مختار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی معاملہ فہمی، وسعت کمال اور بے مثل رواداری کا ثبوت ملتا ہے۔

فائدہ ۲

کفار ومشرکین نے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے اتنے بہت بڑے عجیب امور دیکھے مگر پھر بھی وہ دشمنی پہ تل گئے۔ یہ ان کے حسد کی بیماری اور ازلی بدقسمتی کا نتیجہ تھا۔

باادب باکمال

حرمین شریفین میں جتنا ادب و تعظیم بجالائیں گے اور بے ادبی و گستاخی بچیں گے اتنے باکمال ہوکر لوٹیں گے ورنہ ''خر عیسیٰ گر بمکہ رود خر باشد'' والا معاملہ ہوگا۔

خصوصی ہدایات

حاجی ہو یا عمرہ کرنے والا اسے ہر موڑ پر اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ نہیں بھولنا چاہیے اس لئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر دور میں ہر ایک کے وسیلہ ہیں۔ ماننے والوں کو بھی اور نہ ماننے والوں کے بھی ۔ احادیث مبارکہ مستند و معتبر کتب میں ہے کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیل پیش کیا اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ ایک صحیح واقعہ ملاحظہ فرمایئے۔

وسیلہ کام آگیا

ایک دفعہ ابو طالب نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ لے کر بارش کے لئے دعا کی تھی جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے فوراً قبول ہوگئی۔ چنانچہ ابن عساکر جلہمہ بن عرفطہ سے ناقل ہے کہ ایک دفعہ میں مکہ میں آیا، اہلِ مکہ قحط میں مبتلا تھے۔ ایک بولا کہ لات وعزیٰ کے پاس چلو، دوسرا بولا کہ منات کے پاس چلو یہ سن کر ایک خوبرو عمر رسیدہ شخص نے کہا تم کہاں اُلٹے جارہے ہو حالانکہ ہمارے درمیان باقیہ ابراہیم وسلالہ اسماعیل موجود ہے۔ وہ بولے کیا تمہاری مراد ابو طالب ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ پس وہ سب اُٹھے اور میں بھی ساتھ ہولیا۔ جاکر دروازے پر دستک دی۔ ابو طالب نکلے تو کہنے لگے ابو طالب جنگل میں قحط زدہ ہوگیا، ہمارے زن و فرزند قحط میں مبتلا ہیں چل بارش مانگ۔ پس ابو طالب نکلے اس کے ساتھ ایک لڑکا تھا گویا آفتاب تھا جس سے ہلکا سیاہ بادل دور ہوگیا ہو۔ اس کے گرد اور چھوٹے چھوٹے لڑکے تھے۔ ابو طالب نے اس لڑکے کو لیا اور اسکی پیٹھ کعبہ سے لگائی۔ اس لڑکے (محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم) نے التجا کرنے والے کی طرح سے آسمان کی طرف اشارہ کیا حالانکہ اس وقت آسمان پرکوئی بادل کاٹکڑا نہ تھا۔ اشارہ کرنا تھا کہ چاروں طرف سے بادل آنے لگے، برسا اور خوب برسا، جنگل میں پانی ہی پانی نظر آنے لگا اور آبادی و وادی سب سرسبز و شاداب ہوگئے۔ اسی بارے میں ابوطالب نے کہا ہے "اور گورے رنگ والے جن کی ذات کے وسیلہ سے نزولِ باراں طلب کیا جاتا ہے، یتیموں کے ملجاؤ ماوا، رانڈوں اور دریشوں کے نگہبان ہیں" بعثت کے بعد جب قریش حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ستا رہے تھے تو ابوطالب نے ایک قصیدہ لکھا تھا جو سیرتِ ابن ہشام میں دیا ہوا ہے۔ شعر مذکور اسی عقیدے میں سے ہے۔ اس شعر میں ابوطالب بچپن سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات جتا رہے ہیں اور گویا یہ کہہ رہے ہیں کہ ایسے قدیم بابرکت محسن کے درپے آزار کیوں ہو۔ (مواہب وزرقانی)

ان مقامات کا بیان جہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا فرمائی

کعبہ کے اطراف میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جن جن مقامات پر نماز پڑھی ہے ان میں سے چند مقامات کا ذکر ملاحظہ فرمایئے۔

☆ مقامِ ابراہیم کے پیچھے: چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع میں دیگر ارکانِ حج سے فارغ ہوکر مقامِ ابراہیم پر پہنچے اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ۔ (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۱۲۵)

اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔

پھر آپ نے مقامِ ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان رکھ کر دو رکعت نماز پڑھی۔

☆ حجر اسود کے مقابل مطاف کے کنارہ کے قریب جیسا کہ نسائی میں مطلب بن وداعہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

☆ رکن شامی کے قریب اس زمین پر جو حجر سے ملی ہوئی ہے۔

(حدیث عبداللہ بن السائب در سنن ابوداؤد)

☆ بابِ کعبہ کے قریب۔ (تاریخ ازرقی)

☆ اس رکن کے مقابل جو مغربی سمت میں حطیم سے ملا ہوا ہے کسی قدر مغربی سمت میں کہ مسجد حرام کا باب العمرہ پشت پر تھا۔ (مسند احمد و سنن ابوداؤد)

☆ کعبہ کے سامنے چنانچہ صحیحین میں حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب بیت اللہ سے باہر تشریف لائے تو کعبہ کے سامنے دو رکعت نماز ادا کی اور فرمایا "یہ تمہارا قبلہ ہے"

☆ حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان (اس مقام کا ذکر ابن اسحاق نے اپنی کتاب میں کیا ہے)

☆ حطیم میں: حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حطیم میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گردن مبارک میں کپڑا ڈال کر کھینچنا شروع کیا جس سے آپ کو شدید تکلیف ہونے لگی معاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور عقبہ کے شانوں کو پکڑ کر دھکیل دیا۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے ہاتھوں سے بچایا اور فرمایا کیا تم ایک ایسے شخص کو مار ڈالنا چاہتے ہو جو صرف یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔

محب طبری کہتے ہیں کہ ممکن ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میزاب کے نیچے نماز پڑھی ہو۔

اخیار کے سردار

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا "اخیار کی جگہ پر نماز پڑھو اور ابرار کی شراب پیو" پوچھا گیا کہ اخیار کی نماز پڑھنے کی کون سی جگہ ہے اور ابرار کی شراب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میزاب کے نیچے کی جگہ اور آبِ زم زم اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم اخیار کے سردار ہیں۔

مقاماتِ قبولیت دعا

علمائے کرام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ مندرجہ ذیل مقامات پر دعا (خصوصیت کے ساتھ) قبول ہوتی ہے۔

☆ غارِ ثور ☆ غارِ حرا ☆ جبل ثبیر ☆ جبل قبیس ☆ احاطہ موقف ☆ صفا ☆ مروہ ☆ بین الصفا والمروہ ☆ مقام سعی ☆ دارالخیزران (درمیان مغرب وعشاء) ☆ باب العمرہ ☆ باب النبی ☆ باب السلام ☆ باب السلام جمعہ کو بیت اللہ شریف کے اطراف رات کو ☆ اور بوقت تہجد ☆ اندر خانۂ کعبہ ☆ بعد نیم شب ☆ مہال ہر سہ ستون ☆ اول زوال سے حجراسود وقت دوپہر ☆ ملتزم بعد طواف ہاتھ پھیلا کر سینہ لگا کر ☆ حصرہ وقت سحر ☆ رکن عراقی وقت سحر ☆ زیر میزاب رحمت وقت سحر ☆ اندر حطیم حجر اسماعیل کے پاس ☆ رکن شامی وقت سحر ☆ مستجار ☆ رکن یمانی درمیان رکن یمانی ☆ حجراسود بعد طواف ☆ دروازہ کے سامنے بعد طواف کے ☆ مقامِ ابراہیم کے پاس ☆ آبِ زم زم پی کر بالخصوص مغرب اور سیر ہو کر ☆ جوفِ کعبہ ☆ ملتزم ☆ مطاف ☆ کعبہ معظمہ پر پہلی نظر دیکھتے وقت ☆ صفا ومروہ کے درمیان ☆ منیٰ میں چودھویں رات کا نصف ☆ عرفات ومزدلفہ۔

فائدہ

فقیر اویسی غفرلہ کے نزدیک یہی کافی ہے کہ درِ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری ہو گئی۔ اب مانگئے جو دعا بھی مانگیں گے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مستجاب ہو گی۔

انتباہ

ان مقامات کے نزدیک دعا مانگنا عین اسلام ہے لیکن اولیاء کرام اور انبیاء کرام خصوصاً سید الانبیاء، محبوبِ خدا، امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مزارِ مبارک

کے نزدیک دعا مانگنا شرک کیوں؟ اس کی وجہ کوئی بتا سکتا ہے۔

فائدہ

اس سے یہ ثابت ہوا کہ الحمدللہ مسلک اہلسنّت کتنا پیارا ہے اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ الحمدللہ اہلسنّت وجماعت کا بیڑا پار ہے۔

مکہ میں تبرکات اور مقدس مقامات

مکہ معظّمہ میں رہائش کے دوران تبرکات ومقدس مقامات میں سے جس کا علم ہو جائے زیارت کریں، وہاں نوافل پڑھیں، دعائیں مانگیں۔ یہ مقامات وتبرکات نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ودیگر انبیاء علیہم السلام کی نشانیاں موجب صد برکات ہیں۔

☆جبل ابوقبیس

یہ پہاڑ صفا کی پہاڑی کے قریب ہی ہے، بیت اللہ شریف اس کے سامنے ہے۔ آپ حرم شریف میں حجر اسود کے رُخ سے دیکھیں تو یہ پہاڑ نظر آتا ہے (آج کل اس پہاڑ پر ایک خوبصورت محل تعمیر کیا گیا ہے) یہ پہاڑ مکہ المکرمہ کے پہاڑوں میں سے سب سے افضل پہاڑ ہے۔

روایت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت مبارکہ میں ہے کہ جبل ابو قبیس سب سے پہلا پہاڑ ہے جو دنیا کی سطح پر نظر آیا۔

دوسری روایت

ایک اور روایت میں ہے کہ طوفانِ نوح کے بعد حجر اسود اسی پہاڑ میں امانت کے طور پر محفوظ رہا۔

معجزہ شق القمر

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے معجزہ شق القمر (انگلی مبارک کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہونے والا مشہور ومعروف معجزہ) جس کا بیان قرآنِ مجید میں بھی ہے اسی پہاڑ پر دکھایا تھا۔

اسی پہاڑ پر ایک مسجد ''مسجد بلال'' کے نام سے مشہور ہے مگر کچھ مورخین کا بیان ہے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ مسجد ''مسجد ہلال (چاند)'' ہے کیونکہ مکہ المکرّمہ وادیوں میں گھرا ہوا تھا اس جگہ سے چاند دیکھا جاتا ہے۔(اب یہ مسجد شہید کردی گئی ہے) چاند کے ٹکڑے ہونے والے معجزہ کی تحقیق وتفصیل کے لیے ملاحظہ کریں فقیر کی تصنیف'' معجزہ شق القمر''مطبوعہ موجود ہے(فقیراویسی غفرلہٗ)

☆ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یہ وہی پہاڑ ہے جس پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہوکر حج کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکم پر حاجیوں کو پکارا تو جن خوش بختوں کو دولتِ حج نصیب تھی اس نے لبیک کہا جتنی بار لبیک کہا اتنی بار ہی حج نصیب ہوا۔جس کی وہاں زبان بند رہی وہ حج کی حاضری سے آج بھی محروم رہا۔اگرچہ وہ امیر الامراء ہو اور لبیک پکارنے والا اگرچہ کتنا ہی مفلس کنگال ہی کیوں نہ ہو اسے ضرور حج نصیب ہوگا۔

اعجوبہ

حضرت الیاس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد میں سے ہیں آپ نے خود ان کے لئے فرمایا الیاس وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اونٹوں کو قربانی کے لئے بیت الحرام میں پیش کیا، کہتے ہیں کہ حضرت الیاس کو اپنی صلب سے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تلبیہ فرمانے کی آواز سنائی دیتی تھی۔

فائدہ

یہ وہ الیاس پیغمبر نہیں ہیں کہ جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ یہ حدیث مسالک

الخفاء للسیوطی اور حیوۃ الحیوان میں ہے۔

اندازہ کریں کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صلب الیاس میں تلبیہ پڑھتے ہیں تو اس سے ہماری بات کی تصدیق ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عالم ماکان وما یکون ہیں اور ملک تبدیل کرنے سے آپ کی حقیقت کی تبدیلی نہیں ہوئی۔ لہٰذا ماننا پڑا کہ آپ کی حقیقت نور ہے اور بشریت عارضی ہے۔ (روح البیان)

دعوتِ غور وفکر

اس سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

(۱) دور سے پکارنا

(۲) جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حکم ربانی تھا اور اللہ تعالیٰ کا حکم معاذ اللہ کسی بُرے کام کے لئے نہیں ہوتا اسی لئے دور سے پکارنے والوں کے فتوائے شرک کا اسی میں رد ہوا۔

(۳) عالمِ ارواح تکلیف شرعی میں نہیں لیکن انبیاء علیہم السلام کا ادب وتعظیم کا مسئلہ انتہائی نازک ہے کہ وہاں جس نے ابراہیم علیہ السلام کی پکار کا ادب کیا اور جتنی بار کیا اللہ تعالیٰ نے اسے حج کی دولت (سعادت) سے نوازا اور جس نے خاموشی اختیار کی اسے یہ دولت نصیب نہ ہوئی خواہ وہ کتنا ہی جتن کرے۔

(۴) ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر زمانہ اور ہر عالم کے نبی اور اس سے باخبر اور آگاہ ہیں اسی لئے آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پکار سن کر عالم دنیا والوں کو عالم ارواح میں اپنی آواز سنادی۔

(۵) دور سے سن کر جواب دینے کے عقیدہ کو شرکیہ عقیدہ کہنے والوں کے لئے یہ سامانِ عبرت کافی ہے۔ مزید تحقیق وتفصیل فقیر اویسی غفرلہٗ کی تصنیف ''تفسیر اُویسی'' میں ملاحظہ فرمائیے۔

☆زیارت مولدالرسول

سورۃ آل عمران میں ہے کہ

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ (پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۶۴)

بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلے گمراہی میں تھے۔

مولدالرسول کا مطلب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جائے پیدائش۔ یہ مکان مبارک مکہ مکرمہ کی پہاڑی ابوقبیس کے دامن میں محلّہ "قشاشیہ" میں سوق ایل نامی گلی میں واقع ہے۔

اب یہ عمارت اپنی اصل حالت میں تو نہیں ہے مگر یہ مکان اسی جگہ پر ضرور ہے جہاں آپ کے والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان تھا جہاں مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۳ راپریل ۵۷۱ء پیر شریف کو رحمت للعالمین بن کر اس جہانِ فانی میں جلوہ افروز ہوئے۔

آج کل مقام مولدالرسول

اسی مقام پر ایک کتب خانہ اور ایک مدرسہ قائم کر دیا گیا ہے۔ یہ مقام ٹیکسیوں کے اڈوں سے بالکل ملا ہے اس کے ساتھ ہی پولیس کا دفتر بھی ہے۔ یہاں آنے والے کے لئے راستہ بھی آسان ہے کہ صفا کی پہاڑی کے قریب کسی بھی دروازے سے حرم سے باہر تشریف لائیے اور سیدھے ہاتھ پر پہاڑی کے نیچے مکانات کے ساتھ ساتھ چلتے رہیں سیدھے ہاتھ پر یہ مکان نظر آئے گا۔

☆ محلّہ بنی ہاشم

محلّہ بنی ہاشم بھی ابوقبیس پہاڑی کے دامن میں مولد الرسول کے جنوب مشرق میں اندر گلی میں ہے۔ اب وہاں حفظ قرآن کا مدرسہ ہے۔ مولد الرسول بلکہ پورا محلّہ بڑا افضل ہے۔ پرانے دور کی کئی منزلہ عمارتیں اور گلیاں آج بھی نظر آجاتی ہیں۔ ان گلیوں میں شارع بنی ہاشم بھی ہے یہاں قبیلہ قریش آباد تھا جن کے خاندان بنو ہاشم کے سردار حضرت عبدالمطلب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دادا جان کعبہ شریف کے متولی تھے، یہیں آباد تھے۔ ان گلیوں میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ کے بزرگوں اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ عرصہ گزارا۔

☆ گھاٹی شعب ابی طالب

یہیں وہ گھاٹی بھی تھی جسے شعب ابی طالب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جہاں آپ کے قبیلے کے افراد نے تین سال تک کا عرصہ نہایت دشواری کی حالت میں صبر وشکر سے گزارا تھا۔ تین سال بعد یہ معاشی مقاطعہ ختم ہوا تھا۔

☆ جبل ثور

مکہ مکرمہ سے تقریباً چھ میل دور ہے جہاں ہجرت کے موقع پر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک غار میں قیام فرمایا تھا۔ اس غار تک پہنچنا کمزور دل، ضعیف اور لاچار آدمی کے بس کا روگ نہیں اس لئے وہ نہ چڑھے، تقریباً دو گھنٹے لگ جاتے ہیں، اکثر لوگ گر کر ہلاک بھی ہو جاتے ہیں۔ سعودی حکومت تو وہاں جانے سے روکتی ہے، وہاں صرف پرائیویٹ گاڑیاں ہی جاتی ہیں۔

☆ مسجد عائشہ

یہ مسجد تنعیم میں واقع ہے۔عمرہ کے لئے یہاں سے احرام باندھا جاتا ہے۔یہ مسجد مبارک حرم شریف کی حدود سے باہر ہے اور مدینہ منورہ روڈ پر واقع ہے۔ادھر منی بسیں چلتی رہتی ہیں۔وہاں جانے کے لئے حرم شریف سے باہر باب عبدالعزیز کے سامنے بسیں ملتی ہیں مکہ میں رہائش کے دوران عمرہ کرنے کے لئے اپنی رہائش گاہ سے احرام کی چادریں لے کر لوگ یہاں آتے ہیں اور پھر عمرہ کی نیت کر کے احرام باندھ کر واپس مکہ مکرمہ جا کر عمرہ ادا کرتے ہیں۔

☆ مسجد جن

یہ مسجد سوقِ معلیٰ میں جنت المعلی کے قبرستان کے نزدیک ہے۔اس مسجد کو مسجد بیعت اور مسجد حرس بھی کہا جاتا ہے۔اس مقام پر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جنات سے بیعت لی تھی اس لئے اس مسجد کو مسجد جن کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ اب یہ مسجد بھی خوبصورت بنا دی گئی ہے۔

☆ مسجد الرایۃ

مسجد جن کے نزدیک ہی سیدھے کی طرف یہ مسجد مبارکہ ہے۔رایۃ کے معنی عربی میں جھنڈے کے ہیں یہ وہ جگہ ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر اپنا جھنڈا نصب فرمایا تھا۔

☆ غارِ حرا

مکہ المکرمہ سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر جبل نور پر واقع ہے۔ یہ تقریباً دو ہزار فٹ بلند ہے اس کی چوٹی پر وہ مقدس غار ہے جسے غارِ حرا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جہاں سب سے پہلے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ربِ کائنات کا پیغام

لے کر حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے۔

☆ مکان سیدنا ابوبکر صدیق

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ایک جماعت بالخصوص حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہاں مشرف بہ اسلام ہوئے۔

☆ مسعا میں محل سیدنا عباس عم رسول اللہ ہے۔

☆ محل ولادت سیدنا عثمانِ غنی ذوالنورین جامع القرآن

☆ مسجد محل ولادت سیدنا ابوبکر صدیق ابن ابوقحافہ عثمان تیمی قریشی

☆ مسجد سیدنا حمزہ عم رسول اللہ اسد اللہ واسد رسولہ

☆ جبل عمر میں مسجد محل ولادت سیدنا عمر فاروق۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

فائدہ

اس کے علاوہ اور بھی کافی ماثرات وآثار تھے۔ اب تو اکثر مساجد گرادی گئی ہیں

☆ شبیکہ

مشہور قدیم قبرستان ہے جہاں بیشمار قبور ہیں۔

☆ مزار پرانوار حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سیدنا غریب نواز اجمیری قدس سرہ کے مرشد کریم حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزارِ پُرانوار قصر مصری کے چبوترہ میں تھا......

☆ جنت المعلی

قبرستان عمومی، یہاں تقریباً دس ہزار اصحاب رسول ان گنت اولیاء اللہ مدفون ہیں۔

مشہور مزارات

جنت المعلیٰ میں کافی مزارات ہیں جن میں سے چند مزارات کے بارے میں ملاحظہ فرمائیے۔

☆ قصی وعبدالدار وعبد مناف وعبدالمطلب

☆ ابوطالب بن عبدالمطلب

☆ ایک مقام پر ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

☆ سیدنا عبدالرحمٰن بن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت عبداللہ بن سیدنا زبیر بن العوام اور ان کی والدہ ماجد سیدتنا اسماء بنت سیدنا ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم

نوٹ

ان کے علاوہ بیشمار مقاماتِ مقدسہ وتبرکات متبرکہ اب ناپید ہیں جن کے کتابوں میں نام ہیں لیکن آج ان کے نشان نہیں۔ کچھ رہے سہے باقی ہیں تو اب وہ بھی مٹائے جارہے ہیں۔ فقیر نے اپنی کتاب ''تبرکات الحرمین'' میں تفصیل وتشریح عرض کردی ہے۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مکہ مکرمہ کا مقبرہ (قبرستان جسے جنت المعلیٰ کہتے ہیں) بہترین مقبرہ ہے۔

☆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کے مقبرہ میں کھڑے ہوکر فرمایا کہ خداوند اس مقام سے ستر ہزار لوگوں کو اُٹھائے گا جو بے حساب جنت میں داخل ہونگے اور ان کے چہرے چودھویں

رات کے چاند کی طرح روشن ہونگے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا یہ ارشاد مبارک سن کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہ کون لوگ ہونگے؟ فرمایا غرباء اس سے مراد غریب الوطن ہیں چونکہ وہ حرم میں مدفون ہیں اس لئے وہ اہلِ حرم میں شمار کئے جائیں گے۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے خداوند تعالیٰ سے اہل بقیع (بقیع کے مدفون) کے انجام کی نسبت دریافت فرمایا، خداوند تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تم نے مجھ سے اپنے ہمسائیوں کے لئے دریافت کیا اور میرے ہمسایوں کی نسبت نہ پوچھا (کہ ان کا انجام کیا ہوگا) مطلب یہ ہے کہ قبرستان مدینہ منورہ کے مدفون کے لئے جب جنت ہے تو اہلِ مکہ کے لئے کچھ اس سے زیادہ ہی ہوگا وہ تو خدا کے ہمسایہ ہیں۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عتاب بن اسید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو (مکہ کا) حاکم بنا کر بھیجا اور فرمایا "تم جانتے ہو کہ میں کن لوگوں پر تم کو (حاکم بنا کر) بھیج رہا ہوں، میں اہل اللہ پر تم کو حاکم بنا کر بھیج رہا ہوں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔

مکہ میوزیم

ایک میوزیم نما عمارت ہے یہ تقریباً حرم شریف سے 5 کلومیٹر دور ہے۔ جدہ روڈ حدیبیہ روڈ بھی کہلاتا ہے علاقے کا نام ام دور پرانا نام ہے ام الجود نیا نام ہے۔ میوزیم کی کوئی ٹکٹ نہیں ہے آپ جی بھر کر تبرکات کی زیارت کر سکتے ہیں آنے جانے کیلئے ٹیکسی ہی بہتر ہے اگر آپ ہوٹل سے لیں تو تقریباً 200 ریال لیتے ہیں اگر باہر سے لیں تو 140 یا سو ریال تک ٹیکسی لیتی ہے ویسے باہر سے یکطرفہ کرایہ تیس ریال سے چالیس ریال تک ہے واپسی پر بھی ٹیکسی مل جاتی ہے اس میوزیم کے کئی حصے ہیں پہلے حصے میں کعبہ کی دن بدن بدلتی تصویریں ہیں نئی تعمیر کعبہ کے وقت جو پتھر نکالے وہی تاریخ کا حصہ

بنے اور اب مکہ میوزیم کا حصہ ہے حتیٰ کہ 65 ہجری حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے وقت سے کعبہ میں استعمال شدہ پتھر اور لکڑی کی مصنوعات بھی محفوظ ہے۔ کعبہ شریف کی چھت کا پرانا پرنالہ لکڑی کا نمبر کعبہ شریف کے اندر کا ستون غرضیکہ اس حصہ میں کعبہ شریف کے متعلق تمام معلومات ہیں۔ دوسرا حصہ غلاف کعبہ کیلئے وقف ہے۔ غلاف کعبہ کو جانیوالے کاریگر ہاتھ سے چلنے والا کارخانہ بنانے والی کھڈی کا نمونہ اور پھر ہلکی پھلکی بننے والی بنائی اور پھر نئے اور پرانے غلاف کعبہ کے ٹکڑے دوسرے حصہ میں جگہ جگہ آویزاں ہیں۔ تیسرے حصے میں قرآن پاک کی لکھائی اور لکھائی کے خطوط قرون اولیٰ کے ہاتھ سے لکھے ہوئے قرانی نسخے اور خاص طور پر جو قران حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جمع کیا تھا ان میں سے ایک نسخہ اس میوزیم کی زینت ہے چوتھے حصے میں زم زم کے کنویں قدم بقدم کھدائی اور تیاری اور کنویں کے منہ پر لوہے کا مضبوط حصار اور ڈول اور رسی سے پانی نکالنے کا پرانا سیٹ اپ جوں کا توں رکھا ہے پرانی مشکوں کے نمونے آویزاں ہیں ساتھ ہی اوقات نماز کا طریقہ اور گھڑیال بھی محفوظ ہے چوتھے حصے میں مسجد نبوی شریف میں وقتاً فوقتاً تبدیلی پر اتارے گئے نوادرات اور تبرکات سارے کے سارے مکہ میوزیم کا حصہ ہیں۔ مسجد نبوی شریف کے دروازے اور پرانی چابیاں مسجد کی کھڑکیاں تک کو محفوظ کر لیا ہے مسجد نبوی کا نیا ماڈل اور کعبہ معظّمہ کا ماڈل جو کہ اب تکمیل کے مراحل میں ہیں یہ چند سطریں ہیں اس لئے لکھ رہا ہوں کہ بالآخر تبرکات کی خصوصیات اور برکتوں کو سمجھا ے اسی لئے بڑے خصوصی کمروں میں ان آثار قدیمہ کو خوبصورتی کے ساتھ سجایا ہے آپ یقین کریں ہمارا دل نہیں چاہتا تھا کہ حرمین شریفین یعنی مکہ میوزیم کو چھوڑ کر چلے جائیں ایک ایک چیز پر ٹھہر جاتے تھے ہٹنے کو جی نہیں چاہتا تھا جس مقام ابراہیم کو ہاتھ لگا کر 1987 میں پہلی حاضری میں حجر اسود کے چاندی کے خول کو ہاتھ لگایا تھا اب وہ دونوں یہاں موجود ہیں کیونکہ ان کی جگہ نئے لگا دیئے ہیں جی بھر کر دوبارہ ہاتھ لگایا۔ کاش سعودیہ والے اسی فکر کو ساتھ لے کر چلیں تا کہ ہم جیسے آثار و تبرکات سے

پیار کرنے والے لوگ مستفید ہوتے رہتی ہے۔ (فقیر محمد فیاض احمد اویسی)

مکہ مکرمہ میں لیل ونہار

الحمدللہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے اس شہر میں زندگی کے لیل ونہار انتہائی محتاط ہوکر گزارتے ہیں۔ ان ایام میں کوشش کی جائے کہ کوئی لمحہ بھی ضائع نہ ہو، ہمہ وقت ربِ کائنات کی عبادت میں گزاریں۔

الحمدللہ ہمارے جو دن بھی مکہ مکرمہ میں گزرے، رب کائنات کی یاد میں گزرے۔ مکہ مکرمہ کی ہر جگہ وہ عظیم مقام کی حیثیت رکھتی ہے کہ یہاں بیشمار انبیاء کرام اور اولیائے عظام زندگی کے لیل ونہار گزارتے رہے ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مبارک زندگیاں بھی یہاں نہایت شاندار انداز میں گزریں۔ بہرحال ایک ایک لمحہ بڑا قیمتی ہے، ہماری بھی یہاں مصروفیات اسی طرح گزریں کہ کبھی خانہ کعبہ کی زیارت، کبھی طواف میں مشغولیت، کبھی زیارات کے سلسلے میں، کبھی مکہ پاک کی مقدس گلیوں اور بازاروں میں گھومنا کہ یہ وہ مقامات ہیں جہاں مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے زندگی کے لیل ونہار تقریباً ۵۳ سال گزارے۔ بالآخر ہجرت کرکے مدینہ منورہ روانگی اختیار کی۔ الحمدللہ! اب ہماری بھی روانگی کا وقت قریب آرہا ہے ہم بھی محبوبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شہر مبارک مدینہ منورہ کی طرف جانے کے لئے بے چین ہیں کہ وہ کون سی گھڑی ہوگی جب ہم محبوبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ انور پر حاضری کا شرف حاصل کریں گے۔

مکہ مکرمہ میں آخری دن

کہتے ہیں کہ وقت گزرتے دیر نہیں لگی۔ بعض اوقات احساس تک نہیں ہوتا کہ اتنے دن یہاں بھی بیت گئے ہیں خصوصاً وہ شب وروز جو خوشیوں میں گزریں، خوشی کی حالت میں گزرے ہوئے لیل ونہار یوں گزر جاتے ہیں جیسے ایک لمحہ گزر جاتا ہے۔ اسی

طرح ہوا کہ آخری دن بھی آ پہنچا

جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی

انسان جب بھی کہیں جاتا ہے بالآخر عموماً اپنے وطن کو لوٹتا ہے۔ اسی طرح قبلہ فیضِ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی مکہ مکرمہ میں تشریف لائے۔ جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو مکہ مکرمہ میں ایک ایک پل گزرتا رہا حتیٰ کہ آخری دن بھی آ پہنچا۔ اس گھڑی کے متعلق قبلہ حضور فیض ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دورۂ تفسیر القرآن کی کلاس میں اکثر فرمایا کرتے تھے

"جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی"

مکہ مکرمہ میں یہ دن آپ کا آخری دن تھا پھر وہاں سے روانہ ہونا تھا اور اس شہر سے روانگی کا وقت قریب سے قریب آ رہا تھا۔

مکہ مکرمہ سے روانگی

آج کعبہ معظمہ سے ہم روانہ ہو جائیں گے۔ ایک طرف مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت والے شہر سے روانگی کا قلق بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے گھر یعنی بیت اللہ شریف کی حاضری اب تو نصیب ہے پھر یہ حاضری کب نصیب ہوگی اور ایک طرف مدینہ منورہ میں حاضری کا شوق بھی ہے اور خوشی بھی کہ وہ کون سا وقت ہوگا جب ہم محبوبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کا شرف حاصل کریں گے۔ یہ خوشی ایسی ہے کہ دیگر ہزاروں خوشیاں اسی ایک خوشی کی خاطر قربان کی جاسکتی ہیں۔ خانۂ کعبہ سے جدائی بھی سوہانِ روح ہے مگر کیا کریں۔

۱۴ر مارچ بروز اتوار

آج شب کو فقیر اُویسی غفرلہٗ نے تراویح میں قرآن پاک پڑھنے کا آغاز بھی کر دیا ہے۔ الحمد للہ! اس فقیر کو یہ سعادت حاصل ہوئی ہے کہ مکہ مکرمہ کی گلیوں، بازاروں

میں چلنے پھرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی ہے، ان گلیوں اور بازاروں میں یقیناً مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی چہل قدمی فرماتے رہے ہوں گے۔ یہ ایک بڑی عظیم سعادت ہے الحمدللہ مگر اس کے ساتھ بیت اللہ شریف میں تراویح میں قرآن پاک پڑھنے کا آغاز بھی ایک عظیم سعادت ہے۔ بہر حال کل ان شاء اللہ تعالیٰ مدینہ طیبہ کو روانہ ہوتا ہے۔ بارگاہِ حق میں دعا ہے کہ خالقِ کائنات ہماری یہ حاضری قبول فرمائے اور سعادتِ دارین سے نوازے۔

رات کے لئے تیاری

چونکہ صبح ہم کو یہاں سے روانہ ہو جانا ہے، کیا معلوم آئندہ کیسے حالات کا سامنا کرنا پڑے اس لئے پروگرام یہ طے کیا کہ دن کے وقت اکثر لوگ خانہ کعبہ شریف میں حاضر ہوتے ہیں اس لئے اس جمگھٹے اور رش سے بچنے کے لئے یہ طے کیا کہ دن خوب سو لیا جائے اور رات سے خوب فائدہ اُٹھایا جائے اور کوشش کی جائے کہ رات کے وقت خوب خوب کعبہ معظمہ کی زیارت کی جائے، نوافل ادا کئے جائیں، اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت کی جائے۔ بہر حال دن کے وقت ہم خوب سوئے تا کہ اس مرتبہ رات بھر خوب عبادت کر سکیں۔

رات ہوئی تو نمازِ عشاء حرم کعبہ میں ادا کی۔ تراویح بھی حرم کعبہ میں ادا کی۔ تراویح میں قرآنِ مجید کی تلاوت کا شرف حاصل کیا۔

ویگن کرایہ کے لئے

الحمدللہ رات بارہ بجے تک حرم شریف میں خوب عبادت کی۔ بعد ازاں حاجی خیر محمد صاحب تشریف لائے۔ ہم نے انہیں کہا کہ سبھی ساتھیوں کا ارادہ ہے کہ بجائے عام بس پر جانے کے ویگن اسپیشل کرائے پر حاصل کی جائے۔ ہم نے انہیں کہا کہ وہ کرائے کے لئے ایک ویگن کا اہتمام کریں ان خصوصی شفقت سے کرائے کی ویگن با آسانی

حاصل ہوگئی اور ہم مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ مدینہ منورہ کا سفر کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے اللہ تعالیٰ یہ سفر مبارک کرے اور ہم سب کو خوب خوب فوائد سے نوازے نیز مدینہ منورہ کی طرف سفر بار بار نصیب کرے۔ اور مدینہ منورہ کا سفر اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو نصیب کرے...... (آمین)

ریاست علی

مدینہ منورہ کا عظیم سفر

یہ سفر سعادت دارین کا سفر ہے۔ اس سفر میں آداب کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے دنیوی دیگر اسفار کی مانند یہ سفر طے نہیں کرنا چاہیے۔ دورانِ سفر محبوبِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھتے وقت اکثر وقت گزارنا چاہیے۔

مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ۲۷۷ میل ہے جس کی مسافت طے کرنے میں کم وبیش سات سے آٹھ گھنٹے وقت لگتے ہے۔ راستہ بھر یہ تصور فرمایئے کہ اب ہمیں مدنی آقا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں شرفِ سعادت سے نوازے جانا ہے اس لئے کوشش فرمائی جائے کہ راستے بھر دنیوی باتوں، ٹھٹھا، مخول وغیرہ سے پرہیز کیجئے۔

ہم اس سلطانِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہونے کے لئے جارہے ہیں کہ جس نے بھی آپ کی دعوتِ حق پر لبیک کہا ربِ کائنات نے اسے عظیم انعامات سے نوازا۔ الحمدللہ! آج ہمیں بھی اسی مدینہ منورہ کی طرف سفر کرنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔

مدینہ منورہ کی یادوں کی بہار

ہماری کیفیت بھی بڑی عجیب ہے کہ مدینہ منورہ قریب سے قریب تر آرہا ہے اس لئے مدینہ منورہ کی یادوں کی بہار کا جھونکا بھی ہمیں بے چین کردیتا ہے۔ ایسی ملی جلی

کیفیت ہمارے لئے خوشی وغم کے جذبات کا امتزاج ایک عجیب ہی لذت کا سبب ہے۔

برادرِ اصغر اعلیٰ حضرت علامہ مولانا حسن رضا خاں قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

قریب طیبہ بخشے ہیں تصور نے مزے کیا کیا
میرا دل ہے مدینہ میں، مدینہ دل کے اندر ہے۔

(ذوقِ نعت)

مدینہ پاک کو روانگی

روانگی سے قبل خود کو ادبِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خوب تیار کر لیجئے کہ کہاں حاضری ہوگی

ادب گاہ ست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

یعنی آسمان کے نیچے وہ ادب کی جگہ ہے جو عرشِ معلیٰ سے بھی نازک تر ہے جہاں حضراتِ جنید اور بایزید (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) جیسے کامل اولیاء کرام بھی سہمے ہوئے ہیں کہ کہیں کوئی کمی واقع نہ ہو جائے۔

تابانیوں کا شہر

یہ آج کس محبوب شہر کی طرف روانگی کا ارادہ ہے۔ ذرا غور تو فرمایئے۔ محمد اعظم چشتی صاحب نے کیا خوب کہا

تابانیوں کا شہر درخشانیوں کا شہر
حسنِ ازل کا جلوؤں کی ارزانیوں کا شہر
لطف وسخا میں ڈوبے ہوئے مہ وشوں کا دیس
بوئے وفا میں مہکے ہوئے جانیوں کا شہر

اسرار میں بسے ہوئے ذروں کی سرزمیں
انوار سے لدی ہوئی پیشانیوں کا شہر
دلدادگانِ عشق ومحبت کی سجدہ گاہ
رسم وفا کے خالقوں اور بانیوں کا شہر
حکمت کی خلد ،حسن کا دل، علم کا دیار
دانائے راز عارفوں، یزدانیوں کا شہر
انسانیت کے محسنِ اعظم کی بارگاہ
اللہ کے کرم کی فراوانیوں کا شہر
اعظم درِ حبیب پہ کس منہ سے جاؤں گا
میں رُوسیاہ اور وہ نورانیوں کا شہر

(کلیاتِ اعظم)

مبارک سفر کے لئے ہدایات

یہ بڑا مبارک سفر ہے۔اسے خاص انداز سے طے کیجئے۔ یہ مبارک سفر کمال ذوق وشوق کے ساتھ ذکر وشاغل شاداں وفرحاں طے کریں ۔ ہر لمحہ عبادت اور طاعتِ خداوندی میں مشغول رہے، اپنی بداعمالیوں پہ نادم وشرمسار رہے،توبہ واستغفار میں مشغولیت اختیار کیجئے،نہایت تواضع ،عاجزی کے ساتھ وقت گزاریں،فضول باتوں اور فضول امور سے پرہیز کیجئے۔

صلوٰۃ وسلام

اپنا بیشتر وقت خشوع وخضوع ،عاجزی وانکساری ، ذوق وشوق کے ساتھ صلوٰۃ وسلام میں گزاریں کہ یہ اس زمانہ (دور) کی بہترین عبادت ہے۔
حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ایک جماعت کو مقرر فرمایا ہے

کہ وہ مدینہ منورہ جانے والوں کا درود وسلام نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کریں۔ یہ فرشتے بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کرتے ہیں کہ فلاں بن فلاں جوآپ کی زیارت کے لئے آرہا ہے اس نے درود وسلام کا یہ تحفہ خدمتِ اقدس میں پیش کیا ہے۔

فائدہ

اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہوسکتی ہے کہ اس کے پہنچنے سے بھی پہلے اس کا نام حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس اقدس میں پہنچ جائے اور اس عظیم الشان مقدس بارگاہ میں اس کا تذکرہ آجائے۔

باوضو رہنے کا مشورہ

فقیر اویسی غفرلہٗ نے رفقاء سے عرض کردیا ہے کہ باوضو رہیں اور صلوٰۃ وسلام کی کثرت کریں۔ الحمدللہ! ہم جملہ رفقاء مدینہ طیبہ کا راستہ درود وسلام کے ورد سے طے کرنے لگے۔

آدابِ حاضری

راستہ طے کرتے ہوئے اگر محبوبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شہر تک ممکن ہوتو سواری کے بجائے پیدل ہی سفر اختیار کیجئے، ننگے پاؤں روتا ہوا عاجزی سے چلے اور شوقِ دیدار میں جلد جلد قدم اُٹھائے یعنی جتنا ممکن ہو سکے جلد از جلد پہنچنے کی کوشش کرے۔ اگر سواری پر ہو تو سواری کو تیز چلائے۔ راستہ طے کرتے وقت درود وسلام کثرت سے پڑھے "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ"

اس دور کی سواریاں

آج کل کے دور میں تیز سواریاں چند گھنٹوں میں مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ

پہنچادیتی ہیں۔ اس صورت میں کم از کم جہاں سے مینارِ نبوی یعنی مینارِ گنبد خضریٰ نظر آئیں شوقِ دل میں اضافہ ہوجانا چاہیے۔ رونے والوں جیسی صورت بنا لینی چاہیے اور عشق و مستی میں مستغرق ہوجانا چاہیے۔ بارگاہِ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں محبت بھرے نعتیہ اشعار پڑھنا شروع کردیں یا عشق کے رنگ میں صلوٰۃ وسلام کی گونج میں اضافہ کردینا چاہیے یعنی خوب خوب صلوٰۃ وسلام پڑھیں یہاں تک کہ شہر مبارک میں داخلہ ہو۔

ادب وعشق کے امتحان کی کامیابی

چونکہ دورِ نجد یہ زوروں پر ہے اسی لئے یہاں ادب وعشقِ حبیبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر پابندی ہے اور بے ادبی وگستاخی پر مجبور کیا جاتا ہے۔ یہی عشق کا امتحان ہے۔ آج کے دور میں جو حرمین طیبین سے باادب ہوکر گھر کو لوٹے تو سمجھ لے کہ میں امتحان میں کامیاب ہوگیا ورنہ بہت سے محروم القسمۃ انسانوں کو دیکھا ہے کہ بے ادبی وگستاخی کی نحوست سے ایمان کی دولت ضائع کرواپس لوٹتے ہیں۔

لطیفہ

سالوں پہلے کی بات ہے کہ ایک شخص نے ہمارے ایک ساتھی کو کہا کہ مکہ معظمہ میں ایک نیکی کے بدلے ایک لاکھ نیکی ملتی ہے اور مدینہ منورہ میں بہت کم۔ ہمارے ساتھی نے جواب دیا کہ ہم وہاں جارہے ہیں جہاں لاکھی لکھ داتا ہے کہ جس نے لاکھ ثواب والے کو یہ مرتبہ بخشا۔

☆☆☆☆☆☆

فقیر کا ذاتی تجربہ

اس بار مدینہ منورہ جانے کے لیے قافلے والوں نے سپیشل گاڑی کی ہے فقیر نے ان کی وجہ سے خاموشی اختیار کی ورنہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ جبلِ نور سے شرکتہ (نقل

جماعی) کی ائیر کنڈیشن بس سستی پڑتی ہے اور آرام دہ بھی۔

فقیر کا مشورہ

مدینہ منورہ جانے والے زائرین کے لئے زیادہ مفید یہ ہے کہ سپیشل کار ٹیکسی بکنگ کرانے کے بجائے شرکۃ (نقل جماعی) کی ائیر کنڈیشن بس جائیں وہ سستی پڑتی ہے اور آرام دہ بھی ہے۔

آج کل نقل جماعی موقف (اڈہ) جبل نور کے قریب ہے اجرت کی ٹیکسی کو دس ریال دے کر جبلِ نور جانا چاہیے۔ پرائیویٹ گاڑیوں (کار) کے ڈرائیور اکثر پریشانی کا موجب بنتے ہیں چنانچہ ہمیں بھی اس دفعہ معمولی طور پر پریشان ہونا پڑا۔

فائدہ

موجودہ عربی میں لاری اڈہ کو موگف کہتے ہیں جو موقف کا بگڑا ہوا لفظ ہے اور شرکۃ (نقل جماعی کی بسیں) کی ٹکٹ پہلے خریدنی پڑتی ہے وہیں اڈے پر ہی ان کا دفتر ہے۔ دفتر کے سامنے (مدینہ، جدہ اور طائف وغیرہ) لکھا ہوتا ہے اور سامان رکھنے کی جگہ بھی ہے۔ ہوائی جہاز نما بس ہے اور سیٹیں بھی ہوائی جہاز کی طرح ہیں پانچ گھنٹے میں مدینہ پاک پہنچاتے ہیں۔ (اب نقل جماعی بسوں کا اڈہ حرم کے بالکل قریب ہے)

مدینہ منورہ کی طرف روانگی

ہم پرائیویٹ کار پر دس بجے سوار ہوئے اپنے رفقاء سے فقیر نے عرض کیا کہ شہر محبوب کا سفر ہے اس لئے باوضو ہو کر درود شریف پڑھتے چلو کیونکہ الحمدللہ درود وسلام کے فضائل بیشمار ہیں۔

فضائل درود شریف

رب کائنات کا ارشاد مبارک ہے

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۝ (پارہ۲۲،سورۃ الاحزاب،آیت۵۶)

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والوان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

☆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ

اَوْلَی النَّاسِ بِی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلَاۃً

بیشک قیامت میں لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ شخص ہوگا جو سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجے گا۔

رواہ الترمذی وابن حبان فی صحیحہ کلاھما من روایۃ موسیٰ بن یعقوب کذافی الترغیب وبسط السخاوی فی القول البدیع

☆ ایک اور روایت مبارکہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ پر درود بھیجا قیامت کے دن پل صراط کے اندھیرے میں نور ہے اور جو یہ چاہے کہ اس کے اعمال بہت بڑے ترازو میں تُلیں اس کو چاہیے کہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرے۔

☆ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر درود شریف کی کثرت کرے گا وہ عرش کے سایہ میں ہوگا۔

☆ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ اپنی مجالس کو درود شریف سے مزین کیا کرو اس لئے کہ مجھ پر درود شریف پڑھنا تمہارے لئے قیامت میں نور ہے۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی نقل فرمایا ہے کہ جو شخص مجھ پر میری قبر کے قریب درود بھیجتا ہے میں اس کو خود

سنتا ہوں اور جو مجھ پر دور سے درود بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔(رواہ البیہقی فی شعب الایمان کذا فی المشکوٰۃ بسط السخاوی فی تخریجہ)

درود پاک کے فوائد

درود و سلام کے فضائل بیشمار ہیں تبرکاً چند فوائد بیان کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

☆ درود پڑھنے والے پر ربِ کائنات کے فرشتے رحمت اور بخشش کی دعائیں کرتے ہیں۔

☆ درود پاک گناہوں کا کفارہ ہے۔

☆ درود پاک سے عمل پاک ہو جاتے ہیں۔

☆ درود پاک پڑھنے سے درجے بلند ہوتے ہیں۔

☆ درود پاک پڑھنے والے کے لئے ایک قیراط ثواب لکھا جاتا ہے جو کہ احد پہاڑ جتنا ہے۔

☆ درود پاک پڑھنے والے کو پیمانے بھر بھر کر ثواب ملتا ہے۔

☆ جو شخص درود پاک کو ہی وظیفہ بنا لے اس کی دنیا اور آخرت کے سارے کے سارے کام اللہ تعالیٰ خود اپنے ذمہ لے لیتا ہے۔

☆ درود پاک پڑھنے کا ثواب غلام آزاد کرنے سے بھی افضل ہے۔

☆ درود پاک پڑھنے والا ہر قسم کے ہولوں سے نجات پاتا ہے۔

☆ شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم درود پاک پڑھنے والے کے ایمان کی گواہی دیں گے۔

☆ درود پاک پڑھنے والے کے لئے شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔

☆ درود پاک پڑھنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت لکھ دی جاتی ہے۔

☆اللہ تعالیٰ کے غضب سے امان لکھ دیا جاتا ہے۔

☆اس کی پیشانی پر لکھ دیا جاتا ہے کہ یہ نفاق سے بَری ہے۔

☆لکھ دیا جاتا ہے کہ یہ دوزخ سے بری ہے۔

☆درود پاک پڑھنے والے کو قیامت کے دن عرشِ الٰہی کے سائے کے نیچے جگہ دی جائے گی۔

☆درود پاک پڑھنے والے کی نیکیوں کا پلڑا وزنی ہوگا۔

☆درود پاک پڑھنے والے کے لئے جب وہ حوضِ کوثر پر جائے گا خصوصی عنایت ہوگی۔

☆درود پاک پڑھنے والے کل سخت پیاس کے دن امان میں ہوگا۔

☆پلصراط پر سے نہایت آسانی سے اور تیزی سے گزر جائے گا۔

☆پلصراط پر اسے نور حاصل ہوگا۔

☆درود پاک پڑھنے والا موت سے پہلے اپنا مکان جنت میں دیکھ لیتا ہے۔

☆درود پاک پڑھنے والے کو جنت میں کثرت سے بیویاں عطا ہوں گی۔

☆درود پاک کی برکت سے مال بڑھتا ہے۔

☆درود پاک پڑھنا عبادت ہے۔

☆درود پاک اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب عملوں سے پیارا ہے۔

☆درود پاک مجلسوں کی زینت ہے۔

فائدہ﴾ بحمد للہ یہ انعامِ ربانی اہلسنّت وجماعت کو حاصل ہے۔

☆درود پاک تنگدستی دور کرتا ہے۔

☆درود پاک پڑھنے والا قیامت کے دن سب لوگوں سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ قریب ہوگا۔

☆درود پاک پڑھنے والے کو اس کی اولاد اور اس کی اولاد کی اولاد کو رنگ دیتا

ہے۔

☆ درود پاک پڑھ کر جس کو بخشا جائے اسے بھی نفع دیتا ہے۔

☆ درود پاک پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ کا اور پھر اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قرب نصیب ہوتا ہے۔

☆ درود پاک پڑھنے سے دشمنوں پر فتح ونصرت حاصل ہوتی ہے۔

☆ درود پاک پڑھنے والا زنگار سے پاک ہو جاتا ہے۔

☆ درود پاک پڑھنے والے سے لوگ محبت کرتے ہیں۔

☆ درود پاک پڑھنے والا لوگوں کی غیبت بچار ہتا ہے۔

☆ سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ درود پاک پڑھنے والے کو رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوتی ہے۔

جذب القلوب سے چند فوائد

☆ درود پاک پڑھنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے۔

☆ درود پاک پڑھنے والے کا کندھا جنت کے دروازے پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کندھے مبارک کے ساتھ چھو جائے گا۔

☆ درود پاک پڑھنے والا قیامت کے دن سب سے پہلے آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچ جائے گا۔

☆ درود پاک پڑھنے سے دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے۔

☆ درود پاک پڑھنے والے کو جان کنی میں آسانی ہوتی ہے۔

☆ جس مجلس میں درود پاک پڑھا جائے اس مجلس کو فرشتے گھیر لیتے ہیں۔

☆ درود پاک پڑھنے سے سید الانبیاء حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت بڑھتی ہے۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خود درود پاک پڑھنے والے سے محبت

فرماتے ہیں۔

☆ قیامت کے دن سید عالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم درود پاک پڑھنے والے سے مصافحہ کریں گے۔

☆ فرشتے درود پاک پڑھنے والے کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔

☆ فرشتے درود پاک پڑھنے والے کے درود شریف کو سونے کی قلموں سے چاندی کے کاغذوں پر لکھتے ہیں۔

☆ درود پاک پڑھنے والے کا درود شریف فرشتے دربارِ رسالت میں لے جا کر یوں عرض کرتے ہیں "یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فلاں کے بیٹے فلاں نے حضور کے دربار میں درودِ پاک کا تحفہ حاضر کیا ہے"

☆ درود پاک پڑھنے کا گناہ تین دن تک فرشتے نہیں لکھتے۔

حضرت علامہ الحاج مفتی محمد امین صاحب نے بزرگانِ دین کے ارشاداتِ مبارکہ سے چند فوائد بیان فرمائے۔

☆ درود پاک پڑھنے والے کے سامنے بڑے بڑے جابروں کی گردنیں جھک جاتی ہیں۔

☆ درود پاک پڑھنے والے کے گھر پر آفتیں اور بلائیں نہیں آتیں۔

☆ درود پاک پڑھنے سے جنت وسیع ہوتی جاتی ہے۔

☆ درود پاک پڑھنے کی کثرت سے بندہ اولیائے کرام کی جماعت میں شامل ہو جاتا ہے۔

☆ درود پاک پڑھنے والے کے لئے یہاں (اس جہانِ فانی میں) بھی عیش وہاں (یومِ آخرت میں) بھی عیش۔ یہاں بھی خوشیاں مناتا ہے اور وہاں بھی خوشیاں منائے گا۔

☆ درود پاک ساری نفلی عبادتوں سے افضل ہے۔

☆ درود پاک پڑھنے والے کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا۔

☆ درود پاک ہر شر کا دافع ہے۔

☆ درود پاک فتوحات کی چابی ہے۔

☆ درود پاک ایسی تجارت ہے جس میں کسی قسم کا خسارہ نہیں۔

☆ درود پاک جنت کا راستہ ہے۔

☆ درود پاک گناہوں کو یوں مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

☆ درود پاک کی کثرت کرنا آرزوؤں کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

☆ درود پاک کی کثرت کرنا اہلسنّت و جماعت کی علامت ہے۔

☆ درود پاک کی کثرت کرنے والے کو قبر میں نہ مٹی کھائے گی نہ کیڑے۔

☆ درود پاک اسم اعظم ہے جیسے اسمِ اعظم سے سارے کے سارے کام خواہ وہ دنیا کے کام ہوں، خواہ وہ آخرت کے، سب کے سب پورے ہو جاتے ہیں یوں ہی درود پاک سے سارے کے سارے کام پورے ہو جاتے ہیں۔

☆ درود پاک سے مصیبتیں اور پریشانیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

☆ درود پاک کی کثرت سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت وعظمت بڑھتی ہے۔

☆ درود پاک کا پڑھنا دعاؤں کی قبولیت کا باعث ہے۔

☆ درود پاک کا پڑھنا کفارۂ سیئات ہے۔

☆ درود پاک بکثرت پڑھنے والا ان شاء اللہ اہلِ دوزخ سے نہ ہوگا۔

☆ درود پاک کا بکثرت پڑھنا قیامت کے دن قیامت کے ہولنا کیوں اور اس کی دشوار گزار گھاٹیوں سے جلد از جلد نجات کا باعث ہوگا۔

☆ قیامت کے دن درود پاک پڑھنے والوں پر خاص عنایت ہوگی۔

☆ بکثرت درود پاک پڑھنے والوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن شہیدوں کے

ساتھ رکھے گا۔

☆ درود پاک بکثرت پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔

☆ بھولی ہوئی چیز درود پاک پڑھنے سے یاد آجاتی ہے۔

☆ درود پاک پڑھنا دعاؤں کا محافظ ہے۔

☆ درود پاک پڑھنا اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا سبب ہے۔

☆ درود پاک کی کثرت کی وجہ سے فقر وفاقہ اور تنگی معاش کا خاتمہ ہوتا ہے۔

☆ درود پاک بکثرت پڑھنے والوں کے لئے جنت میں ایک خاص قبہ۔

(کتاب آب کوثر)

فائدہ

درود وسلام کی بیشمار برکات ہیں اس سے سعادت دارین حاصل ہوتی ہے بیشمار دینی ودنیوی انعامات سے نوازا جاتا ہے۔اس لئے بکثرت درود وسلام پڑھتے رہنا چاہیے خصوصاً حج کے سفر اور عمرہ کے سفر میں تو خصوصیت کے ساتھ صلوٰۃ وسلام بکثرت پڑھنا چاہیے۔اللہ تعالیٰ شرفِ قبولیت سے نوازے۔آمین آپ کی دعاؤں کا طالب

الفقیر القادری ابواحمد غلام حسن اُویسی

پہلی چوکی

چوہدری بشیر احمد صاحب اور فقیر (فیضِ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اگلی سیٹ پر بیٹھ گئے جبکہ ہمارے باقی تین رفقاء پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ جاتے ہوئے پہلی چوکی پر ہمارے پاسپورٹ چیک ہوئے۔چوکی سے فارغ ہوکر کارسوئے مدینہ منورہ روانہ ہوئی۔

کلام اقبال

ڈرائیور کار کو سڑک پر دوڑانے لگا۔منزل قریب ہونے لگی پیچھے سے الحاج سعید

احمد صاحب نے علامہ اقبال مرحوم کا کلام ترنم سے پڑھنا شروع کیا

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبینِ نیاز میں
طرب آشنائے خروش ہو تو نوا ہے محرمِ گوش ہو
وہ سرود کیا کہ چھپا ہوا ہو سکوتِ پردۂ ساز میں
تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں
دم طواف کر مکہ شمع نے یہ کہا کہ وہ اثر کہن
نہ تری حکایتِ سوز میں ، نہ میری حدیث گداز میں
نہ کہیں جہاں میں اماں ملی ، جو اماں ملی تو کہاں ملی
مرے جرم خانہ خراب کو ترے عفو بندہ نواز میں
نہ وہ عشق میں رہیں گرمیاں نہ وہ حسن میں رہیں شوخیاں
نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی نہ وہ خم ہے زلفِ ایاز میں
جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

(کلیاتِ اقبال)

فائدہ

الحمد للہ یہ سفر بخیر و خوبی طے ہو رہا ہے۔ اس علاقہ میں امن وسکون ہے مگر حالات جیسے بھی ہوتے عشاق اس سفر سے پیچھے کبھی نہ ہٹتے۔ علامہ اقبال ہی کا کلام ملاحظہ فرمایئے۔

خوفِ جاں رکھتا نہیں کچھ دشت لے جائے حجاز
قافلہ لوٹا گیا صحرا میں اور منزل ہے دور

اس بیاں باں یعنی بحرِ خشک کا ساحل ہے دور
ہم سفر میرے شکارِ دشنۂ رہزن ہوئے
بچ گئے جو ہو کے بیدل سوئے بیت اللہ پھرے
اس بخاری نوجواں نے کس خوشی سے جان دی
موت کے زہراب میں پائی ہے اس نے زندگی
خنجر رہزن اسے گویا ہلالِ عید تھا
ہائے یثرب دل میں لب پر نعرۂ توحید تھا
خوف کہتا ہے کہ یثرب کی طرف تنہا نہ چلے
شوق کہتا ہے کہ تو مسلم ہے بیباکانہ چل
بے زیارت سوئے بیت اللہ پھر جاؤں گا کیا
عاشقوں کو روزِ محشر منہ نہ دکھلاؤں گا کیا
خوفِ جاں رکھتا نہیں کچھ دشت پیمائے حجاز
ہجرت مدفون یثرب میں یہی مخفی ہے راز
گو سلامت محملِ شہی کی ہمراہی میں ہے
عشق کی لذت مگر خطروں کی جانکاہی میں ہے
آہ! یہ عقلِ زیاں اندیش کیا چالاک ہے
اور تاثر آدمی کا کس قدر بیباک ہے

(کلیاتِ اقبال)

فائدہ

اُنہوں نے غزل مذکورہ ایسے دردناک لہجے میں پیش کی کہ تمام رفقاء کرام پُرنم ہو گئے۔

آنکھوں کا غسل

اس کے بعد الحاج موصوف مدینہ پاک تک درد بھری آواز میں مختلف نعتیں پڑھتے رہے۔ خود بھی جی بھر کر عشقِ نبوی میں روتے رہے اور ہمیں بھی..... بلکہ مجھے تو حیرانی ہوئی کہ خان صاحب شاعر نہ ہونے کے باوجود شاعر نکلے کہ اکثر اپنی بنائی ہوئی نعتیں پڑھیں اور وہ بھی برجستہ۔

مدینہ قریب ہو رہا ہے

فقیر نے چند حکایات سنا دیں تا کہ ان صاحبانِ حکایات کے طفیل ہمارے حاضری شرفِ قبول سے مشرف ہو۔

بینائی لوٹ آئی

پانچ سال پہلے دلی کا ہندو شاعر ٹھاکر داس اثیم بینائی سے محروم ہو گیا، بہت سے علاج کرائے مگر بے سود۔ آخر ایک دن اپنے گھر والوں کو کہنے لگا کسی ایسے مسلمان کو لاؤ جو حج کرنے جا رہا ہو چنانچہ اسی محلّہ سے ایک حاجی مل گیا۔ ٹھاکر داس اثیم نے اسے یہ نعت دی اور تاکید کی کہ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں جالی کے سامنے کھڑے ہو کر پڑھنا۔

خدا کی شان دیکھئے کہ اُدھر حاجی صاحب نے یہ فریاد سنائی اِدھر دلی میں شاعر کی بینائی لوٹ ہوئی (یعنی بالکل اسی وقت جب نظم پڑھی جا رہی تھی) حضرت پیر صاحب کی روایت کے مطابق یہ واقعہ ماہنامہ برہان دلی میں شائع ہوا تھا جس کے مدیر فاضل دیوبند ہیں۔ (ایسے ہی علامہ آسی صاحب نے فرمایا)

نعت شریف

پھیکا ہے نورِ خور رُخ انور کے سامنے
ہے ہیچ مشک زلفِ معنبر کے سامنے

خجلت سے آب آب ہیں نسرین و یاسمین
کیا منہ دکھائیں جاکے گل تر تیرے سامنے

ہے رنگِ معصیت سے سیاہ دل کا آئینہ
کیا اس کو لے جاؤں سکندر کے سامنے

قسمت کا لکھا مٹ نہیں سکتا کسی طرح
تدبیر کیا کرے گی مقدر کے سامنے

چشم کرم ہو آنکھیں میں آجائے روشنی
کہنا صبا یہ جاکے پیمبر کے سامنے

شیشہ نہ ہو، نہ سنگ ہو، چشمہ ہو نور کا
اسکو لگا کے جاؤں میں سرور کے سامنے

جس در سے آج تک کوئی لوٹا نہ خالی ہاتھ
دست طلب دراز ہے اس در کے سامنے

رضوان تجھے جو ناز ہے جنت پر اس قدر
کیا چیز ہے وہ روضۂ اطہر کے سامنے

سر پر ہو ان کا دستِ شفاعت اثیم کے
جس دم کھڑا ہو داورِ محشر کے سامنے

(انوار لاثانی، اپریل ۱۹۹۰ء)

غیر مسلموں کا نذرانۂ عقیدت

الحمدللہ! یہ ایک واقعہ ہے اور ایک ہندو شاعر کا نذرانۂ عقیدت ہے۔ ایسے بے شمار شعراء وغیر مسلموں نے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے حضور نذرانہ ہائے عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی پھر کیوں نہ محبوب کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھنے والے اپنے محبوبِ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔ یہی وجہ ہے کہ الحمدللہ محبوبِ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے غلام، ان کی عظمت کی خاطر تن من دھن سب کچھ قربان کرنے کو دین وایمان کا حاصل سمجھتے اور سعادتِ دارین کے حصول کا سبب خیال کرتے ہیں۔

الحمدللہ! اب ہم تھوڑی ہی دیر بعد مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہونے والے ہیں۔ پھر تو ہم بھی جو کچھ مانگیں گے ان شاء اللہ تعالٰی منہ مانگی مرادیں پائیں گے۔

انتباہ

اس حکایت میں ایک ہندو کی عقیدت اور پھر اس کی مقصد برآری ملاحظہ فرمایئے اور غور وفکر فرمایئے کہ مدنی تاجدار صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی کیا شان ہے۔ یہاں ان لوگوں کے لئے دعوتِ فکر ہے جو بارگاہِ رسول (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) کی حاضری مبارک کو بدعت اور آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے کچھ مانگنے کو شرک کہتے ہیں۔ افسوس ہے کہ ایک ہندو کو تو منہ مانگی مراد مل جائے لیکن یہ قسمت کا مارا کلمہ پڑھنے کے باوجود ایسے قول وفعل کو شرک تعبیر کرتا ہے۔

جنرل ضیاء الحق کا ذاتی واقعہ

اسلام آباد ۲۷ نومبر صدر جنرل ضیاء الحق نے دو روزہ بین الاقوامی سیرت کانفرنس میں اپنا ایک ذاتی واقعہ بیان کیا۔ کہ ۱۹۶۹ء میں وہ مسجد نبوی میں روضۂ رسول کے سامنے

نمازِ عشاء کے بعد درود وسلام میں مشغول تھے کہ منتظمین نے انہیں یہ کہہ کر مسجد سے باہر نکال دیا کہ مسجد کے دروازے بند کئے جارہے ہیں۔اس وقت تک میں نے اپنا درود وسلام مکمل نہیں کیا تھا اس لئے مجھے یوں اپنے باہر نکالے جانے پر سخت دلی تکلیف پہنچی اور میری زبان سے دکھ بھرے لہجے میں نکلا یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اسی طرح دھکے دے کر نہ نکلوایئے۔اچانک ایک اعلیٰ پاکستانی سرکاری افسر وہاں پہنچا۔میں نے انہیں بتایا کہ میں روضۂ رسول کے قریب کھڑا درود وسلام پڑھ رہا تھا کہ اچانک مجھے دھکے دے کر باہر نکال دیا ہے حالانکہ میں نے اپنا درود وسلام مکمل بھی نہ کیا تھا۔یہ پاکستانی افسر مجھ سے بہت زیادہ سینئر تھے اور وہ ان دنوں سعودی عرب کا دورہ کررہے تھے لیکن وہ وقت بھی ہم نے آنکھوں سے دیکھا کہ سعودی ضیاء کی خاطر داری میں کوئی کسر نہ چھوڑ رہے تھے۔

رقعۂ بارگاہِ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں بھیجنا

دور سے عریضہ جات بھیج کر مرادیں پانے والوں کی فہرست طویل ہے۔چند واقعات فقیر اُویسی غفرلہ نے اپنی تصنیف ''محبوبِ مدینہ'' میں لکھ دیئے ہیں لیکن افسوس کہ آج کل عریضہ جات نجدی نگران جالی مبارکہ یا دوسرے ذریعہ سے گنبد مبارک کے اندر نہیں بھیجنے دیتے بلکہ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ جالی مبارک کے سامنے دعا مانگنے سے بھی سختی سے روکتے ہیں بلکہ جبراً جالی مبارک کو پشت کرا کر قبلہ رُخ کر دیتے ہیں۔ان قسمت کے ماروں کو کیا خبر کہ قبلہ کو رُخ کراتے ہو یا قبلہ کے قبلہ یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پیٹھ کراتے ہو۔اس کی سزا آج نہ سہی تو کل قیامت میں پاؤ گے۔ان شاء اللہ تعالیٰ

فائدہ

چند حکایات مزید فقیر القادری ابواحمد غلام حسن اُویسی نے یہاں بیان کرنے کی

سعادت حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ شرفِ قبولیت سے نوازے۔ آمین

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عشقِ حبیبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے واقعات

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت و عشق کے بارے میں حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وہ مسجد نبوی میں تشریف لے جاتے اور اپنا ہاتھ منبر پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نشست گاہ پر رکھتے اور فرطِ محبت سے اس کو بوسہ دے کر اپنے چہرے پر پھیر لیا کرتے تھے۔ (عشقِ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

☆ حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال (باکمال) ہوا تو حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل دنیا سے اچاٹ ہوگیا، زندگی بے رنگ و کیف ہوگئی۔ اس کے بعد اُنہوں نے نہ کوئی مکان بنایا اور نہ باغ لگایا صرف اپنے آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کو سینے سے لگائے رکھا جو ان کا سرمایۂ حیات تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر پاک آتا تو بے اختیار رو پڑتے تھے اور جب کبھی سفر سے لوٹتے تو سب سے پہلے روضۂ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہو کر محبت بھرا اسلام کہتے تھے اور جب کبھی اپنے محبوب آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درِ اقدس کے قریب سے گزرتے تو اپنی آنکھیں بند کر لیتے تھے۔

آثار باعثِ تسکین قلبِ محزون

اب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے اپنے محبوب آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آثار (مبارک) ہی تھے جو باعثِ تسکین، قلبِ محزون تھے لہٰذا ان کے اتباع کا بھی از حد خیال رکھتے تھے۔ بقول زہیر بن بکار وہ ہر اس مسجد میں جس میں ان کے آقا

ومولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا فرمائی وہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نقوش پا کی چھان بین کرتے اور وہ راستہ جس سے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ہوا تھا اپنی اونٹنی کو روک کر اس میں فکر و تامل کرتے تھے۔ خود فرماتے ہیں ''میں یہ اس لئے کرتا ہوں کہ خدانخواستہ میری اونٹنی کے پاؤں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی مبارک کے پاؤں کے بعض نشانات کے اوپر نہ پڑ جائیں'' (عشقِ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۵۵۵ھ میں حج سے فراغت کے بعد حضرت سید احمد کبیر فارعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روضۂ مدینہ منورہ کی حاضری کے لئے روانہ ہوئے۔

اس سے قبل آپ عشق و محبت کے گلہائے رنگین کا گلدستہ اپنے گھر سے بارگاہِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں بھیجا کرتے تھے مگر اب بہ نفس نفیس محبت کے پھول پیشِ خدمت کرنے کے لئے جا رہے تھے۔ روضۂ اطہر جوں جوں قریب آ رہا تھا آپ کے قلبِ مخزوں کی حالت عجیب تر ہوتی جا رہی تھی، قلب روح مئے الفت سے سرشار مخمور تھے۔ جب اپنے ملجاو ماوا، آقا ومولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مواجہہ انور کے روبرو پہنچے تو ادب سے سر جھکا کر کھڑے ہو گئے، ہاتھ باندھ لئے، نظریں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدومِ میمنت لزوم کے بوسے لینے لگیں اور ہجر و فراق و محبت کے قلبی جذبات اشعار کا روپ دھار کر لبوں پر پھیل گئے۔ بڑی مدہم آواز میں عرض کی۔

فِي حَالَةِ الْبُعْدِ رُوْحِيْ أُرْسِلُهَا
تُقَبِّلُ الْأَرْضَ عَنِّيْ وَهِيَ نَائِبَتِيْ
وَهٰذِهٖ نَوْبَةُ الْأَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ
فَامْدُدْ يَمِيْنَكَ كَيْ تَحْظٰى بِهَا شَفَتِيْ

ترجمہ

میں دور ہونے کی حالت میں اپنی روح کو خدمت مبارک میں بھیجا کرتا تھا جو میری نائب بن کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آستانہ مبارکہ کو چوما کرتی تھی۔ ان جسموں کی حاضری کا وقت آیا لہٰذا اپنے دستِ اقدس عطا فرمائیں تاکہ میرے ہونٹ اس کو چومیں۔

حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عشق ومحبت میں ڈوبی ہوئی التجا سن کر راحت وانس وجاں، حبیبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کی حالت پر رحم آ گیا لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس کو قبر اطہر سے باہر نکالا۔ جس کو آپ نے والہانہ انداز میں چوما۔

"البنیان المشید" میں مرقوم ہے کہ اس ہنگام بیشمار لوگ مسجد نبوی شریف میں موجود تھے جنہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ جود وسخا کی زیارت سے اپنی نظروں کو سرور بخشا۔ انہی افراد میں حضرت سید الاولیاء شہنشاہ بغداد سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی بھی موجود تھے۔ (عشقِ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم،)

فائدہ

اہل ایمان مسلمہ عقیدہ ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مزار مقدس میں حیات حقیقی سے زندہ ہیں اس مسلمہ عقیدہ کی ترجمان مجدد مائتہ حاضرہ اعلیٰ حضرت، امامِ اہل سنت، امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یوں فرمائی ہے کہ

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

تفصیلات کے سلسلے میں علمائے اہل سنت کی تصانیف کا مطالعہ فرمایئے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حاضری کا منظر

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنا حال بیان فرماتے ہوئے کہتے ہیں ''میں سولہ سال تک جمالِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور اتباعِ جمال ملت احمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اپنے نفس پر سختیاں کرتا رہا۔ میں نے نفسِ امارہ کو اس مجاہدہ کے طفیل اس طرح کر دیا جس طرح لوہے کی آتشیں بھٹی میں پارہ ہوتا ہے۔ میں ریاضت کی آگ میں تپتا تھا، اس طرح میں نے روحانیت کی شمشیر ذوالفقار تیار کی جس سے ماسوا اللہ کے تمام رشتے کاٹ کر رکھ دیئے۔ کچھ عرصہ کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ میں بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا ہوں۔ مجھے ایک خطاب سنائی دیا کہ ''اے بایزید بسطامی! افسوس تم تا ہنوز خام ہو، تم ابھی تک امید وبیم میں کھڑے ہو، تم ابھی تک بزمِ مرتبہ عالیہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچنے کے لائق نہیں ہو'' میں اس خطاب کو سن ہی رہا تھا کہ میرے سامنے ایک بحر بیکراں دکھائی دیا جس کی موجوں سے آتشیں شعلے بھڑک رہے تھے وہ ایک لمحہ میں ہزاروں جہانوں کو خاکستر بنا دیتے تھے میں یہ نظارہ دیکھتے ہی دم بخود رہ گیا۔ میری جان پر حیرت طاری ہوگئی، میری دل پر ایک الہام وارد ہوا کہ جب تک اس سمندر سے نہ گزرو گے سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دربارِ عالیہ تک رسائی حاصل نہ کرسکوں گے۔

جب محبوبِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عشق ومحبت ہوتو آگ کے سمندروں، عفریتوں کے بھیانک غاروں، زخمی شیروں کی کچھاروں، قیامت کی ہولناکیوں، مصائب وآلام کی کٹھن و دشوار گھاٹیوں، غم واندوہ کے طوفانی ریلوں اور اژدھوں کے تیز نیشوں کی پرواہ نہیں رہتی۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس آتش بداماں بحر بیکراں کی طرف گام اُٹھائے جس کو عبور کرنا بزمِ مرتبہ عالیہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لائق ہونے کی شرط اولین تھی چنانچہ کئی سالوں کی محنت و ریاضتِ شاقہ کے بعد بفضلِ ایزدی آپ نے اس سمندر کو عبور کیا اور منزلِ مقصود کو پایا۔

رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اس امر کی مقتضی ہے کہ اس کے ساتھ کسی اور چیز کو منسلک نہ کیا جائے۔

عشاق کے انداز نرالے

زیارتِ مکہ مکرمہ کے ساتھ زیارتِ مدینہ منورہ اپنی جگہ پر درست ہے لیکن دنیائے عشق کے دستور منفرد اور عشاق کے انداز نرالے ہوتے ہیں وہ اس مصرع کے مصداق ہوتے ہیں ''**وللناس فیما یعشقون مذاھب**''

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طبیعت نے گوارا نہ کیا کہ حج کے ساتھ ہی زیارتِ مدینہ منورہ سے فراغت حاصل کرلی جائے چنانچہ جب اُنہوں نے فریضۂ حج ادا کیا تو مدینہ منورہ نہیں گئے اور فرمانے لگے ''یہ ادب نہیں کہ زیارتِ مدینہ منورہ کو زیارتِ مکہ مکرمہ کے ماتحت رکھ دیا جائے''

اگلے سال آپ نے خراسان سے دیارِ رسولِ عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے رختِ سفر باندھا۔ روضۂ اقدس پر حاضری دی۔ آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے تھے اور زبان پر درود وسلام کے پاکیزہ الفاظ تھے، کافی دیر تک روتے رہے اور سلام پڑھتے رہے۔ اسی اثناء میں اونگھ سے آگئی دیکھا تو نظروں کے سامنے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز تھے اور ارشاد فرمارہے تھے ''یزید اُٹھو اور اپنی ماں کی خدمت جا کر کرو'' (عشقِ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم،)

حضرت خواجہ محمد عثمانی دامانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حاضری کا منظر ❖ شہر خوباں کا احترام وتعظیم وادب ہر محبِّ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر واجب ہے یہی قانونِ محبت ہے۔ اسی شہر میں ہنوز محبوبِ انس جاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی معطر ومعنبر سانسوں کی باس رسی بسی (رچی بسی) ہے یہاں کے خاک کے ذروں کو رسولِ عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہے۔ یہاں کی فضاؤں میں آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صورت نواز بکھری ہوئی ہے، یہاں کے احجار واشجار

نے بدرالدجیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے، یہاں کی گلیاں اور کوچے نور کی ندیاں ہیں۔

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب حج بیت اللہ کے بعد عازم مدینہ منورہ ہوئے اس وقت آپ پر سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا رابطہ محبت اور غلبۂ شوق اس قدر طاری تھا کہ درودیوار سے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مشاہدہ فرماتے تھے۔

مدینہ منورہ میں آپ نے گیارہ روز قیام کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ادب واحترام کا اس قدر لحاظ تھا کہ اس دوران آپ نے ہر قسم کے کھانے پینے کو ترک فرمادیا تاکہ قضائے حاجت کی ادائیگی خدانخواستہ کسی ایسی جگہ نہ ہوجائے جہاں حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدوم میمنت لگے ہوں۔ (عشقِ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حاضری کا منظر

حضرت سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مناسکِ حج ادا فرمانے کے بعد جب سوئے دیارِ محبوبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم روانہ ہوئے تو ادب وآداب کی حالت دیدنی تھی۔ مدینہ منورہ سے ابھی بارہ میل دور تھے کہ سواری چھوڑ کر پیادہ چل پڑے۔ گنبدِ خضراء کے مقدس ومنور میناروں سے آپ کی نگاہیں ہٹتی نہ تھیں۔ جب روضۂ مطہرہ پر حاضر ہوئے تو آنکھوں سے آنسو تھمنے کا نام نہ لیتے تھے وہاں کی ہر چیز کو محبت، عقیدت واحترام اور عزت سے دیکھتے تھے۔ (عشقِ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حاضری کا منظر

آپ سرتاپا عشقِ حبیبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں رنگے ہوئے تھے۔

یہاں تک کہ تابِ جدائی نہ رہی تو مثلِ ماہی بے آب مضطرب اور بے چین رہنے لگے۔ ہمہ وقت مدنی تاجدار صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی قدم بوسی کی تڑپ اور حضوری کی تمنا نے آپ کو گھیر رکھا تھا، محبوبِ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا عشق روز افزوں گہرا ہوتا گیا۔ آپ نے سوئے مدینہ کی تیاری کی۔ جب یارائے فرقت نہ رہا تو عالمِ وارفتگی میں قدم سوئے مدینہ اُٹھنے لگے۔ ہر اُٹھنے والا قدم محبِ صادق حضرت جامی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو سید العاشقین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے درِ اقدس اور قدوم میمنت لزوم کے قریب تر کررہا تھا۔ اس احساسِ لطیف سے کہ محبوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم قریب آرہے ہیں تو قلزمِ عشق ومحبت میں تلاطم برپا ہوگیا۔

وادیٔ بطحا

چلتے چلتے آپ وادیٔ بطحا میں پہنچے تو مدینہ منورہ، خاکِ مدینہ، خارِ مدینہ حتیٰ کہ سگِ مدینہ کو بھی اپنے دل کے قریب پاتے تھے۔ آپ عالمِ وارفتگی میں سرزمین نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو جانے والے قافلوں کو سلام کرتے تھے۔ قافلہ حجاز کے اونٹوں کے ساربان آپ کے پیغام رساں تھے اور نسیم بہاری کو فریاد پہنچانے کا ذریعہ بناتے تھے اور اسے مخاطب کرکے فرماتے۔

نسیما جانبِ بطحا گزرکن
زاحوالِ محمد راخبرکن (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم)

اے بادِ نسیم ذرا وادیٔ بطحا کی طرف سے گزر جا اور محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں میرا احوال عرض کرتی جا۔

جب آپ باندازِ والہانہ رسالت مآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہونے کے لئے گئے تو والیٔ مدینہ منورہ کو عالمِ رؤیا میں حضورِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی اور حکم فرمایا ہمارے عاشق کو شہر کے باہر روک لو ورنہ جس جذب وکیف میں وہ آرہا ہے مجھے اس کے لئے گنبدِ خضری سے باہر آنا پڑے گا۔

والیِ مدینہ فوراً تعمیلِ ارشاد کے لئے شہر سے باہر گیا اور حضرت جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اندر داخل ہونے سے روک دیا۔ اُنہوں نے ہزار منت سماجت کی مگر آپ کو شہر کے اندر داخل نہ ہونے دیا۔

عاشقِ صادق صندوق میں بند

یہ بڑی کٹھن منزل تھی۔ محبوب آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے تھوڑے فاصلے پر تھے مگر اذنِ حاکم نہ تھا کہ محب شہر کے اندر داخل ہو۔ جب کوئی صورت نظر نہ آئی تو ایک دن حضرت جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک سالارِ کارواں سے عرض کی ''مجھے صندوق میں بند کر کے گنبدِ خضریٰ تک پہنچا دو'' سالارِ قافلہ مان گیا اور آپ کو صندوق میں ڈال کر چل پڑا۔ والیِ مدینہ کو پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں آ کر حضرت جامی کو مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے فرمایا چنانچہ بنفسِ نفیس ان کاروانِ عشق و محبت کے لئے استقبال کے لئے شہر کے دروازے پر کھڑا تھا۔ اونٹوں پر لدے ہوئے سامان کی تلاشی لی گئی۔ ایک صندوق میں سامانِ عشق و محبت موجود تھا۔ بڑے ادب سے والیِ مدنہ نے عرض کی ''اے عاشقِ رسول جامی! حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے کہ آپ کو روک دیا جائے''

محبِ صادق نے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم و ارشاد کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ چند دنوں کے بعد جب آپ کے جوش و جذب میں قدرے سکون آیا تو روضۂ اقدس پر حاضری کی اجازت مرحمت ہوئی چنانچہ آپ ادھر روانہ ہوئے۔ اس ہنگام آپ کے جذب و مستی میں حضرت جنید و بایزید رحمہما اللہ کا ادب اور حضرت بلالِ حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رقت و للٰہیت تھی۔ جب روضۂ اقدس نظروں کے سامنے آیا تو بے تابانہ اس کے ساتھ لپٹ گئے اور اس طرح فریاد کرنے لگے

زمہجوری   برآمد   جانِ   عالم
ترحم   یا   نبی   اللہ   ترحم

ترجمہ: آپ کے ہجر میں ایک عالم کی جاں لبوں پر ہے۔ اے اللہ کے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) رحم فرمائیے، رحم فرمائیے۔ (عشقِ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حاضری کا منظر

آپ کے لیل ونہار حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عشق ومحبت میں غرق رہتے تھے۔ ہجر وفراق کے لمحات طویل سے طویل تر ہوتے جارہے تھے اور پھر اللہ تعالیٰ کو آپ کی حالت پر رحم آگیا۔ آپ بغرضِ زیارت روضۂ اقدس حاضری کے لیے گئے۔

جب حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو عشق ومستی کی کیفیت سے بیخود ہوگئے اور جب روضۂ اطہر پر نظر پڑی تو آستانہ بوسی کا شرف وفخر حاصل کرنے کے لئے بے اختیارانہ جھکے مگر پھر سر اُٹھالیا۔ گویا ایک گونہ تردد اضطراب ہے۔ آستانہ بوسی کی جرأت نہیں ہوئی۔ آپ کی اس کشمکش کو دیکھ کر خادم نے عرض کی ''حضرت جلد ہی آستانہ بوسی کرلیں عوام کا ہجوم بڑھتا جارہا ہے''
آپ نے چشمِ پرنم کے ساتھ فرمایا'' آستانہ بوسی کے لئے جب جھکتا ہوں تو دل سے آواز آتی ہے اے فرید! حیا کر تیری زبان اور دہن پلید ہے۔ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا آستانہ طیب اور پاک ہے۔ اس لئے ارادہ کی تکمیل میں محرومی نصیب ہے، کیا کروں یہ دل کے معاملے ہیں کوئی اور کیا جانے'' (عشقِ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

مدینہ پاک کے اسماء مبارک

ان چند واقعات کے بعد اب مدینہ منورہ کے مختلف اسماء گرامی ان کے مفاہیم ومطالب عرض کیے دیتا ہوں تا کہ خوش نصیب زائرین کرام کو معلوم ہو کہ یہ مبارک شہر اللہ

رب العزت کی رحمتوں کا مرکز ہے۔

حضرت علامہ سمہودی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنی کتاب ''وفاء الوفاء'' میں مدینہ منورہ کے ان اسماء کو بیان کیا ہے جن کا ثبوت تاریخ سے یا ان کا اطلاق اس سرزمین پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔ فرمایا:

مدینہ منورہ کا ایک نام ''اَثْرِبَ'' بروزن مسجد۔ یہ نام حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ان بیٹا کا ہے جو اس سرزمین میں آ کر آباد ہوا۔ انہی کے نام پر یہ جگہ موسوم ہوئی۔ اسی لغت کو بعد میں یثرب کہا جانے لگا۔

''ارض اللّٰہ'' کیونکہ آیۃ کریمہ ''اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَة

''(پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۹۷)''

کیا اس کی زمین کشادہ نہ تھی'' میں اسی جگہ کی طرف اشارہ ہے۔

ارض الھجرۃ کا معنی

أکالۃ البلدان

أکالۃ القری

الایمان یعنی دار الایمان

البارۃ

البرۃ

البحرۃ

البحیرۃ

البلاط

البلد۔ مفسرین نے بیان کیا ہے کہ ''لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ'' (پارہ ۳۰، سورۃ البلد، آیت ۱) ''مجھے اس شہر کی قسم'' سے یہی سرزمین مراد ہے۔

بیت الرسول

الجنۃ الحصینۃ

الحبیبۃ

الحرم

حرم رسول اللہ

حسنۃ

الخیرۃ

دارالابرار

دارالاخیار

قبۃ الایمان

دارالسلامۃ

دارالھجرۃ

الشافیۃ

طابہ

طیبہ

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں مدینہ منورہ کا نام طابہ رکھوں یعنی اس کو طابہ کہوں اور توریت میں بھی مدینہ منورہ کا ذکر طیبہ نام نام کیا گیا ہے۔

طیبہ اور طابہ کا مفہوم پاک وصاف کرنا ہے جیسا نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک یہ طیبہ ہے۔ یہ گندگی کو نکال پھینکتا ہے جیسے آگ چاندی کی میل کچیل کو نکال دیتی ہے (صحیح مسلم حدیث نمبر 1384)

نیز ارشاد ہے جو اس کو یثرب کہے وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرے -یہ طابہ ہے، یہ طابہ ہے

فائدہ

حضرت علامہ سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدینہ منورہ کے ۹۴ نام بیان کئے ہیں تفصیلات کے لیے فقیر اویسی غفرلہٗ کی تصنیف ''محبوبِ مدینہ'' میں ملاحظہ فرمائیے۔

فضائل مدینہ منورہ

مدینہ منورہ کے فضائل بیشمار ہیں یہاں فضائل مدینہ پر مبنی چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیے۔

مدینہ میں داخل ہونے والے ہر راستے پر فرشتے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ

مدینہ منورہ میں داخل ہونے والے ہر راستے پر فرشتے موجود ہیں۔ اس شہر میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہو سکتے۔

(بخاری شریف، فضائل مدینہ، حدیث نمبر ۱۷۸۱، ۵۳۹۹، ۶۷۱۴)

فائدہ

انقاب نقب کی جمع، پہاڑ کے درّہ یا دو پہاڑوں کے درمیان کے راستہ کو نقب کہتے ہیں، یہاں مطلقاً راستہ مراد ہے۔ مدینہ منورہ پر فرشتوں کا یہ پہرہ دائمی ہے کہ اس کے تمام راستوں پر ایسے فرشتے پہرہ دے رہے ہیں جن کی وجہ سے وہ جنات مدینہ پاک میں نہیں آسکتے جن کے اثر سے طاعون پھیلتی ہے، آج تک وہاں طاعون نہ پھیلی اور نہ ان شاء اللہ پھیلے گی، دجّال بھی وہاں نہ پہنچ سکے گا، پیداوار والے ممالک میں قحط پڑتے رہتے ہیں، لوگ بھوک سے ہلاک ہوتے رہتے ہیں مگر آج تک حرمین شریفین میں قحط

نہیں سنا گیا، نہ لوگ وہاں بھوک سے ہلاک ہوئے اگرچہ وہاں پیداوار کوئی نہیں یہ کھلا معجزہ ہے۔خیال رہے کہ شہر مدینہ کی حفاظت پر اور قسم کے فرشتے مامور ہیں اور روضہ اطہر پر سلام عرض کرنے کے لئے ستر ہزار دوسرے فرشتے مامور ہیں جن کی دن رات تبدیلیاں ہوتی ہیں۔(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، جلد۴)

مدینہ بُرے لوگوں کو باہر نکال دے گا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ۔ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ فَجَاءَ مِنَ الْغَدِ مَحْمُومًا فَقَالَ أَقِلْنِي فَأَبَى ثَلَاثَ مِرَارٍ فَقَالَ الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طَيِّبُهَا

(بخاری شریف، فضائل مدینہ،)

(السنن الکبریٰ از امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حدیث نمبر ۴۲۶۲)

کہ ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔اس نے آپ کے دستِ اقدس پر اسلام قبول کیا۔اگلے دن وہ آیا تو اسے بخار چڑھا ہوا تھا وہ یہ بولا آپ میری بیعت فسخ کردیجئے۔نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ انکار کیا(لیکن جب وہ نہ مانا تو اُٹھ کر چلا گیا) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مدینہ منورہ بھٹی کی مانند ہے جو خبیث چیز کو باہر نکال دیتا ہے اور پاکیزہ چیز کو پاک وصاف کردیتا ہے۔

فائدہ

اس حدیث مبارکہ جیسی ایک اور روایت مبارکہ بھی موجود ہے۔

کھرے کھوٹے کا نکھار

اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ زمین مدینہ میں کھوٹوں کو نکالنے، کھروں کو چھانٹ لینے کی تاثیر اول ہی سے ہے اور آخر تک رہے گی صرف قریب قیامت نہ

ہوگی، جو منافقین یا یہود وہاں ہی مر کر وہاں ہی دفن ہو گئے ان کی نعشیں وہاں سے نکال دی گئیں۔ غرضیکہ زمین مدینہ کسی خبیث کو اس کی زندگی میں ہی نکال دیتی ہے کسی کو بعد موت لہٰذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں، ہاں قریب قیامت اس چھانٹ کا خصوصی اثر نمودار ہوگا جسے ہر شخص اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، جلد۴،)

مدینہ منورہ کو یثرب کہنے کی ممانعت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے بیان فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرَى يَقُولُونَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِينَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ

(بخاری شریف، فضائل مدینہ(صحیح مسلم شریف،، حدیث نمبر ۱۳۸۲)

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے ایسی بستی (کی طرف ہجرت کر جانے) کا حکم دیا گیا جو تمام بستیوں کو کھا جائے گی لوگ اسے یثرب کہیں گے حالانکہ وہ مدینہ ہے۔ لوگوں کو ایسے صاف کر دے گی جیسے بھٹی لوہے کے میل کو صاف کر دیتی ہے۔

شرح حدیث

اس حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے حکیم الامت، حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ

مدینہ منورہ کے نام سو سے بھی زیادہ ہیں، طیبہ، طابہ، بطحا، مدینہ، ابطخ وغیرہ، ہجرت سے پہلے لوگ اسے یثرب کہتے تھے یا تو اس لیے کہ یہاں قوم عمالقہ کا جو پہلا آدمی آیا اس کا نام یثرب تھا یا یہ لفظ ثرب سے مشتق ہے بمعنی سرزنش، سزا مصیبت وبلا، رب تعالیٰ فرماتا ہے:

"لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ" (پارہ ۱۳، سورۃ یوسف، آیت ۹۲)
آج تم پر کچھ ملامت نہیں۔
اب اسے یثرب کہنا سخت منع ہے، قرآن کریم میں جو اسے یثرب کہا گیا
یٰٓاَھْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَکُمْ۔ (پارہ ۲۱، سورۃ الاحزاب، آیت ۱۳)
اے مدینہ والو یہاں تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں۔
وہ قول منافقین ہے۔
امام احمد فرماتے ہیں کہ جو مدینہ منورہ کو یثرب کہے وہ توبہ کرے۔
بخاری نے اپنی تاریخ میں فرمایا کہ جو ایک بار اسے یثرب کہے وہ بطور کفارہ دس بار اسے مدینہ کہے۔

مدینہ کے معنی

مدینہ کے معنی ہیں اجتماع کی جگہ، مدن سے مشتق ہے بمعنی اجتماع اسی سے ہے تمدن و مدنیت، شہر کو مدینہ اسی لیے کہتے ہیں کہ وہاں ہر قسم کے لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے، کسی شاعر نے مدینہ کے عجیب معنی یہ بیان کیے۔

معجزہ شق القمر کا ہے مدینہ سے عیاں
مد نے شق کرلیا ہے دین کو آغوش میں

زمین مدینہ کی تاثیر

یہ زمین مدینہ کی تاثیر ہے کہ اس نے وہاں سے مشرکین و کفار کو یا تو مومن بنادیا اور یا وہاں سے نکال دیا۔ چنانچہ اوس وخزرج تو مومن ہوگئے بنی قریظہ ہلاک اور بنی نضیر وہاں سے جلاوطن کردیئے گئے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ اگر کوئی خبیث وہاں مرکر دفن بھی ہوجائے تو فرشتے وہاں سے اس کی نعش کسی دوسری جگہ منتقل کردیتے ہیں اور اگر کوئی وہاں کا عاشق دوسری جگہ دفن ہوجائے تو اس کی نعش مدینہ منورہ پہنچادیتے ہیں، غرضیکہ

زمین مدینہ بھی بھٹی ہے۔(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، جلد۴)

مدینہ منورہ طابہ ہے

حضرت ابوحمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تبوک سے واپس آرہے تھے جب ہم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ طابہ ہے۔

(بخاری شریف، باب فضائل مدینہ، حدیث نمبر۱۷۷۳۔۱۴۱۱)

اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام طابہ رکھا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی سَمَّی الْمَدِیْنَۃَ طَابَۃَ

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف، باب حرم المدینہ، حدیث نمبر ۲۶۱۸)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام طابہ رکھا ہے۔

فائدہ

یعنی لوح محفوظ میں مدینہ منورہ کا نام طابہ، طیبہ ہے یا رب تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اس کا نام طابہ رکھیں، اس کے معنی ہیں پاک وصاف اور خوشبودار جگہ، اسے رب تعالیٰ نے کفر وشرک سے پاک کیا، یہاں کے باشندوں کو بدخلقی وغیرہ سے صاف فرمایا جیسا کہ آج بھی مشاہدہ ہے کہ مدینہ منورہ کے باشندے اخلاق وعادات اور نرمی طبیعت میں بہت اعلیٰ ہیں، نیز زمین مدینہ بلکہ در ودیوار میں ایک خاص مہک ہے وہاں کے خس و خاشاک اگرچہ گلی کوچوں میں جمع رہیں مگر بدبو نہیں دیتے، وہاں کی مٹی میں قدرتی خوشبو ہے مگر محسوس اسے ہو جس کے دماغ میں کفر ونفاق کا نزلہ زکام نہ ہو۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح ،جلد ۴،)

مدینہ منورہ کی محبت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب سے واپس تشریف لائے اور آپ مدینہ منورہ کی دیواروں کو دیکھتے تو آپ اپنی سواری کو تیز کردیتے اور اگر آپ کسی چوپائے پر سوار ہوتے تو اس کو حرکت دیتے ایسا آپ مدینہ منورہ کی محبت کی وجہ سے کرتے۔

(بخاری شریف ،باب فضائل مدینہ ،حدیث نمبر ۱۷۸۷۔۱۷۰۸)

فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا

حضرت زید بن اسلم اپنے والد گرامی کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی۔

قَالَ اللّٰھُمَّ ارْزُقْنِی شَھَادَۃً فِی سَبِیلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِی فِی بَلَدِ رَسُولِکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(بخاری شریف ،باب فضائل المدینہ ،حدیث نمبر ۱۷۹۱)

اے اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت نصیب کر اور میری موت تیرے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شہر میں ہو۔

فائدہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ دعا کرتے تھے کہ مولیٰ مجھے اپنے محبوب کے شہر میں شہادت کی موت دے ،آپ کی دعا ایسی قبول ہوئی کہ سبحان اللہ! فجر کی نماز مسجد نبوی محراب النبی ،مصلیٰ نبی اور وہاں شہادت۔ میں نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ تیس چالیس سال سے مدینہ منورہ میں ہیں ،حدود مدینہ بلکہ شہر مدینہ سے بھی باہر نہیں جاتے اسی خطرہ سے کہ موت باہر نہ آجائے ،حضرت امام مالک کا بھی یہی دستور رہا۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، جلد۴،)

فائدہ

ملاحظہ فرمائیے مدینہ منورہ کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی محبت، خصوصاً سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ سے کتنی محبت تھی الحمدللہ اہلسنت وجماعت کی مدینے سے محبت اس کی حقانیت کو واضح کر رہی ہے۔

قیامت کے دن شفاعت کی خوشخبری

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَصْبِرُ عَلَى لَأْوَاءِ الْمَدِينَةِ وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِي إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، باب حرم المدینہ، حدیث نمبر ۲۶۱۰)

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرا کوئی امتی مدینہ کی سختیوں اور تکلیف پر صبر کرے گا تو میں قیامت کے دن اس کا شفیع ہوگا۔

مدینہ میں فوت ہونے کی فضیلت

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يَمُوتَ بِالْمَدِينَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَإِنِّي أَشْفَعُ لِمَنْ يَمُوتُ بِهَا۔

(رواہ احمد والترمذی وقَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ إِسْنَادًا، مشکوٰۃ شریف، حدیث نمبر ۲۶۱۹)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو مدینہ میں مر سکے وہ وہاں ہی مرے کیونکہ میں مدینہ میں مرنے والوں کی شفاعت کروں گا۔

مدینہ پاک کے لئے دعائے نبوی

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ وُعِكَ اَبُوْ بَكْرٍ وَبِلَالٌ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُہُ فَقَالَ اللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ كَحُبِّنَا مَكَّۃَ اَوْ اَشَدَّ وَصَحِّحْھَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ صَاعِھَا وَمُدِّھَا وَانْقُلْ حُمَّاھَا فَاجْعَلْھَا بِالْجُحْفَۃِ

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، باب حرم المدینہ، فصل اول، حدیث ۲۶۱۴)

ترجمہ

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو حضرت ابوبکر وحضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بخار آ گیا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر یہ خبر دی تو آپ نے (دعا فرماتے ہوئے بارگاہِ حق میں) عرض کیا الٰہی مدینہ ہمیں ایسا پیارا کر دے جیسے مکہ تھا یا اس سے بھی زیادہ اور اسے صحت بخش بنا دے اور اس کے صاع و مد میں ہمیں برکت دے اور یہاں کے بخار کو منتقل کر کے جحفہ میں بھیج دے۔

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا اثر

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تمام دعائیں قبول ہوئیں۔ چنانچہ آج بھی ہر مسلمان کو بمقابلہ مکہ مکرمہ کے مدینہ منورہ زیادہ پیارا ہے اور مدینہ پاک کی آب وہوا بہت ہی صحت بخش ہے حتی کہ وہاں کی خاک خاکِ شفا کہلاتی ہے، وہاں کی روزی میں بڑی برکت ہے۔ جحفہ حرمین طیبین کے درمیان چھوٹی سی بستی ہے جہاں اس زمانہ میں یہود آباد تھے، اب بھی وہاں کی آب وہوا نرا بخار ہے کہ اگر پرندہ وہاں سے گزر جائے تو بیمار پڑ جاتا ہے۔ (لمعات) یہ حدیث امام مالک کی دلیل ہے کہ مدینہ منورہ افضل

ہے۔(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، جلد۴،)

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ سے محبت

جیسے قرآنِ مجید نے مکۃ المکرّمہ کو حرم فرمایا ہے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کو حرم بنایا ہے۔ یہ آپ کی مدینہ منورہ سے محبت ہی کا ثبوت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مدینہ بھی حرم ہے یہی وجہ ہے کہ جب کہا جاتا ہے کہ حرمین شریفین سے مراد دو حرم شریف مقامات ہوتے ہیں اور وہ دو حرم مکۃ المکرّمہ اور مدینہ منورہ ہیں۔

مدینہ کی محبت

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب کسی سفر سے واپس مدینہ منورہ تشریف لاتے تو مدینہ منورہ کی دیواروں کو محبت کی نگاہوں سے دیکھتے اور اس کے شوق میں سواری تیز ی سے دوڑاتے۔ مدینہ شریف کا پھل آپ کو اتنا پیارا تھا کہ جب موسم کا پھل آپ کے سامنے پہلی بار لایا جاتا تو آپ اسے چومتے اور آنکھوں سے لگاتے۔

﴿مدینہ منورہ قریب آرہا ہے﴾

مدینہ منورہ کا سفر بڑا عظیم سفر ہے۔ مدینۃ النبی قریب آرہا ہے، محبوبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری دورِ مبارک ذہنوں میں آرہا ہے کہ یہی وہ مدینہ منورہ ہے جہاں عنقریب ہم پہنچنے والے ہیں کہ محبوبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکۃ المکرّمہ سے ہجرت کر کے یہاں تشریف لائے تو اس وقت مدینہ منورہ کو یثرب کے نام سے پکارا جاتا تھا یعنی بیماریوں کا گھر تھا۔ یہاں کے بسنے والے بھی اسے یثرب کہتے تھے اور یہاں وارد ہونے والے بھی اسے یثرب کہتے تھے، جاننے والے بھی اس شہر کو اسی نام سے پکارتے تھے اور نہ جانے والے بھی اس شہر کو اسی نام سے پکارتے تھے۔

مکۃ المکرّمہ سے مدینہ منورہ مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جونہی اس شہر میں جلوہ افروز ہوئے اس شہر کی کایا ہی پلٹ گئی۔ جس شہر کو یثرب کہا جاتا تھا

اسی شہر کو مدینۃ النبی اور مدینہ منورہ کہا جانے لگا۔ اے شہر مدینہ تجھے مبارک کہ تجھ میں محبوبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو تیری قسمت ہی بدل گئی، کہاں یثرب اور کہاں مدینۃ منورہ، کہاں بیماریوں کا گھر اور کہاں اسی مدینہ منورہ کی خاک بھی خاکِ شفاء بن گئی۔ یہاں وارد ہونے والوں کی قسمت کا ستارہ بھی چمک اُٹھتا ہے، ہاں یہی وہ مدینہ منورہ ہے کہ جس میں محبوبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز ہیں۔ آج بھی آپ درود وسلام پڑھنے والوں کے تحائف درود وسلام سنتے بھی ہیں اور جواب بھی مرحمت فرماتے ہیں۔ اس شہر میں غافلانہ روش میں داخل نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس شہر میں غافلانہ روش ترک کر دینی چاہیے۔ اس شہر میں کوشش فرمایئے کہ آپ کے ہاتھوں کسی کو تکلیف نہ پہنچے، کسی کا دل نہیں دکھانا چاہیے۔ رحمۃ للعالمین کے اس شہر میں کوشش کرنی چاہیے کہ محبوب کے نقشِ قدم کے مطابق زندگی گزارنے کی عادت بنا لیجئے اور پھر کوشش کیجئے کہ یہی دستورِ حیات ہمیشہ کے لئے اپنائے رکھیں۔

اس قسم کی ہدایات ذہن میں سوچتے کہ یہ میرے اپنے لئے ہیں ان ہدایات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے آئندہ زندگی کی بہاریں سنواروں گا۔

اس سفر میں مدینہ منورہ سے دس، بارہ میل پہلے ایک مقام آتا ہے جسے بِیر علی (مسجد میقات کے قریب) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اگر پرائیویٹ گاڑی میں ہوں تو کوشش کیجئے یہاں خوب دعائیں مانگیں، اگر گاڑی یہاں ٹھہرے تو پھر اس مقام پر دعائیں بھی خوب کیجئے اور اگر ممکن ہو تو دو رکعت نفل بھی ادا کر لئے جائیں اور یہاں سے ہی روضۂ اقدس کی حاضری کے لئے تیاری کر لیجئے۔

اس سے آگے شوقِ دیدار میں اضافہ ہو گیا۔ صلوٰۃ وسلام بکثرت پڑھنا شروع کر دینا چاہیے۔ سب ساتھی بڑے ذوق وشوق سے درود وسلام کا نذرانہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنے لگے۔ اگر ہو سکے تو شہر میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھی جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَالسَّلَامِ ط تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَاذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ط رَبِّ اَدْخِلْنِىْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِىْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّىْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا ط وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ط وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَاهُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ لا وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ○

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

یا اللہ! تو سلامتی والا ہے اور تیری طرف سے سلامتی ہے اور سلامتی تیری طرف ہی لوٹتی ہے۔ اے ہمارے رب! پس ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ اور ہمیں اپنے گھر میں داخل فرما جو سلامتی اور برکت والا ہے۔ اے ہمارے رب! اور عالی شان اے عظمت اور بزرگی والے رب! مجھے (مدینہ) میں داخل فرما، سچا داخل فرمانا اور مجھے مدینہ منورہ سے نکال سچا نکالنا اور مجھے اپنی طرف سے غلبہ یا فتح و نصرت عطا فرما۔ اور فرما دیجئے حق آگیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل مٹنے والا ہی تھا اور ہم قرآن نازل کرتے ہیں، قرآن جو کہ ایمان والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور نہیں بڑھتے ظالم مگر خسارے میں۔

مدینہ منورہ مطلوبہ مقام پر پہنچ جائیں تو اپنا سامان اطمینان سے رکھ کر آرام وسکون سے اگر ممکن ہو تو غسل کر کے ورنہ مسواک اور وضو وغیرہ کرلیں، صاف ستھرا لباس زیب تن کر کے خوشبو لگائیں۔ پوری تیاری کر کے مسجد نبوی شریف اور روضۂ اقدس پر حاضری دینے کے ارادہ سے روانگی اختیار کریں۔

الحمدللہ ہم بھی تیاری کر کے محبوبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری کے لئے روانہ ہوئے۔

باادب ڈرائیور

راستہ میں ڈرائیور نے گاڑی میں تیل ڈلوایا۔ساتھی اتر کر پیپسی پینے لگے۔میں نے ڈرائیور کو کہا"اشْرِبُوْا السَّائِقُ لانہٗ سیدنا " ڈرائیور کو بھی پلاؤ اس لئے کہ یہ ہمارا سردار ہے(نہ کہ نوکر)

ڈرائیور نے سختی سے میرا رد کرتے ہوئے فرمایا"انھا السید رسول اللّٰہ"سید یعنی سردار صرف رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔

انتباہ

ڈرائیور آج کل اکثر وہی بدو حضرات ہیں جو سابق دور میں حجاج کو اونٹوں پر لے جاتے تھے۔ان میں سے اکثر کی طبیعت اسی طرح کی ہے کہ نرمی وتواضع اور خدمت سے خوش ہوتے ہیں ورنہ وہی درشتی اور سختی جو بدوؤں میں مشہور ہے۔اسی لئے دورانِ سفران کے ساتھ پیار ومحبت لازمی ہے۔ویسے بھی حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمسایہ ہیں ان کے ساتھ ادب ومحبت اور پیار ضروری اور لازمی ہے۔

فائدہ

عرب کے اکثر عوام بدوؤں کے علاوہ بھی سنی العقیدہ ہیں۔حکومت اور ان کے کارندوں اور چند متاثر افراد پر وہابیت نجدیت اثر انداز ہے ورنہ ان میں وہی عقائد ومراسم ومعمولات مروج ہیں جو اہلسنّت کو نصیب ہیں۔

میڈی جند میڈی جان ساوے روضے تے قربان

الحمدللہ! ہم سب بخیریت بئیر علی تک پہنچ گئے جونہی شہر خوباں (یعنی مدینہ منورہ) کے آثار دور سے نظر آئے ڈرائیور چونک کر اور زوردار الفاظ میں بولا

هذا بلد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم

یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا شہر مبارک

ہم سب جذبۂ ذوق میں بول اُٹھے

میڈی جند میڈی جان ساوے روضے تے قربان

یعنی میری جان بلکہ صد جان سبز گنبد پر صدقے

ڈرائیور نے انکار کردیا

شہر خوباں میں داخلہ ہوا تو ہم نے ڈرائیور کو باب المجیدی باب السلام کے نزدیک ٹیکسی لے جانے کا کہا جبکہ ہمارے ساتھ وعدہ کیا تھا لیکن ڈرائیور نے کہا وہاں تک جانا ممنوع ہے۔ یہ اس کی زیادتی تھی کیونکہ بعد میں ہم نے دیکھا کہ ٹیکسیاں اندرونِ ابوابِ مذکورہ میں سواریوں کی تلاش میں پھر رہی ہیں لیکن اتارتے وقت انہیں اڈہ پر سہولت ہے اسی لئے ممنوع کہہ کر اندرونِ شہر میں جانے سے انکار کردیتے ہیں۔

فائدہ

اسی لئے میرا مشورہ وہی ہے کہ شرکت (نقل جماعی) کی بس پر ٹکٹ لے کر آرام سے بیٹھو اور اڈہ پر اترو، وہاں سے جہاں چاہو نئی ٹیکسی کرایہ کی لے کر منزل پر پہنچو۔

ورودِ مدینہ پاک

تین بجے رات کو اڈہ (موقف) پر اتر کر سامان ہاتھ میں پکڑ کر اور کسی نے سر پر اُٹھا کر ہم چلے۔ ''عنابیہ'' گنبد خضراء کے شرق وشمال میں جبکہ (یہاں سے) اڈہ (موقف) گنبد خضراء سے شمال ومغرب میں ہے۔ بہرحال جب ہم عنابیہ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ ہمارے میزبان ملک مختار احمد کلیار یہاں سے منتقل ہو کر ''دارالراجح'' چلے گئے ہیں۔ یہ دارالراجح باب المجیدی میں شمال (کی جانب) چند فرلانگ پر واقع ہے۔ ہمارا عنابیہ سے داراجح'' پہنچتے پہنچتے سحری کا وقت ہوگیا۔ ملک محمد مختار صاحب کے ہاں پہنچے اُنہوں نے اھلاً وسہلاً مرحبا کہہ کر سحری کے لئے کھانے کا دستر خواں بچھا دیا۔

سحری سے فراغت پا کر ہم نے ایک کمرہ میں سامان پھیلا دیا اور بارگاہِ حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کی تیاری میں لگ گئے۔

ملک مختار احمد کلیار کا تعارف

ملک صاحب لودھراں کے چھمب کلیار کے مشہور موضع کے رہائشی ہیں۔ عرصہ سے مدینہ طیبہ میں مقیم ہیں۔ بچپن سے ہی فقیر سے متعارف ہیں، مدینہ طیبہ میں اچھا کاروبار ہے، بہت ساری خوبیوں کے مالک ہیں۔ کرایہ کی بلڈنگ بھی چلا رہے ہیں یہ ان کی فراخ دلی کہ لودھراں و بہاولپور کے مہمانوں سے کمروں کا کرایہ نہیں لیتے اور صبح وشام کا کھانا مفت۔ ہمارے اعتکاف کے ایام کے لئے بھی خصوصی اہتمام فرماتے ہیں ۔اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور تادیر اقامۂ مدینہ طیبہ نصیب فرمائے۔

مدینہ پاک کے میزبان

نمازِ ظہر کی ادائیگی کے لئے یہاں غسل کر کے کپڑے تبدیل کئے اور مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوئے۔ یہاں کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ فقیر جب سے آنے جانے لگا ہے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ انہیں تلاش کرنا پڑا ہو بلکہ میزبان خود تلاش میں ہوتے ہیں۔ اس سال بھی کئی میزبانوں سے معافی مانگنی پڑی لیکن محمد ارشد بٹ صاحب نے تو کمال کر دیا کہ جبراً روزانہ ہمیں کھانے کے لئے لے جاتا اور اعتکاف کے دوران ایک لشکر کو کھانے کی دعوت دیتا۔

کھانے کی تیاری میں مصروفیت

ان کے دو رفیق جناب بشیر احمد صاحب ونذیر احمد صاحب بھی عجیب واقع ہوئے کہ سارا دن اپنی ڈیوٹی بھی دیتے اور عصر سے افطار اور رات کے اکثر حصہ میں بیدار ہو کر ہمارے کھانے کی تیاری میں لگ جاتے۔ (فجزاھما اللّٰہ خیر الجزاء)

مسجد نبوی شریف کے دروازے

اس وقت مسجد نبوی شریف کے کُل گیارہ دروازے ہیں چونکہ مدینہ منورہ کے جنوب میں قبلہ شریف ہے اس لئے مسجد نبوی شریف میں جنوب کی طرف کوئی بھی دروازہ نہیں ہے۔ مسجد نبوی شریف کے مشرقی طرف چار دروازے ہیں

(۱) بابِ جبریل (۲) باب النساء (۳) باب عبدالعزیز (۴) باب البقیع

فائدہ

ان دروازوں میں سے بابِ جبریل اور باب النساء قدیمی دروازے ہیں جبکہ عبدالعزیز سعودی تعمیر کے وقت بنایا گیا۔

مغربی جانب کے دروازے

مسجد نبوی میں مغرب کی جانب چار دروازے ہیں۔

(۱) باب السلام (۲) باب ابوبکر صدیق (۳) باب الرحمۃ (۴) باب السعو د

(اب تو کوئی چالیس کے قریب ابواب ہیں فقیر محمد فیاض احمد اویسی)

فائدہ

ان دروازوں میں سے باب السلام اور باب الرحمت قدیمی دروازے ہیں جبکہ باب ابوبکر صدیق اور باب سعود جدید دروازے ہیں۔ جس جگہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان تھا وہاں سعودی حکومت نے باب ابوبکر صدیق بنا کر بڑا یادگار کارنامہ انجام دیا اور اندرونِ مسجد جلی حروف میں ”ھــذہ خــوخة ابــوبــکــر الصدیق“ لکھ کر ایک تختی لگا دی ہے۔

مسجد میں شمال کی طرف دروازے

مسجد نبوی شریف کے شمال کی طرف تین دروازے ہیں۔

(۱)باب عمر(۲)باب عبدالمجید المعروف باب مجیدی(۳)باب عثمان

فائدہ

باب عمر اور باب عثمان نئی تعمیر کے وقت سعودی حکومت نے بنائے ہیں جبکہ باب مجیدی یہ ترکوں کا تعمیر کردہ دروازہ تھا اس دروازہ کی تعمیر ۱۲۶۵ھ میں ہوئی۔

مسجد نبوی شریف میں داخلے کے آداب

مسجد نبوی شریف میں حاضر ہونے سے پہلے غسل کر لینا چاہیے یہ افضل ہے۔ اگر کسی وجہ سے غسل کی فضیلت حاصل کرنا دشوار ہو جائے تو پھر کم از کم وضو تو ہر صورت میں کر لینا چاہیے۔

بڑے باوقار طریقے سے بہترین کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر سکون سے درود وسلام کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے مسجد شریف میں داخل ہونا چاہیے۔ بہتر ہے کہ اگر کچھ ممکن ہو تو صدقہ بھی کر دیا جائے۔ پھر اعتکاف کی نیت (نویت سنت الاعتکاف) کرتے ہوئے مسجد نبوی شریف میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

اللهم صل على سيدنا محمد وعلى آل سيدنا محمد

اللهم اغفرلي ذنوبي وافتح لي ابواب رحمتك

اللهم اجعلني اليوم من اوجه من توجه اليك واقرب من تقرب اليك وانجح من دعاك وابتغى مرضاتك۔

ترجمہ: یا اللہ! درود بھیج ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پر۔ یا اللہ! میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ یا اللہ! آج مجھے تیری طرف توجہ کرنے والوں میں سب سے زیادہ متوجہ بنا اور تیرا قرب پانے والوں میں سب سے زیادہ قریب بنا لے اور زیادہ فائز المرام کر، ان میں سے جن لوگوں نے تجھ سے دعا کی اور اپنی مرادیں مانگیں۔

ابھی ہم مسجد نبوی شریف میں نہیں پہنچے تھے کہ نور برستا گنبد خضریٰ ہمیں نظر آیا

گنبد خضری

گنبد خضرا کروڑوں اہل ایمان کے قلوب اور ارواح میں رچا بسا ہے کیوں کہ یہی وہ مقام ہے جو ہم گنہگاروں اور رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک رابطے کی علامت ہے۔

☆ گنبد خضراء شریف جس کی ضیاء پاشیوں سے کائنات روشن ہے، جس کی ہریالی سے عالمِ رنگ وبُو کا سبزہ قائم ہے، جس کے تصور سے قلبِ مسلم کی دھڑکن وابستہ ہے۔

☆ وہ گنبد خضراء جس میں محبوبِ خدا، سرورِ انبیاء، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تختِ نبوت پر تشریف فرماہیں اور اپنے دستِ اقدس سے اللہ رب العزت کے دیئے ہوئے انعامات کائنات کی ہر مخلوق میں تقسیم فرمارہے ہیں۔ اہلِ قلب ونظر سے پوچھئے کہ سنہری جالیوں کے سامنے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام جھولیاں پھیلائے کھڑے ہیں، سید الملائکہ حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام تو قدمین شریفین میں اب بھی زائرین کے درِسماعت پر یہ صدا دیتے ہیں کہ ذراسی بے ادبی کی تو عمر بھر کا سرمایہ گیا

☆ یہ گنبد خضراء جس کا دیکھنا اہلِ ایمان کی تسکین ہے جس کی زیارت کی آرزو میں آٹھوں پہر نہ جانے کئی لاکھ آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور کتنے دل تڑپتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ اس محترم ومکرم گنبد خضرا کی تاریخ اگرچہ زیادہ پرانی نہیں لیکن آج کے دور میں کیوں کہ اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خاص نسبت ہے، اسلئے اس کے دیدار کی خواہش میں ہم سب کے دل ایک ساتھ دھڑکتے ہیں اور اس گنبد خضرا کو اب اسلام کا علامتی نشان تصور کیا جانے لگا ہے۔

جمالِ زندگی ہیں گنبدِ خضری کے نظارے
سراپا روشنی میں گنبدِ خضریٰ کے نظارے
یہاں ہر گام پر انوار کی بارش برستی ہے
پیامِ سرخوشی ہیں گنبدِ خضریٰ کے نظارے
سنہری جالیوں کا حسن اور مینار کی عظمت
کمالِ دلکشی ہیں گنبدِ خضریٰ کے نظارے

خدائے ذوالمنن کے احسانات کا شکریہ ادا کرنے کی خاطر جو سوئے فلک نگاہ اُٹھی تو راستے میں سبز گنبد پر جا کر رک گئی اور اوپر اُٹھنے سے جواب دے گئی۔ گنبدِ خضری کی نورانی شعاعوں نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا، دل خوشی سے جھوم اُٹھا، روح مچل گئی، نظاروں کو دیکھ کر بے ساختہ زبان پکار اُٹھی "الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللّٰہ" وارفتگی نے جنوں کا لبادہ اوڑھا، تمنائیں لپٹ جانے کے شوق میں ادب واحترام کا دامن تھامے بحرِ بیکراں کی مانند مچلنے لگیں، ہوش وخرد کا تازیانہ ساتھ ساتھ چلتا رہا، کہیں منزل پر پہنچ قدم ڈگمگا نہ جائیں، عزم واستقلال کا پرچم، صبر وقناعت تلے لہرا کر غلامی کا حق ادا کر رہا تھا۔ جسم کے کسی حصے کی جنبش بھی اس لمحہ کو گوارا نہ تھی، باز وساکت، نظریں جامد، قدم بے جان، خیالات ساکن، سبھی محبت واشتیاق کا مجسمہ بنے ہوئے تھے، یوں دکھائی دیا جیسے میں اکیلا نہیں رکا بلکہ ساری کائنات رکی کھڑی ہے، سب کی نظریں گنبدِ خضری پر آس لگائے بیٹھی ہیں۔

دیر سے آنکھ نہیں جھپکی میری
پیشِ جاں اب کے نظارہ اور ہے

زمانے کے ہاتھوں لگے ہوئے گہرے گہرے زخموں پر ٹھنڈی ہوا خاکِ شفاء کا کام دے رہی تھی۔ گنبدِ خضریٰ کو دیکھ دیکھ کر یادوں کے دریچے کھلنے لگے، صدمات کی گتھیاں خود بخود سلجھ گئیں، آنسوؤں کے بے برگ وگیاہ چمنستان میں پھر سے بہار آگئی، بادِ سموم

کے جھکڑ دم دبا کر بھاگ کھڑے ہوئے، وہم وگمان کے بادل چھٹ گئے، خوشبو سے لبریز ہوائیں چلنے لگیں، حسرت ویاس کے مجسمے ہاتھ ملتے رہ گئے اور امیدوں کی ناؤ کو عظیم کنارہ مل گیا۔ یہی وہ اصل دکھی انسانوں کی پناہ گاہ تھی۔ گنبد خضریٰ کے مکین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جن کی خاطر اتنا طویل اور دشوار گزار سفر اختیار کیا تھا گویا ہم اس وقت پوری طرح منزلِ مقصود ہمکنار تھے۔

اس وقت ہم گنہگار، روسیاہ اپنے نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور آنسوؤں کے ڈھیر چھپائے گنبد خضری کے حسین ودلکش مناظر میں کھوئے ہوئے بے حس مجسموں کی مانند کھڑے تھے۔ گنبد خضریٰ کی تابانی اور راحت بخش کرنیں براہِ راست دلوں کے سالوں کے سیاہ دھبوں کو دھو کر روحانی کیفیات سے لبریز کر رہی تھیں۔

باادب اور بے ادب

نجدی دور تک نہ صرف گنبد خضراء بلکہ عرب مقدس کے ذرہ ذرہ کا ادب اور تعظیم وتکریم اسلام کی نظروں میں عین اسلام اور بہترین عبادت بلکہ قربِ الٰہی کا اعلیٰ درجہ سمجھا جاتا تھا یہاں تک کہ خصوصیت سے طیبہ پاک کے سگان (کتے) بھی شاہانہ حیثیت رکھتے تھے۔

حضرت جامی قدس سرہ نے فرمایا۔

سگت راکاش جامی نام بودے
کہ آمد برزبانت گاہے گاہے

ترجمہ: کاش آپ (حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے کسی کتے کا نام جامی ہوتا کبھی کبھی تو آپ کی زبان پر میرا نام آجاتا۔

حضرت قدس سرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایسی نسبت کو بھی ادب کے خلاف کہا ہے

نسبت بسگت کردم بس منفعلم زانکہ
نسبت بسگت کوئے تو شد بے ادبی

میں نے خود کو آپ (حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے کتوں سے منسوب کر دیا ہے جو کہ بہت بڑی بے ادبی کی ہے۔

اس لئے کہ آپ کے کتے سے میرا منسوب ہونا آپ کے کتے کی علوشان ہونے کی وجہ سے اس کی بے ادبی ہے۔

اعلیٰ حضرت کا کمال

امامِ اہلسنّت شاہ احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے کمال کر دیا چند نمونے ملاحظہ ہوں۔ آپ اپنے نعتیہ کلام میں فرماتے ہیں

پارۂ دل بھی نہ نکلا تجھ سے تحفہ میں رضؔا
ان سگانِ کوئے سے اتنی جاں پیاری واہ واہ

پھر خود کو مخاطب کر کے فرمایا

احمد رضؔا کتنا اچھا ہوتا کہ تو اپنے سینہ سے دل کا ٹکڑا نکال کر ان سگان کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا۔

سگانِ مدینہ میں شمار

امید لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید یہ ہے۔
کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا شمار۔
جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مور و مار
(مولوی قاسم نانوتوی، قصیدہ قاسمیہ)

(ف) اپنے آپ کو سگ طیبہ سگ مدینہ کہنے کے متعلق فقیر کی تصنیف ''نسبت بسگت'' کا مطالعہ کریں۔

مسجد نبوی شریف میں داخلہ

مسجد نبوی شریف میں باب جبریل کے راستے سے داخل ہوں۔دایاں قدم پہلے مسجد میں رکھیں اور داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سیدنا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ،اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

(شرح السنۃ،جلد۲،،مسند احمد جلد۶،)

حدیث مبارکہ

سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب مسجد نبوی شریف میں داخل ہوتے تھے تو اپنی ذات اقدس پر خود ہی درود شریف بھیجتے تھے اور مذکورہ بالا دعا (اپنی امت مرحومہ کی تعلیم کے لئے) پڑھتے تھے۔

(شرح السنۃ جلد۲،،مسند احمد جلد۶،)

نوافل کا ہدیہ

مسجد نبوی شریف میں داخل ہونے کے بعد اگر جگہ مل جائے تو ریاض الجنہ میں دو رکعت نفل تحیۃ المسجد اور دو رکعت نفل بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں نذرانۂ عقیدت ہدیہ پیش کرنے کے لئے ادا کریں بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو۔ان دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھیں۔

فائدہ

اگر ریاض الجنہ شریف میں بآسانی جگہ میسر نہ آئے تو پھر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کے قدمین شریفین کی طرف مذکورہ بالا نوافل ادا فرمائیں۔ ورنہ جہاں بھی جگہ ملے پڑھ لیں۔

دھکم پیل اور شور شرابہ سے ہر ممکن طور پر بچیں، لڑائی جھگڑا اور فضول بحث سے پرہیز کریں، نمازوں کے علاوہ اپنا وقت درود وسلام میں صرف کریں۔ مقدر سے ملا ہوا وقت فضول اور بیکار باتوں میں ضائع ہونے سے بچایئے بلکہ انتہائی انہماک اور توجہ سے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں ہدیہ درود وسلام بھیجئے۔

اگر ایسے وقت میں پہنچے کہ نماز کا وقت کی وجہ سے سلام عرض کرنے کا وقت نہ ہو تو پہلے سکون سے نماز ادا کیجئے پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو جایئے۔ مواجہہ شریف کے سامنے مطوعے ہوتے ہیں وہاں لوگ سلام کر کے گزرتے جاتے ہیں وہاں راستہ چھوڑ کر مواجہہ شریف کی طرف منہ کر کے محبوبِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عاجزی وانکساری سے ہاتھ باندھ کر نگاہ جھکی ہوئی ہو انتہائی احترام اور اس یقین کے ساتھ صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں کہ میرے آقا ومولا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے ملاحظہ فرمارہے ہیں اور میرے سلام کا جواب بھی عطا فرمارہے ہیں۔ سلام اس طرح پیش کریں۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نُوْرَاللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَخَلْقِ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ

فائدہ

اس کے علاوہ جتنے بھی آپ کے القاب یاد ہوں ان کے ساتھ ہدیہ صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کیجئے اور اگر کچھ بھی معلوم نہ ہو تو پھر

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

بھی بار بار پڑھتے رہیں۔

شیخین کریمین کو سلام عرض کریں

نبی کریم ، رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنے کے بعد خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام عرض کریں پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

تین پیتل کے سوراخ

جالی شریف میں تین پیتل کے سوراخ ہیں۔ پہلا بڑا سوراخ ہے اس سے مقابل حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور ہے، دوسرے سوراخ کے بالمقابل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرۂ مبارک اور تیسرے سوراخ کے بالمقابل حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرہ مبارک ہے۔ان دونوں بزرگ ہستیوں کو اس طرح سلام عرض کریں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِنَا اَبُوْبَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلَ اللّٰہِ

پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام پیش کرنے کی سعادت اس طرح حاصل کریں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِنَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَاطِقٍ بِالْعَدْلِ وَالصَّوَابِ

فائدہ

اگر لقب یاد نہ ہوں تو پھر اس طرح سلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِنَا اَبُوْبَكْرٍ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِنَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ

مسجد نبوی شریف میں ہماری حاضری

مسجد نبوی شریف میں فجر کی اذان ہوئی۔ ہم سب نے تازہ وضو کیا اور مسجد نبوی شریف میں داخل ہو گئے۔ مسجد نبوی شریف کی سب سے بڑی فضیلت یہی سمجھ لیجئے کہ تا قیامت ان شاء اللہ ہر مومن اس مسجد کو مسجد نبوی کے نام سے ہی یاد کرتا رہے گا۔ یہ وہ مسجد مبارک ہے کہ جہاں مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم امامت فرمایا کرتے تھے اور آپ کی اقتداء میں صحابہ کرام نماز باجماعت ادا فرمایا کرتے تھے۔

مسجد نبوی کی فضیلت

مسجد نبوی شریف کے بیشمار فضائل ہیں۔ ان میں سے چند خلاصہ کے طور پر فضائل ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، باب المسجد)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مسجدوں میں ہزار نمازوں سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے۔

شرح

مسجد نبوی کی ایک نماز سوائے کعبۃ اللہ کے باقی تمام جہاں کی مسجدوں کی ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔خیال رہے کہ حضورانور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد صرف وہی نہیں ہے جو آپ کے ظاہری زمانہ میں تھی بلکہ بعد میں جو اس میں اضافہ ہوا وہ سب حضور علیہ السلام کی مسجد ہی کہلائیں گی اور اس کے ہر حصہ میں نماز پنجگانہ کا یہی درجہ ہوگا اگرچہ اس حصہ میں جو زمانہ نبوی میں مسجد نہ تھا۔خصوصاً جنت کی کیاری میں نماز افضل ہے، نیز جس قدر روضہ اطہر سے قرب زیادہ ہوگا اسی قدر ثواب زیادہ کیونکہ حضور علیہ السلام کے قرب ہی کی تو ساری بہار ہے۔(مراۃ شرح مشکوٰۃ،جلد۱،)

فائدہ

مختصر یہ کہ مسجد نبوی بڑی عظمتوں والی مسجد ہے۔یہی وہ مسجد ہے جس کے لئے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بہ نفس نفیس خود اس کی تعمیر میں حصہ لیا۔اسی بابرکت مسجد کے قرب میں آقائے نامدار عالمین کے تاجدار، احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا روضہ پُر انوار ہے۔

مسجد نبوی شریف کی تاریخ کے متعلق قدرے تفصیلات ان شاء اللہ تعالیٰ آگے بیان کی جائیں گی۔

نمازِ فجر کی ادائیگی ونوافلِ اشراق

الحمدللہ ہم مسجد نبوی شریف میں پہنچے، مسجد نبوی شریف میں نمازِ فجر ادا کی۔وہیں اشراق کے وقت تک اوراد ووظائف میں مشغول رہے۔جب نمازِ اشراق کا وقت ہوا تو نوافلِ اشراق ادا کیے۔

فضائلِ نوافلِ اشراق

نمازِ اشراق کے بڑے فضائل ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ نماز فجر پڑھ کر مصلے پر ہی بیٹھا رہے، تلاوت یا ذکر خیر ہی کرتا رہے، یہ رکعتیں (نمازِ اشراق) پڑھ کر مسجد سے نکلے ان شاءاللہ عمرہ کا ثواب پائے گا۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ، جلد۲،)

حدیث شریف

حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ، راوی ہیں کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :مَنْ قَعَدَ فِی مُصَلَّاہُ حِینَ یَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاۃِ الصُّبْحِ حَتّٰی یُسَبِّحَ رَکْعَتَیِ الضُّحٰی لَا یَقُوْلُ اِلَّا خَیْرًا غُفِرَ لَہٗ خَطَایَاہُ وَاِنْ کَانَتْ اَکْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗد۔ (مشکوٰۃ المصابیح، باب صلوٰۃ الضحیٰ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص نمازِ فجر سے فارغ ہوتو اپنے مصلیٰ (جائے جگہ) پر بیٹھا رہے حتیٰ کہ اشراق کے نفل پڑھ لے، صرف خیر ہی بولے تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہوں۔

دل میں نور

اس کے گناہ صغیرہ کتنے بھی ہوں اس نماز اشراق پڑھنے اور مصلے پر رہنے کی برکت سے معاف ہوجائیں گے۔

☆ شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں کہ اس نماز سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے۔ جو دل کا نور چاہے وہ اشراق کی پابندی کرے۔ (اشعہ)

بعض روایات میں ہے کہ اسے حج کامل ومقبول کا ثواب ملتا ہے۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ، جلد۲،)

مسئلہ

حفاظت سے مراد انہیں ہمیشہ پڑھنا ہے۔ بحالت سفر اگر اتنی دیر مصلے پر نہ بیٹھ سکے تو سفر جاری کردے اور سورج چڑھ جانے پر یہ نفل پڑھ لے اللہ تعالیٰ اس پابندی کی برکت سے گناہ بخش دے گا۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ، جلد۲،)

فائدہ

اس سے معلوم ہوا کہ نفل پر ہیشگی کرنا منع نہیں ہاں انہیں فرض وواجب سمجھ کر ہیشگی کرنا ممنوع ہے، لہذا جو لوگ بارھویں تاریخ کو روزہ رکھتے ہیں یا ہمیشہ گیارھویں کو فاتحہ کرتی ہیں وہ اس ہیشگی کی وجہ سے گنہگار نہیں۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ، جلد۲،)

حدیث

ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راویت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر ذکر خدا کرتا رہا یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو گیا پھر دو رکعتیں پڑھیں تو اسے پورے حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا۔

مسجد نبوی شریف کی تعمیر وتوسیع

مسجد نبوی شریف کی حاضری اہل اسلام کے لیے سعادت کی معراج ہے۔ یہ وہ مبارک مسجد ہے جسے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت حاصل ہے اس کی تعمیر وتوسیع کے حوالہ ایک مختصر مضمون پیش خدمت ہے۔ تفصیلات کے لئے حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ کی تصنیف ''تاریخ تعمیر مسجد نبوی شریف'' کا مطالعہ کریں۔ (فقیر غلام حسن اویسی)

مدینہ منورہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد اور مسجد نبوی کی تعمیر

مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے قبا میں چند روز قیام کرنے کے بعد جمعہ کے روز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کا قصد فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی

اللہ تعالیٰ عنہ ناقہ (اونٹنی) پر آپ کے ساتھ سوار تھے اور انصار کا ایک گروہ ہتھیاروں سے آراستہ تلواریں لٹکائے آپ کے دائیں بائیں چل رہا تھا۔ ہر شخص کی یہ آرزو تھی کہ آپ اس کے ہاں قیام فرمائیں، ہر ایک اسی کی درخواست کر رہا تھا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میری مہمان نوازی قبول فرمالیجئے۔ آپ ان کو دعا دیتے ہوئے فرمادیتے کہ یہ ناقہ اللہ کی طرف سے مامور ہے، اللہ تعالیٰ کا جہاں حکم ہوگا یہ وہاں بیٹھ جائے گی اور میں اسی جگہ قیام کروں گا۔ آپ نے ناقہ کی مہار بالکل ڈھیلی چھوڑ رکھی تھی یہاں تک کہ وہ ناقہ بنی النجار میں عین اس مقام پر خود بخود بیٹھ گئی جہاں اس وقت مسجد نبوی کا دروازہ ہے۔ ناقہ نے اپنی گردن اس جگہ ڈال دی اور آپ اس سے اتر آئے اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قیام فرمایا۔ حضرت سیدنا ابوایوب انصاری خوشی کا کیا عالم ہوگا اللہ اکبر زبان حال سے وہ یوں گویاں ہیں۔

امروز شاہ شاہاں مہماں شدست را
جبریل باملائکہ درباں شدست را

یعنی آج کے دن سرور دو جہاں میرے مہمان ہوئے۔ آج حضرت جبرائیل علیہ السلام ملائکہ کے ساتھ اس عظیم مہماں کے سبب میرے دروازہ کی دربانی کر رہے ہیں۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ (پارہ ۲۸، سورۃ الجمعۃ، آیت ۴)

یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

دو یتیم بچوں کی زمین

علامہ سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی اس جگہ بیٹھی تو آپ نے فرمایا یہی منزل ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ یہاں وہ لوگ جو پہلے سے مدینہ منورہ میں اسلام لا چکے تھے، نماز بھی پڑھتے تھے اور یہ

میدان دو یتیم بچوں کی کھجوریں خشک کرنے کی جگہ تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ قرآنی آیت پڑھتے ہوئے اونٹنی سے اترے۔

رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ○

(پارہ ۱۸، سورۃ المومنون، آیت ۲۹)

اے میرے رب مجھے برکت والی جگہ اتار اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے۔

آپ نے ان دونوں بچوں سہل اور سہیل کو بلایا تا کہ قیمت دے کر یہ قطعۂ زمین خرید لیا جائے اور آپ نے ان کے چچا سے بھی جن کی زیر تربیت یہ یتیم تھے گفتگو فرمائی۔ ان دونوں نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ زمین ہم سے بلا قیمت قبول فرما لیجئے۔ آپ نے بلا قیمت لینے سے انکار فرمایا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ اس کی قیمت ادا کر دیں۔

مسجد نبوی شریف کی پہلی تعمیر

روئے زمین کی اس مقدس ترین مسجد کی پہلی تعمیر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس شریک ہوئے اور اپنے دستِ مبارک سے اینٹیں اُٹھا اُٹھا کر دیوار چننے لگے۔ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب اینٹیں اور چنائی کا سامان (یعنی گارا) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قریب لایا گیا تو آپ نے اپنی رداء مبارک (چادر) اتاری اور اپنے ہاتھوں سے اینٹیں رکھنی شروع کیں۔ تمام حضرات اپنی اپنی چادریں اتار کر تیار ہو گئے۔ کوئی اینٹ لا رہا ہے، کوئی گارا تیار کر رہا ہے، کوئی اُٹھا اُٹھا کر دے رہا ہے اور کوئی چنائی کر رہا ہے۔

خلفاءِ راشدین کے زمانہ میں مسجد نبوی کی توسیع

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ مبارک

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں مسجد نبوی میں کوئی توسیع

نہیں ہوئی کیونکہ ان کا دورِ خلافت تقریباً دو سال ہی تھا اور پھر یہ زمانہ مسیلمہ کذاب کے متبعین اور مانعین زکوٰۃ و مرتدین سے جہاد و قتال میں گزرا، اس وجہ سے اس کی نوبت نہ آئی البتہ جو ستون بوسیدہ ہو جانے کی وجہ سے گر گئے ان کی جگہ نئے ستون کھجور ہی حسبِ سابق نصب کر دیئے۔

فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں اضافہ ﴿ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۷ ہجری میں سمت قبلہ اور مغربی جانب کے حصہ میں اضافہ کیا۔ مشرقی جانب چونکہ ازواجِ مطہرات کے حجرے تھے اس وجہ سے اس طرف اضافہ نہیں کیا گیا۔ سیدنا فاروقِ اعظم نے جو توسیع کی وہ بالکل اسی شان سے جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیر تھی کہ کچی اینٹوں سے تعمیر کرائی۔ کھجور کے ستون اور کھجور کی شاخوں اور پھرٹوں ہی کی چھت رکھی۔

تاریخی روایات میں ہے کہ کثرتِ فتوحات سے مسلمانوں کی آمد و رفت مدینہ منورہ میں زائد ہوگئی اور مسلمانوں کی تعداد میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہو رہا تھا تو مسجد میں تنگی ہونے لگی اس وجہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد کی توسیع کے لئے اطراف کے مکانات خرید لئے ماسواء حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ازواجِ مطہرات کے مکانات کے ان کو رہنے دیا گا۔

حضرت عباس کا مکان تعمیر مسجد نبوی میں

ایک بار حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ مسجد نبوی شریف نمازیوں کے لئے جگہ تنگ ہوگئی ہے اور میں نے مسجد کے اطراف میں جو مکان ہیں خرید لئے ہیں تا کہ توسیع کر دوں بس صرف آپ کا مکان اور ازواجِ مطہرات کے حجرے باقی رہ گئے ہیں، اگر اپنا مکان اس سے زائد وسیع مکان کے عوض دے دو تو بہتر ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے تو اپنا مکان دینے سے انکار کر دیا ان کا منشاء یہ تھا کہ ان کے مکان کے نشان خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے رکھے تھے اور اس کا پرنالہ بھی اپنے ہاتھ سے لگایا تھا تو اس وجہ سے اس کو باقی رکھنا اپنے لیے موجبِ سعادت سمجھتے تھے۔ معاملہ خاصا طول پکڑ گیا تو اس میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حَکَم بنایا گیا تو اُنہوں نے کہا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے جب مسجد اقصیٰ تعمیر کرنے کا ارادہ کیا تو جس جگہ تعمیر کا پروگرام بنایا وہاں دو یتیموں کا مکان آ گیا۔ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فروخت کر دینے کے لئے کہا تو اُنہوں نے انکار کیا۔ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام قیمت کا اضافہ کرتے رہے سات دفعہ یہ نوبت آئی۔ آخر میں یہ فرمایا کہ تم دونوں کو اتنا زائد مال دوں گا بشرطیکہ تم مجھ سے مزید مطالبہ نہ کریں گے۔ مگر ان دونوں نے بہت زیادہ قیمت مانگی تو حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ قیمت بہت قدر ارگراں معلوم ہوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی اے داؤد جو کچھ دو گے وہ ہمارے رزق میں سے ہوگا ان کو دے دو حتیٰ کہ وہ راضی ہو جائیں۔ اس پر حضرت داؤد علیہ السلام نے وہی دے دیا جو ان دو یتیموں نے طلب کیا تھا۔

اس قصہ کو ذکر کے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں بھی اس قسم کا فیصلہ کرتا ہوں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو سن کر فرمانے لگے تو پھر یہ مکان مسلمانوں کے لیے میں صدقہ کرتا ہوں۔ یعنی اس کا معاوضہ آخرت ہی میں چاہتا ہوں دنیا نہیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبلہ کی سمت محرابِ نبوی سے دس ذراع کے مقدر اضافہ کیا اور قبلہ کی طرف سے شام کی سمت ۴۰ اذراع تھا اور حجرات مبارکہ کی دیوار سے مغرب کی طرف دیوار تک ۱۲۰ ذراع کا اضافہ کیا اور بعض حجرے جو شام کی طرف تھے انہیں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توسیع میں شامل نہیں کیا تھا بلکہ ولید نے اپنے زمانہ میں ان حجروں کو داخلِ مسجد کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد کی جانب مشرق میں ایک حصہ کھلے میدان کے طور پر اضافہ کیا تھا جس کو بُطیحا کہا جاتا تھا۔ یہ حصہ رحبۂ بطیحا بعد کے اضافوں میں مسجد کی عمارت میں داخل کر لیا گیا۔

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں توسیع اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اتفاق

چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ ۲۴ ہجری میں حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت پر متمکن ہوئے تو حضراتِ صحابہ سے توسیع مسجد کے بارے میں مشورہ کیا کیونکہ نمازیوں کی کثرت سے مسجد تنگ ہوگئی تھی بالخصوص جمعہ کے روز تو مسجد کے باہر دور دور تک نمازیوں کی صفیں ہوتی تھیں۔ تمام حضراتِ صحابہ کرام نے اس پر اتفاق کیا کہ مسجد کی از سرِ نو تعمیر کی جائے اور اس میں اضافہ بھی کیا جائے تو ایک روز بعد نمازِ ظہر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر تشریف لاکر حضراتِ صحابہ کرام اور مسلمانوں سے اس طرح مخاطب ہوئے۔

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطبہ

"یاایھا الناس انی قد اردت الخ" اے لوگو! میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ میں اس بوسیدہ اور شکستہ عمارت کو منہدم کر کے از سرِ نو مسجد نبوی تعمیر کروں اور اس میں کچھ اضافہ بھی کروں کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی مسجد بنائے اللہ اس کے واسطے جنت میں ایک محل تیار فرماتا ہے۔ میں خدا کی گواہی دیتے ہوئے کہتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے اور میرے واسطے مجھ سے پہلے گزرے ہوئے ایک مقدس وپیشوا (یعنی عمر فاروق) کا نمونہ بھی موجود ہے کہ اُنہوں نے مسجد کی تعمیر کی اور اس میں توسیع بھی کی اور میں اکابر صحابہ اور اہل رائے سے مشورہ کر چکا ہوں وہ تمام اس پر متفق ہیں کہ میں اس عمارت کو منہدم کر کے از سرِ نو تعمیر کروں۔

سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شمولیت

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس خطبہ پر تمام لوگ بہت خوش ہوئے اور سب نے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعائے خیر کی چنانچہ آئندہ صبح ہی کاریگروں کو بلایا اور خود بھی تعمیری کام میں بنفسِ نفیس شریک ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قائم اللیل اور صائم النہار شخص تھے، تمام وقت مسجد ہی میں گزارتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن سفینہ بیان کرتے ہیں میں دیکھتا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ معماروں اور مزدوروں کے ساتھ کام کی نگرانی کرتے اور خود بھی کام میں لگے رہتے اور جب نماز کا وقت آتا تو دیکھتا تو لوگوں کو نماز پڑھا رہے ہیں۔

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سمت قبلہ میں کچھ اضافہ فرمایا اور قبلہ کی دیوار مقصورہ کی حد پر رکھی اور مغربی جانب میں اتنا اضافہ فرمایا جو دوستونوں کی لائن کے بقدر ہے اور شامی جانب ۵۰ ذراع کا اجافہ کیا، مشرقی جانب میں حجرے ہونے کی وجہ سے کچھ اضافہ نہیں کیا۔

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اضافہ کردہ حد مغربی سمت میں منبر مبارک سے آٹھویں ستون تک ہے اس کے بعد دوستونوں کی مقدار اضافۂ ولید کا ہے۔ اس جگہ ایک مربعہ ستون نیچے سے اتنی بلندی کے بقدر کہ انسان بیٹھا ہوا ہو وہ اضافہ عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علامت ہے۔

(ف) یاد رہے کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو تعمیر و توسیع فرمائی اس میں اینٹوں کے بجائے عمدہ قسم کے منقش پتھر لگائے اور قلعی چونے سے تعمیر کرائی اور ستون بھی پتھر ہی کے لگوائے اور چھت سال کی لکڑی کی بنوائی۔ بعض حضراتِ صحابہ کو اس سادگی میں کہ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں تھی تغیر پسند نہ آیا تو ایک دن حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دورانِ خطبہ فرمایا اے لوگو! تم نے

اس بارے میں چہ میگوئیاں کی ہیں اور حقیقت تو یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے جو شخص محض اللہ کی خوشنودی کے لئے مسجد بنائے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایسا ہی محل جنت میں بنادیتا ہے۔ یہ تعمیر ماہ ربیع الاول ۲۹ ہجری میں شروع ہوکر یکم محرم ۳۰ ہجری کو ختم ہوئی گویا دس ماہ میں یہ سلسلہ تعمیر مکمل ہوگیا۔ یہ تعمیر اسی حالت اوران ہی حدود پر پہلی صدی کے اختتام تک برقرار رہی۔

ولید بن عبدالمالک کے دور کی توسیع

ولید بن عبدالملک نے اپنے دورِ امارت میں حضرت عمر بن عبدالعزیز (جو مدینہ منورہ کے گورنر تھے) کو مسجد نبوی کی تجدید اور توسیع کا حکم دیا۔آپ نے مسجد میں تینوں اطراف سے اضافہ کیا۔

ازواجِ مطہرات کے حجرے

اس میں ازواجِ مطہرات کے حجرے بھی شامل کردیئے۔ یہ حجرے ۸۸ھ تک باقی تھے۔ کچی اینٹوں کے بنے ہوئے اوران کے اطراف کھجور کے پتوں اورشاخوں کے پردے لگائے ہوئے تھے گویا وہی دیواروں کے قائم مقام تھے اور چھت بھی ایک چھپر تھی۔ یہ کُل نو حجرے تھے تو یہ جگہ صاف کرکے عمدہ پتھروں کا فرش کردیا گیا اور چھت بھی نہایت مضبوط اور عمدہ بنائی گئی اور سنگِ مرمر کے ستون قائم کئے گئے اور حجرہ شریف پر عمارت بنائی۔

روضہ مبارک پر عمارت

بیان کیا گیا کہ سلیمانَ بن عبدالمالک نے حجرہ شریفہ پر عمارت بنانے کا حکم دیا تھا اور روضہ مبارکہ کی چھت لکڑی کی تیار کی گئی۔ مسجد نبوی کی توسیع عمارت کا یہ سلسلہ ۹۱ھ میں پورا ہوا۔ مسجد کے دروازہ پر اپنا نام لکھوایا۔

۱۶۲ہجری میں اضافہ

اس کے بعد ۱۶۲ھ میں خلیفہ عباسی مہدی نے شمالی جانب میں کچھ اضافہ کیا اور مقصورہ یعنی محراب کی جگہ کی تجدید کی۔

خلیفہ مامون کے دور میں تجدید

پھر ۲۰۲ھ میں خلیفہ مامون نے تجدید کی۔

تبرکات کے لئے قبہ

۵۷۶ھ میں سلطان ناصرالدین نے صحن مسجد میں ایک قبہ بنوایا جس میں ان تبرکات کو رکھا گیا جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے محفوظ تھے۔ ان تبرکات میں آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چادر مبارک اور آپ کا ازار اور ایک وہ عبا مبارک جو طیلسانی تھا اور اس کے کناروں پر کچھ ریشم کے دھاگوں سے سلائی کی ہوئی تھی جس کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے پاس خاص طور پر رکھتی تھیں اور جب کوئی شخص بیمار ہوتا تو اس کا پانی نچوڑ کر پلا دیا جاتا اور وہ اس سے نچوڑے ہوئے پانی کو پی کر شفایاب ہو جاتا تھا۔ پھر اس قبہ میں بعض دیگر تبرکاتِ اہلِ بیت اور صحابہ کرام کے بھی شامل کر دیئے گئے۔

☆۶۵۵ھ

اس کے بعد ۶۵۵ھ /۱۲۲۷ء میں خلیفہ مستعصم شاہ یمن مظفر یوسف ابوعمر اور علی بن معز آی بک نے شاہ مصر کی معیت و معاونت سے حجرہ شریفہ کی تعمیر کی اور حجرہ مبارکہ کے اطراف کی بھی دیوار قبلہ اور شرقی جانب اور باب جبریل کی جانب سے تیار کی۔

۶۸۵ھ

اس کے بعد ۶۸۵ھ /۱۲۹۵ء میں ملک ظاہر نے مسجد نبوی کی تعمیر کی تکمیل کا حکم

دیا یعنی جو حصے نا تمام رہ گئے تھے ان کی تکمیل اور جو حصے بوسیدہ ہو گئے تھے ان کی مرمت کا حکم دیا۔

اس دور کے بعد مختلف اوقات میں ملک ناصر محمد اور ملک اشرف قایتبآی نے بھی بعض حصوں کی تجدید و مرمت کی۔

منبرنبوی شریف

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شروع میں کھجور کے ایک درخت یعنی تنے سے جو ستون کی طرح آپ کے مصلیٰ کے قریب گڑا ہوا تھا خطبہ دیا کرتے تھے اور یہ بھی اس وقت یہاں قائم کیا گیا تھا جبکہ یہ محسوس کیا گیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر خطبہ کے دوران طویل قیام سے تکلیف محسوس فرماتے ہیں۔ایک جمعہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسی کھجور کے تنے پر خطبہ دے رہے تھے کہ ایک صحابی نے یہ دیکھ کر اپنے سے قریب بیٹھے ہوئے صحابہ کرام سے یہ کہا اگر حضور یہ پسند فرمائیں کہ کسی ایسی چیز پر بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرمادیا کریں کہ جس پر راحت وسہولت ہو تو ایسی چیز کا انتظام کردوں۔اس شخص کی یہ بات آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچ گئی تو آپ نے اس کو اجازت دے دی۔اس نے تین سیڑھیوں والا منبر بنایا جس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو راحت معلوم ہوئی۔جب منبر ہو کر مسجد میں رکھا گیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس پر تشریف فرما ہوئے تو اس ستون سے گریہ وبکاء کی آوازیں سنائی دیں اور اس طرح گڑگڑانے لگا جیسے کوئی اونٹنی کرب و بے چینی میں گڑگڑاتی ہو۔آپ نے جب اس کی گریہ وبکاء کو سنا تو آپ اس کے قریب تشریف لائے اس پر اپنا دستِ مبارک رکھا اور تسلی دی۔اس کے بعد دیکھا گیا کہ وہ اپنی آواز اس طرح ضبط کررہا ہے جیسے کوئی روتا ہوا بچہ اپنی آواز روکنے کی کوشش کرتا وہ۔اس کے بعد یہ ستون منبر مبارک کے نیچے دفن کر دیا گیا۔

(تفصیل کے لیے فقیر کی تصنیف ''اسطوانہ حنانہ'' کا مطالعہ کریں)

(ف)منبر مبارک مدینہ منورہ سے متصل ایک جنگل غابہ کے درخت ''اثل'' (جھاؤ) کی لکڑی سے بنایا گیا۔

بعض روایات سے معلوم ہوا کہ پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک گڑی ہوئی کھجور کی لکڑی پر ہاتھ رکھ کر خطبہ دیا کرتے تھے جو اسطوان مخلقہ یعنی اسطوانۂ عائشہ کے بائیں جانب تھا اور اسی ستون کے دائیں جانب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مصلیٰ تھا۔ اس ستون اور قبلہ کے درمیان ایک ستون کا فصل تھا اور اسی طرح منبر مبارک اور اسطوانہ عائشہ کے درمیان بھی ایک ستون کا فصل ہے۔

ابن ابی الزنا سے یہ منقول ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دوسری سیڑھی پر اپنے قدم مبارک رکھ کر بیٹھا کرتے تھے یعنی اوپر والے تیسرے درجہ پر تشریف فرما ہوتے تھے ۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو اس درجہ (سیڑھی) پر بیٹھے جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک ہوتے یعنی دوسری سیڑھی پر پھر جب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو پہلی سیڑھی پر بیٹھتے اور پاؤں زمین پر رکھا کرتے، حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی معمول رہا۔

☆ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے منبر مبارک پر نہایت عمدہ قسم کا مخملی غلاف چڑھایا۔ اور منبر مبارک کے چاروں طرف سنگ مرمر کا فرش ایک ذراع بلند چوکی سی بنا کر کیا تھا۔

منبر شریف کو جب منتقل کرنے کا ارادہ کیا

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اپنے دورِ خلافت میں مدینہ منورہ آئے تو منبر مبارک کے لئے یہ حکم دیا کہ مدینہ منورہ سے منتقل کر کے شام بھیج دیا جائے۔ بیان کیا گیا کہ جب اس مقصد کے لئے منبر کو اپنی جگہ سے حرکت دی گئی تو اچانک ایک تیز وتند آندھی آئی جس سے تمام مدینہ شریف میں اس قدر تاریکی پھیل گئی کہ ستارے

نظر آنے لگے، زلزلے کے جھٹکے محسوس ہوئے اور سورج گہن ہونے لگا، لوگ گھبرا کر گھر وں سے باہر نکل آئے۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معذرت کی اور دورانِ خطبہ یہ کہا کہ میرا یہ مقصد نہ تھا کہ میں منبر مبارک اس جگہ سے ہمیشہ کے لئے ہٹادوں بلکہ ارادہ یہ تھا کہ شایانِ شان اصلاح ومرمت کرادوں اور بلند کروں اور خیال تھا کہ زمین سے متصل حصہ شاید بوسیدہ ہوگیا ہو یا اس لکڑی پر کیڑا لگ گیا ہو۔

☆ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ منبر کو اکھاڑنے کا ارادہ مروان بن حکم نے کیا تھا (یہی روایت صحیح ہے) یہ واقعہ ۵۰ ہجری کا ہے اس وقت اس میں مزید چھ درجوں کا اضافہ کر کے نو سیڑھیوں کا منبر کر دیا گیا۔ اس کے بعد ۱۶۱ھ میں جب خلیفہ مہدی نے ارادہ کیا کہ منبر مبارک کو پہلی حالت پر لوٹا دیا جائے تو حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے منع فرمایا اور فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ اگر منبر مبارک کو اپنی جگہ سے ہٹایا گیا تو کوئی ہلاکت اور عذاب ہو جائے۔

منبر شریف کا طول وعرض

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں منبر مبارک کی اونچائی دو ذراع تھی اور عرض ایک ذراع اور پائے تقریباً ایک بالشت اور تین انگشت اور وہ بازو جس پر دورانِ خطبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دستِ مبارک رکھتے تھے اس کی اونچائی تقریباً ایک بالشت تین انگشت اور عرض ایک ذراع تھا اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک رکھنے کی جگہ زمین سے پانچ بالشت سے کچھ زائد ہوتی تھی۔

(وفاء الوفاء)

علامہ زین المراغی نے یہ بیان کیا ہے کہ منبر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا طول اس حصہ کا جو اضافہ کیا گیا چار ذراع تھا اور نیچے کی چوکھٹ سے بلندی کے کنارے تک نو ذراع اور ایک بالشت تھا۔ علامہ سمہودی نے اس پیمائش پر تامل ظاہر کرتے ہوئے

پانچ ذراع ایک بالشت اور چار انگشت بیان کیا ہے گویا پونے چھ ذراع اور ایک ذراع بلندی فرش کی تو سات ذراع کے قریب کُل بلندی ہوئی اور یہی صحیح ہے اور منبر مبارک پر ایک جالی دار دروازہ لگایا گیا جو مقفل رہتا اور صرف جمعہ کے روز اس کو کھولا جاتا۔ (وفاء الوفاء)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں منبر مبارک میں جو اضافہ کیا گیا اس میں یہ صورت کی گئی کہ جو جگہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھنے کی تھی اس کو بلند کر دیا گیا، گویا اضافہ کے درجے منبر کے نچلے حصہ میں رکھے گئے اور اوپر کی سیڑھی آبنوس کی تختی سے محفوظ کر دی گئی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اضافہ کئے ہوئے منبر بہترین ساخت کے ساتھ ابن النجار نے تیار کرایا اور حرمِ نبوی میں پہلی مرتبہ آتشزدگی کے واقعہ میں منبر بھی جل گیا تھا۔ بعض روایات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اصل منبر کا وہ حصہ پر جس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوتے تھے اس آگ سے محفوظ رہا اور جو نیچے کا حصہ اضافہ کیا گیا تھا وہ نذرِ آتش ہو گیا۔

الغرض ۶۵۴ھ کے واقعہ احتراق (یعنی آگ لگ جانے) کے بعد منبر مبارک کا جو حصہ باقی رہ گیا اس کو ایک صندوق میں بند کر کے ستونِ حنانہ کے قریب دفن کر دیا گیا اور اس کی جگہ ایک منبر یمن کے بادشاہ ملک ظفر نے ۶۵۶ھ میں صندل کی لکڑی کا بنوا کر اسی جگہ نصب کرایا اور دس سال تک اس پر خطبہ دیا جاتا رہا۔

(علامہ سمہودی نے یہ واقعہ ۶۵۴ ہجری میں بیان کیا ہے اور بعض مورخین ۶۵۶ ہجری بتاتے ہیں صحیح ۶۵۴ ہجری ہے۔)

پھر اس کو ملک ظاہر رکن الدین بیبرس نے بدلا۔ علامہ مراغی نے بیان کیا کہ ملک ظاہر بیبرس کا ۶۶۶ھ سے ۷۹۷ھ تک باقی رہا جس پر خطبہ دیا جاتا تھا گویا ایک سو بتیس سال تک اس پر خطبہ دیا گیا جب اس کی لکڑی کچھ بوسیدہ ہو گئی اور اس پر کیڑا لگ گیا تو ظاہر برقوق سلطانِ مصر نے دوسرا منبر بدلا جس پر ۲۳ یا ۲۴ سال تک خطبہ دیا گیا لیکن

بعض تاریخی نقول سے معلوم ہوتا ہے کہ ۸۲۰ھ میں ملک مؤید نے نیا منبر تیار کرایا تھا جو مسجد نبوی میں دوبارہ آگ لگ جانے یعنی ۸۸۶ھ میں جل گیا تھا پھر ملک قاتیبائی بادشاہِ مصر نے ایک منبر تیار کرایا جو بعد میں مسجد قباء میں منتقل کر دیا گیا جبکہ عثمانی بادشاہوں میں سے سلطان مراد ثالث نے نہایت عالیشان قیمتی منبر سنگ سنگ کے منقش ٹکڑوں کا جو سونے کے تاروں سے جڑاؤ تھے تیار کرا کے حرمِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بطورِ ہدیہ بھیجا۔ یہ منبر اپنی صنعت کے لحاظ سے بے مثال تھا۔

(اس منبر مبارک کی حسنِ صنعت کو دیکھ کر بعض مؤرخین بے ساختہ کہنے لگے "انہ آیۃ من آیۃ اللہ" یہ منبر تو بیشک اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے)

۹۹۸ھ ہجری میں یہ منبر مبارک پہلے منبر مبارک کی جگہ رکھ دیا گیا اور آج تک یہی منبر مبارک برقرار ہے اور یہ منبر بعینہٖ اسی جگہ ہے جہاں اصل منبر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نصب تھا۔ (مزید تفصیل فقیر کی تصنیف "تاریخ محبوب مدینہ" میں دیکھئے)

فائدہ

منبر کو چھو کر منہ پر پھیرنا اور چومنا جائز ہے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے لیکن آج کل........

مساجد کے محراب بدعت

محراب: اس وقت مسجد نبوی میں تین محراب ہیں۔ یاد رہے کہ محراب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاءِ راشدین کے زمانہ میں نہ تھے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے وسط مسجد میں امام کے کھڑے ہونے اور مساجد اللہ کی امتیاز علامت مقرر کرنے کی غرض سے محراب بنانے کا بہترین رواج قائم کیا جس پر امت کا اجماع قائم ہو گیا۔

پہلے مسجد نبوی میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا امامت کے لئے کھڑے ہونے کی جگہ پر علامتِ محراب بنوائی گئی جو آج سنگِ مرمر کے سنہری نقش و نگار سے قائم

ہے، بعد میں جب مسجد میں توسیع ہوئی تو عین وسط میں محراب نبوی والی صفت میں دس بارہ قدم کے فاصلہ پر محرابِ عثمانی کے نام سے قائم ہے جو سلطان سلیمان کی بنوائی ہوئی ہے۔

منبر: ان دونوں محرابوں کے درمیان ایک بڑا منبر جو سنگِ مرمر کی نو سیڑھیوں کا بنا ہوا ہے جس پر جمعہ کے دن امام کھڑا ہو کر جمعہ کا خطبہ پڑھتا ہے اور یہ موجودہ منبر سلطان مراد خاں بن سلطان سلیم خاں ترکی کا بنوایا ہوا ہے جو ۹۹۸ھ میں بنایا گیا۔ اصل میں منبر کا رواج رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہوا تھا۔

تیسری محراب: تیسری محراب مسجد النبی کی قبلہ والی دیوار کے عین وسط میں واقع ہے جو باب السلام سے داخل ہونے پر دائیں طرف دیوارِ قبلہ میں ہے۔

فائدہ

محراب بہیت کذائیہ بدعتِ حسنہ ہے لیکن ہر مذہب میں مروج ہے۔ یہ بدعت قابلِ قبول اس لئے ہے کہ یہ عملی بدعت ہے۔ بدعت کے مفتیوں کو صرف ان امور سے ضد ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یا اولیائے کرام یا معمولاتِ اہلسنّت سے تعلق ہے اس کے لئے یہ لوگ جان کی بازی لگا کر روکتے ہیں لیکن دوسری بدعات کے عامل ہیں (کیوں) یہ ان سے پوچھیں۔

مسجد نبوی نماز کی فضیلت

نجدیوں کے اثر سے وہابیوں، دیوبندیوں وغیرہ نے مل کر مشہور کر رکھا ہے کہ کعبہ کی ایک نیکی لاکھ اور مسجد نبوی میں پچاس ہزار اور اس سلسلہ میں مشہور حدیث سنا دی جاتی ہے حالانکہ اس حدیث پاک کے محدثین کرام نے کئی مفہوم بیان کئے ہیں جسے فقیر نے ''محبوبِ مدینہ'' کتاب میں تفصیل سے لکھا ہے۔ اگر ظاہری معنی مراد ہو تو بھی اس کا یہ مطلب ہے کہ کعبہ معظمہ کی نیکیاں لاکھ حق ہیں۔

مسئلہ

صرف نماز ہی نہیں بلکہ یہاں کی ہر نیکی کا یہی حال ہے۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔

"ان الاعمال فی المدینۃ تتضاعف" (وفاء الوفاء)

یعنی اعمال کا ثواب مدینہ پاک میں دگنا ہوتا ہے۔

مسئلہ

جتنی مسجد نبوی کی تعمیر میں اضافہ ہوگا ثواب اسی طرح بڑھے گا جیسے سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری زمانہ اقدس میں مسجد نبوی شریف کا احاطہ ہے۔

ازالہ وہم

بعض جہال نے یہ سمجھا ہے کہ سارے شہر مدینہ میں جہاں بھی نماز پڑھو مسجد نبوی کے برابر ثواب ملے گا یہ خیال غلط اور بالکل غلط ہے۔

مسجد نبوی کی تعمیر جدید اور توسیع

۱۳۶۸ھ میں سعودی حکومت نے اضافہ کیا جس کو مختصر طور پر ملاحظہ فرمائیے۔

مسجد نبوی میں توسیع اور اس کی جدید تعمیر کا خیال اُس وقت پیدا ہوا جب مسجد ایک ستون شہید ہوگیا اور عالمِ اسلام میں بیت اللہ کے بعد اس دوسرے مقدس مقام کے متعلق شدید تشویش کا اظہار کیا جانے لگا۔ سلطان عبدالعزیز آل سعود نے ایک اچھا اقدام کیا اور قدیم مسجد کے جنوبی گوشے کو چھوڑ کر پوری مسجد کے گرا دینے کا حکم دے دیا۔ ایک خطیر لاگت سے ۱۶۳۲۱ میٹر کے رقبے میں نئی مسجد کی تعمیر کا حکم دے دیا۔ اس متبرک کام میں جتنے اخراجات ہوئے سب کے سب سلطان نے اپنی جیب خاص سے ادا کیے۔ تعمیر کے سلسلے میں جو شاہی فرمان جاری کیا گیا اس میں کہا گیا کہ تعمیرات عامہ کے

مدیر عام محمد بن لادن نے ہمارے سامنے مصری انجینئروں کا تیار کیا ہوا مسجد کا جدید نقشہ کیا ہے اور ہماری اس خواہش کے پیشِ نظر کہ اس مبارک کام میں زیادہ سے زیادہ احتیاط برتی جائے ہم نے پاکستان سے انجینئر بلوائے جنہوں نے اس نقشے کو پسند کیا۔ چنانچہ اس نقشے کے مطابق جو مصر کے انجینئر فہمی مومن اور پاکستان کے انجینئروں محسن علی، محمد سلیمان اور محمد شفیع نے پیش کیا ہے۔ مسجد کا شمالی، مغربی اور مشرقی حصوں کو گرادیا جائے اور جنوبی حصے کو باقی رکھا جائے۔

کام کا آغاز

۱۰/ رجب کی صبح سویرے کام شروع کر دیا گیا۔ مصر، پاکستان اور شام کے ۱۹ انجینئروں کے اپنی نگرانی میں یہ قدیم عمارت گرائی اور توسیع کے لئے جو زمین حاصل کی گئی اس کے ایک میٹر رقبہ کے پچاس پونڈ ادا کئے گئے۔ مسجد کے دروازوں کے لئے خاص طور پر کوشش کی گئی کہ وہ نقش و نگار میں اپنی مثال آپ ہوں چنانچہ یہ کام ایک ہندوستانی کمپنی کے سپرد کیا گیا جس نے ایک دروازہ بنایا لیکن وہ جدہ پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں ٹوٹ گیا۔ اس کے بعد فرانس کی ایک مشہور کمپنی نے یہ کام کرنے کا عزم کیا لیکن وہ مطلوبہ معیار کو قائم رکھنے میں کامیاب نہ ہو سکی اور آخر میں مصری ماہرین نے اس کام کو سرانجام دینے کی ہمت کی اور اس کے لئے لکڑی امریکا سے درآمد کی گئی۔ مصری فنکار الحاج میں یحیٰی نے نقش و نگار بنائے۔ مسجد نبوی کے سنگ مرمر کے ۲۲۴ ستونوں کے نچلے حصے پر نقش و نگار بنانے کا سہرا بھی فنکار کے سر ہے۔ ان نو دروازوں پر ۲ ہزار چھ سو پونڈ کی مالیت کا آٹھ ٹن تانبا صَرف کیا گیا ہے اور ایک دروازے پر تین ہزار پونڈ سے زائد رقم خرچ ہوئی ہے۔ مرمری ستونوں کے نیچے کے حصوں پر جو تانبا چڑھایا گیا ہے اس کی قیمت ۱۵ ہزار پونڈ ہے اور اس پر سونے کا ملمع کیا گیا ہے۔ ترکی اور حجازی طرزِ تعمیر کے حسین امتزاج نے اس سادہ اور مختصر مسجد کو فنِ تعمیر کا ایک شاہکار بنا دیا ہے۔ اس میں داخلے کے لئے دس بڑے بڑے اور خوبصورت دروازے ہیں۔ مغرب کی جانب باب

السلام، باب ابوبکر، باب الرحمۃ اور باب سعود ہیں۔شمال میں باب عمر، باب مجید اور باب عثمان ہیں۔مشرق میں باب عبدالعزیز، باب النساء اور باب جبریل ہیں۔ یادرہے کہ مدینہ پاک سے مکہ شریف بالکل جنوب میں ہے لہٰذا مسجد کا محراب جنوب کی سمت ہے اور قبلہ کی جانب جنوب میں کوئی دروازہ نہیں صرف کھڑکیاں ہیں اور حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قائم کیا ہوا محراب ہے۔وسط میں ترکی طرزِ تعمیر کا حصہ مسجد زمردو یاقوت کا سرخ محل معلوم ہوتا ہے اور سعودی توسیع کی مسجد کا حصہ براق نظر آتا ہے۔زمین سے پانچ چھ فٹ بلندی پر باب السلام سے باب جبرائیل تک قبلہ کی جانب یعنی جنوبی دوار پر نہایت ہی خوبصورت انداز میں سنگ مرمر کی تختیوں پر اللہ کے محبوب کے اسماء گرامی لکھے ہیں۔شروع اس طرح کیا گیا ہے''وھذا اسماء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم''یعنی یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ہیں۔

ایسے بھی اسماء مبارک ہیں جو ہمارے ہاں چھپنے والے ننانویں اور درودِ تاج میں نہیں ہیں اگر چہ ان کا رسم الخط بظاہر مشکل محسوس ہوتا ہے لیکن غوروخوض کے بعد آسانی سے پڑھا جاسکتا ہے لیکن عام آدمی کے بس سے باہر ہے۔

خلاصہ تعمیر

۲۰ نومبر ۱۹۵۳ء میں ۵ کروڑ ریال سے یہ نئی توسیع پایۂ تکمیل تک پہنچی تو پوری مسجد کا کُل رقبہ ۱۶ ہزار تین سو انتیس مربع میٹر ہوگیا۔پچاس فٹ گہری بنیاد پر دو نئے ۷۰ میٹر بلند و بالا مینار بنائے گئے جو رات کے وقت صحیح معنوں میں روشنی کے مینار بن جاتے ہیں۔

فائدہ

تعمیر ملک فہد کا ذکر مختصراً آگے عرض کروں گا۔

زائرین کی رہنمائی

فقیر نے عشاق کو پریشان حال دیکھا کہ وہ باہر سے تو گنبد خضری پر قربان ہو رہے ہیں لیکن اندر آتے ہیں تو پتہ نہیں چلتا کہ اندرونی حصہ کی تفصیل کیا ہے، مارے شرم کے کسی سے پوچھتے بھی نہیں ہیں حالانکہ یہاں داخل ہونے سے پہلے کسی رہبر کی ضرورت ہے، معلم ہوں بھی تو وہ صرف مواجہہ شریف میں سلام پڑھا کر چھوڑ دیتے ہیں (اب وہ بھی ختم ہے) اس لئے ضروری ہے کہ کسی واقف کار کو ساتھ رکھیں۔

اندرون کا حال

فقیر یہاں مختصر طور پر اندرون کا حال عرض کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے ۔مسجد کے اندر جانب مشرق میں بابِ جبریل کے قریب مستطیل شکل میں ایک جالی دار محصورہ ہے جس کے اندر جانے کی عام زائرین کو اجازت نہیں۔ ان جالیوں کے اندر ازواجِ مطہرات کے کمرے اور سیدہ بی بی فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قیام گاہ تھی ۔اب ان سنہری جالیوں میں اونچے سیاہ پردے کا احاطہ نظر آتا ہے۔ درود و سلام سے اور آیاتِ قرانی سے مزین اسی احاطے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مع سیدنا صدیق اکبر سیدنا وفاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما آرام فرما ہیں۔ اسی پورے جالی دار احاطے کے عین اوپر گنبد خضریٰ بنا ہوا ہے۔ صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے لئے اسی جالی میں جنوب کی طرف تین حلقے بنے ہوئے ہیں ہلال نما بڑے سنہری حلقے کے سامنے رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور بقیہ دو چھوٹے مواجہہ حلقوں کے سامنے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ بے کس پناہ میں سلام پیش کیا جاتا ہے۔ ان ہی تین حلقوں کو مواجہہ شریف کہتے ہیں۔

ریاض الجنتہ

منبر شریف اور جانب مشرق روضۂ پاک کی جالی کے درمیان کا حصہ حدیث نبوی کے مطابق ریاض الجنتہ کہلاتا ہے اس جگہ نماز پڑھنے کے لئے لوگوں ہر وقت ہجوم رہتا ہے۔ ۲۲ میٹر لمبی اور ۱۷ میٹر چوڑی جنت کی یہ کیاری سفید اور مرصع ستونوں کے ذریعہ نمایاں کی گئی ہے۔ اس میں خاص فضیلت رکھنے والے مندرجہ ذیل چند ستون ہیں۔

استوانہ حنانہ

محراب نبوی کے پہلو میں ہے اور کھجور کے اس تنے کی یاد دلایا ہے جس پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے۔ (تفصیل عرض دی گئی)

استوانہ ابی لبابہ

صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوالبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک غزوہ میں کچھ تساہل ہوا تھا تو اس جگہ اُنہوں نے اپنے آپ کو ایک ستون سے باندھ لیا تھا اور دعا و استغفار میں مشغول ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے آپ کو معاف فرمایا یہ ستون اسی کی یاد ہے۔

استوانہ عائشہ

اس مقام کی بزرگی کے بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری مسجد میں ایک جگہ ایسی ہے اگر اس کی فضیلت کا لوگوں کو پتہ چل جائے تو وہاں جگہ پانے کے لئے قرعہ ڈالیں۔ اس کا علم امت کو چونکہ حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذریعہ ہوا اس لئے یہ ستون آپ کے نام سے موسوم ہے۔

استوانہ محرس

یہاں صحابہ کرام باری باری حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے لئے پہرہ دیا کرتے تھے۔اس مقام پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر نماز پڑھا کرتے تھے اور اسی جگہ بیٹھ کر سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پاسبانی کیا کرتے تھے اسی کو ستونِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کہتے ہیں۔

ستونِ سریر

اس جگہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اعتکاف فرماتے تھے اور رات کو یہیں آپ کے لئے بستر بچھادیا جاتا تھا۔

ستونِ وفود

اس جگہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم باہر سے آنے والے وفود سے ملاقات فرماتے تھے۔

مسجد میں بعض ستون ایسے نظر آتے ہیں کہ جن کا نچلا حصہ سنہری نہیں۔ یہ ستون مسجد نبوی کی ابتدائی وسعت کی یاد دلاتے ہیں۔

بابِ جبریل کے جانب جالیوں کے اندرونی حصے میں دو ستون اور ہیں۔استوانہ جبریل جہاں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوا کرتی تھی۔

ستونِ تہجد

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کے متصل ہے۔ جہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تہجد کی نماز ادا فرماتے تھے۔بابِ جبریل کے پاس تہجد کا چبوترہ اسی استوانہ تہجد کی سیدھ میں جالی کے باہر بنایا گیا ہے۔اسی چبوترہ کے سامنے دو تین صفوں کے فاصلے پر اصحابِ صفہ کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔یہاں تین چار سو ایسے اصحاب کرام مختلف

اوقات میں تشریف رکھتے تھے جنہوں نے اپنے آپ کو علمِ دین سیکھنے اور اس کی اشاعت کے لئے وقف کر دیا تھا۔ ان میں حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوذر غفاری اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ کی یہ جگہ مرجع خاص وعام ہے۔ جب قرآن نے یہ اعلان کیا کہ "خاص طور پر مدد کے مستحق وہ تنگدست لوگ ہیں جو اللہ کے کام میں ایسے گھر گئے ہیں کہ اپنی ذاتی کسب معاش کے لئے جدوجہد نہیں کر سکتے اور دین کے کاموں کی وجہ سے ان کے پاس اتنا وقت ہی نہیں بچتا کہ اپنے لئے بھی کچھ کریں" تو کھجوروں کے باغات کے بالمقابل صحابہ کرام ان حضرات کے لئے کھجوروں کے خوشے اسی چبوترے کے قریب دوستونوں پر لٹکا دیا کرتے تھے۔ امتیازی نقش کے دوستون اب بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

خوخۂ ابوبکر

مسجد نبوی کی غربی دیوار پر (باب الصدیق) ایک خوخۂ ابوبکر نظر آتا ہے۔ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کی کھڑکی کی یادگار ہے۔ خوخہ بمعنی کھڑکی ہے۔ یہ خوخہ (کھڑکی) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری زمانۂ اقدس میں مسجد نبوی کے بالکل متصل تھی۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ مسجد میں سے متصل تمام کھڑکیوں کو بند کرنے کا حکم فرمایا تھا سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کی کھڑکی کے (اس میں آپ کی خلافت بلافصل کا اشارہ تھا) پھر مسجد نبوی شریف کی توسیع میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان بھی مسجد بھی شامل کر دیا گیا اور آپ کی کھڑکی کی یادگار کو مغربی دیوار تک ہٹا دیا گیا۔

نقشے کا آئینہ

فقیر اس عنوان کے تحت آپ کو ایسا آئینہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے

جس کو دیکھ کرتمام نقشہ سامنے آجائے گا۔ان شاء اللہ

گنبدِ خضریٰ کے مشرق کو آکر جنوب میں آخر باب البقیع کے اندر مغرب کی جانب منہ کرکے سر جھکا کر نہایت ادب سے چلیں اسی سرخ حصہ مسجد شریف میں کُل کائنات کے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مع حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما آرام فرما ہیں۔ باب البقیع کے مغربی جانب مہبط جبریل علیہ السلام سے گزر کر دیکھیں گے تو جہاں نجدی پیٹھ کرکے کھڑے ہوتے ہیں یہاں مواجہہ شریف ہے۔سنہری جالی یہاں ہے

حجرۂ شریفہ

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے جسدِ عنصری کے ساتھ جس جگہ آرام فرما ہیں اس جگہ کو مقصورہ کبریٰ اور حجرہ شریفہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمانِ مبارک کے مطابق "مَا قُبِضَ نَبِیٌّ اِلَّا دُفِنَ حَیْثُ یُقْبَضُ" (یعنی کوئی نبی ایسا نہیں ہے کہ اس کو اس جگہ دفن نہ کیا گیا ہو جس جگہ اس نبی کی روح قبض کی گئی) کے پیشِ نظر آپ کو بستر مبارک کی جگہ دفن کیا گیا۔

مزارِ پُر انوار کی زیارت

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم روف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزارِ اقدس تشریف لانے کے بعد اس حجرہ کے دو حصے کر دیئے تھے اور درمیان میں ایک دیوار قائم کرکے اس حصہ کو جدا کر دیا تھا جس میں قبر مبارک ہے۔
اس درمیانی دیوار میں راستہ اور جنگلہ کی طرح ایک روشن دان بھی رکھا تاکہ اس جگہ کی زیارت بھی کرتی رہا کریں گاہ بگاہ وہاں جا کر کچھ دیر بیٹھا بھی کرتیں۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی تو آپ کے بائیں طرف قدرے نیچے کے حصہ میں دفن کیا گیا۔اس طرح کہ ان کا سر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں کی

طرف تھا۔اس وقت بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بلا تامل اس حجرہ مبارکہ میں داخل ہو جایا کرتی تھی اور کہتی تھی اس میں بس میرے زوج اور میرے باپ ہی تو ہیں لیکن جب اسی حجرہ شریفہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن کئے گئے تو اب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب بھی میں اس حجرہ میں گئی خوب اچھی طرح چادروں میں لپٹ کر اور پوری طرح پردہ کر کے جاتی تھی۔

قبور مبارک کے گرد احاطہ

یہ حجرہ شریف پہلے کسی احاطہ اور عمارت میں بند نہیں کیا گیا تھا۔حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان مزارات مبارکہ کے گرد ایک احاطہ قائم کیا جو پانچ گوشوں پر مشتمل تھا۔اس کی بنیادیں نہایت گہری رکھی گئیں۔حجرہ شریف آج تک ان ہی بنیادوں اور خطوط پر قائم ہے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب آسمان سے دنیا میں نزول فرمانے کے بعد وفات فرمائیں گے تو اس میں دفن کئے جائیں گے۔

عجیب خوشبو

حضرت علامہ سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے ایک روایت تخریج کی ہے بیان کرتے ہیں کہ میں ہر رات آخیر میں گھر سے نکل کر مسجد نبوی میں حاضر ہوتا تھا اور پہلے معمول تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے حاضر ہو کر سلام پیش کرتا پھر اس کے بعد مصلیٰ پر آتا اور صبح کی نماز پڑھنے تک اسی جگہ بیٹھا رہتا۔ایک رات جبکہ بارش برس رہی تھی جب میں مغیرہ بن شعبہ کے مکان کے قریب تھا تو مجھے ایک ایسی عجیب خوشبو محسوس ہوئی کہ زندگی میں کبھی میں نے ایسی خوشبو نہیں پائی تھی۔حسب عادت میں مسجد میں داخل ہو کر جب حجرہ شریف کے سامنے پہنچا تو دیکھا کہ اس کی ایک دیوار منہدم ہو چکی ہے۔میں نے فوراً وہاں حاضر ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پڑھا اور کچھ دیر میں وہاں ٹھہرا اور عبداللہ بن محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے

ان قبور کی کیفیت بیان کہ تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ میں نے دیکھا حضرت عمر بن عبدالعزیز آرہے ہیں جن کو اس امر کی اطلاع ہوگئی تھی۔ اُنہوں نے آکر اس جگہ کو قباطی چادر سے پردہ میں کردیا۔ صبح کے نماز کے بعد وردان معمار کو بلالیا۔ وہ اندر داخل ہوا تو اس نے کہا مجھے کوئی دوسرا مددگار چاہیے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اندر داخل ہونے کے لئے تیار ہوئے۔

بعض روایات میں ہے کہ اس وقت قریش کے بہت سے لوگ جمع ہوگئے کہ یہ سعادت حاصل کریں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سب کو روکا اور فرمایا اے لوگو تم اپنے ہجوم سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا نہ پہنچاؤ اور مزاحم نامی شخص کو اندر جانے کی اجازت دی تاکہ وہ گری ہوئی مٹی وغیرہ صاف کردے۔ مزاحم نے اندر جاکر صفائی کی اور قبر مبارک پر دیوار کے گرنے سے جو کچھ شگاف پڑ گیا تھا اس کو اپنے ہاتھ سے درست کیا۔

ایک روشن دان

بعض روایات سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اصل حجرہ مبارکہ جس میں قبر شریف ہے، کے چاروں طرف دیواروں سے احاطہ کردیا اور ایک جانب ایک نوہ نکال کر اس کو پنج گوشہ کردیا جس کا فصل اصل حجرہ مبارکہ سے مشرقی جانب سے دو ذراع اور مغربی سے ایک ذراع اور قبلہ کی جانب ایک بالشت اور اس کے بالمقابل شامی سمت میں خالی سمت چھوڑی اور زاویہ کی شکل سے ایک کونے پر دونوں دیواروں کو ملادیا۔ ایک عرصہ دراز کے بعد بعض مشاہدہ کرنے والوں کا یہ بیان علامہ سمہودی نے نقل کیا یہ کہ اس احاطہ کی کوئی چھت نہیں تھی۔ اصل حجرہ مبارکہ جس میں قبور ہیں اس کی چھت میں ایک روشن دان ایسا رکھا تھا کہ قبر مبارک اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ رہے اور یہ سوراخ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زمانہ سے تھا۔ بارش نہ ہونے کی جب شکایت ہوتی تو اس کو کھول دیا جاتا اور پھر بارش برس جاتی تھی۔ امام دارمی نے

ابوالجوزاء سے ایک روایت نقل کی ہے۔

قَالَ قُحِطَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ قَحْطاً شَدِيداً ، فَشَكَوْا إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ انْظُرُوا قَبْرَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَاجْعَلُوا مِنْهُ كِوًى إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى لَا يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ قَالَ فَفَعَلُوا فَمُطِرْنَا مَطَراً حَتَّى نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الإِبِلُ حَتَّى تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّيَ عَامَ الْفَتْقِ

ایک مرتبہ اہلِ مدینہ بہت شدید قحط میں مبتلا ہوئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں اس تکلیف کی شکایت کرتے ہوئے آئے (تاکہ وہ دعا فرمائیں) تو اُنہوں نے فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کی طرف جاؤ اور روشن دان کھول دو اس طرح کہ آپ کی قبر اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ رہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا کیا تو خوب بارش برسی حتیٰ کہ سبزہ اور شادابی ہوگئی اور اونٹ بھی فربہ ہوگئے اس قدر کہ چربی اور موٹاپے کے باعث قریب تھا کہ ان کی کھالیں پھٹ پڑیں اسی وجہ سے اس سال کا نام عام الفتق یعنی کھالوں کے پھٹ جانے کا سال رکھا گیا۔

فائدہ

ابن تیمیہ نے اس حدیث کی مراد بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ بارش ایک رحمت ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر (ضرور) نازل ہوگی (کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں) صرف اسی عمل سے بارش ہوگئی۔

حالانکہ وہاں کوئی تضرع وزاری کے ساتھ دعا نہیں کی گئی تھی یعنی صرف قبر مبارک کی برکت ہی سے اس رحمتِ خداوندی کا نزول ہوجاتا تھا۔ اسی لئے جب عہد تابعین میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حجرۂ مبارکہ کی تعمیر ہوئی (آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر میرے ماں باپ قربان ہوں) تو اوپر کی جانب روشن دان کھلا ہوا رہنے

دیا گیا جو ابھی تک اسی طرح کُھلا ہوا ہے۔

قحط کے وقت روشن دان کھولنا

علامہ سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام زین المراغی سے یہ نقل کیا ہے کہ اس روشن دان کا "قحط" کے وقت کھولنا اہلِ مدینہ کا بعد میں طریقہ رہا۔ اب اس کے قائم مقام قبہ یعنی گنبد خضراء کے نیچے کے حصہ میں جانب قبلہ شمع دان کی طرح کا ایک نشان ہے جو گویا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک کے محاذات میں ہے اگرچہ اب درمیان میں چھت حائل ہے لیکن قبر شریف کے حجرہ کی محاذات ہی اس برکت کا موجب بنتی ہے۔

قبور مبارکہ کی ہیئت

علامہ سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے باسناد ابن زبالہ عبداللہ بن محمد بن عقیل سے اسی بارش والی رات کے قصہ میں جس میں کہ حجرہ مبارکہ کی دیوار گئی تھی یہ بیان کیا کہ میں نے ان تینوں قبور شریف کو دیکھا کہ پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر آپ کے پاؤں کے پاس ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں کے پاس ہے۔ ابن عساکر نے اس کا نقشہ حسبِ ذیل ظاہر کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قبور مبارکہ کا احاطہ اور حجرہ شریفہ کا وہ دوسرا حصہ جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے علیحدہ کر لیا تھا مشرقی جانب کے خالی حصہ کے ساتھ اس طرح ہے۔ علامہ سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابن النجار کی روایت سے جو خاکہ پیش کیا ہے وہ حسبِ

ذیل ہے

☆احاطہ اصل حجرۂ مبارکہ جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے دونوں رفیقوں کے ساتھ آرام فرما ہیں۔

☆وہ احاطہ جو قبور مبارکہ کے اطراف عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنایا۔

☆جالی مبارک جو احاطہ قبور کے چاروں طرف ہے۔

☆ازواجِ مطہرات کے دوسرے حجروں کی جگہ جو ولید بن عبدالملک نے توسیع حرم میں داخلِ مسجد کی گئی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں تعمیری کام

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجرۂ مبارکہ کے گرد جو احاطہ بنایا جس کا نقشہ خطوط کے ذریعہ پیش کیا گیا پہلے اس کی بلند ۱۳ ذراع سے کچھ زائد تھی۔ مشرقی دیوار زوایہ تک ساڑھے بارہ ذراع اور دونوں زاویوں والی دیوار ۱۲ ذراع مقابل والی مغربی دیوار بھی ۱۲ ذراع، اسی طرح مغربی سمت والی دیوار بھی ۱۲ ذراع اور سمت قبلہ دیوار ۱۷ ذراع، سمت قبلہ اصل حجرہ مبارکہ کی دیوار ۱۵ ذراع، دونوں بازو مشرقی اور مغربی سمت کے معہ زاویوں والی دیوار ۲۰ ذراع۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس احاطہ کو اوپر سے ایک لکڑی کے جال سے بند کیا، صندل اور آبنوس کی لکڑی کی جالی اس احاطہ پر قائم کردی گئی تھی یہ احاطہ نہایت گہری بنیادوں پر بنوایا گیا جس میں مضبوط قسم کے پتھر لگائے گئے اور یہ احاطہ اصل حجرہ مبارکہ کے لئے محافظ رہا۔

شرقی دیوار کا گرنا

۵۴۸ھ میں امیر قاسم ابن مہنی الحسینی کے زمانہ میں حجرہ مبارکہ سے اچانک ایک

آواز سنائی جیسے کسی چیز کے گرنے اور منہدم ہونے کی آواز ہو۔ یہ آواز اصل حجرہ مبارکہ کی شرقی دیوار کے گرنے کی تھی۔ صورتِ حال معلوم ہونے پر طے کیا گیا کہ کسی احاطہ مبارکہ میں اتارا جائے۔ اس مقصد کے لئے بہتر سے بہتر ہستی متعین کرنے کے لئے غور وفکر کیا گیا۔ عارفین وصوفیاء کرام کے شیخ المشائخ عمر النسائی کے سوا کسی پر نگاہِ انتخاب تحقیق نہ جمی۔ یہ شیخ اصل موصل کے تھے لیکن عرصہ دراز سے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کئے ہوئے تھے چالیس سال کے عرصہ سے مسلسل قائم اللیل اور صائم النہار تھے۔ بول وریح کا تقاضہ بھی ان کو جلد ہی پیش آتا تھا لوگوں کے کہنے پر فرمایا اچھا میں اس کے لئے تیاری کروں گا۔ کئی وقت کھانا پینا بند رکھا اور ذکر وتسبیح میں مصروف رہے۔ روضۂ اقدس کے سامنے حاضر ہوکر دعا کی اور اندر اترنے کی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت طلب کی۔

بیماری کا اثر ختم

اس کے بعد ہمت کرکے تیار ہوئے۔ لوگوں نے رسیوں کے ذریعہ ان کو قبور مبارکہ والے احاطہ میں اتارا جو حجرہ مبارکہ کے چاروں طرف حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنایا تھا۔ یہ شیخ اس احاطہ میں اترنے کے بعد اصل حجرہ مبارکہ کی جانب مڑے اور اس حصہ کی طرف پہنچے جہاں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک ہیں، دیکھا کہ مشرقی جانب والی دیوار کا ایک حصہ منہدم ہونے کے ساتھ چھت کا کچھ حصہ قبور مبارکہ پر گرا ہوا ہے۔ کناروں کی مٹی اور قبور مبارکہ پر پڑی ہوئی مٹی کو اپنی ریشِ مبارک سے صاف کیا (سبحان اللہ کیسا اچھا نصیب پایا اور سعادت کا یہ مقام کہ اس پر کائنات فخر کرے) قبر مبارک پر گرا ہوا مٹی کا ایک ایک ریزہ ریش مبارک سے دیر تک صاف کرتے رہے اور شیخ کے ساتھ روشن شمع تھی اور اتنے طویل وقت میں شیخ کو جو بیماری اور عذر تھا اس کا مطلق کوئی اثر نہیں ہوا۔

حجرہ مبارک پتھروں سے مضبوط کیا گیا

علامہ سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اصل حجرہ مبارکہ کو پتھروں سے مضبوط کرنے کے متعلق یہ نقل کیا ہے کہ خلیفہ متوکل نے اپنے دورِ خلافت میں اسحاق بن سلمہ کو جو حرمین شریفین کی عمارت کے نگران تھے اس بات پر مامور کیا کہ حجرہ مبارکہ کی دیواروں کو پتھروں سے مضبوط کردیں گویا دیواروں کے ساتھ پتھروں کی دوسری دیوار قائم کردی جائے۔

حجرہ مبارکہ کی مٹی سے شفاء

مورخ ابن النجار نے بیان کیا ہے کہ خلیفہ متوکل ۲۳۲ھ میں مسند امارت پر فائز ہوئے تھے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس سے پہلے حجرہ مبارکہ کی مٹی بعض اہلِ بیت تبرکاً لیتے رہتے تھے چنانچہ حسین بن عبداللہ بن عبداللہ بن الحسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کبھی بیمار ہوتے تو اس احاطہ کی دیوار یا اندر کے کسی حصہ سے کچھ مٹی لے کر بدن پر مل لیتے فوراً ہی وہ تکلیف دور ہوجاتی اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب تک کہ پتھروں کی دیوار سیاس کو بند نہ کردیا گیا۔

اس کے بعد پھر ۵۴۸ھ میں جمال الدین وزیر نے اس کی تجدید ومرمت کی اور یہ تجدید ومرمت بظاہر اس دھماکہ والے واقعہ کے پیش آنے کے بعد ہے جس کا ذکر کیا گیا۔

حجرہ مبارکہ کا احاطہ کرنے والا مقصورہ

حجرہ مبارکہ کے باہر والے حصہ پر احاطہ کرنے والا مقصورہ یعنی جالی مبارک جو سنگ مرمر کے ستونوں پر قائم ہے اور اسی میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کی جگہ بھی شامل ہے۔ سب سے پہلے یہ مقصورہ سلطان رکن الدین ظاہر نے بنوایا جب سلطان رکن الدین ۶۶۷ھ میں سفرحج کے لئے آئے اور مدینہ منورہ میں حاضری

ہوئی تو ارادہ کیا کہ حجرہ مبارکہ کے چاروں جانب ایک احاطہ جالی دار قائم کر دیا جائے تو حجرہ مبارکہ کی ہاتھ سے پیائش کر کے پھر چاروں طرف کی جگہ رسیوں سے پیائش کی اور وہ رسیاں اپنے ساتھ لے گئے اور ٦٦٨ھ میں لکڑی کی جالی کا احاطہ تیار کرا کر روانہ کیا اور اس میں تین دروازے رکھے۔ شرقی، غربی اور ایک قبلہ کی سمت اور شام کی سمت سے مقامِ تہجد تک اس میں اضافہ کر دیا۔ پھر اس احاطہ میں شمالی جانب ایک اور دروازہ کا اضافہ کیا گیا۔ اس مقصورہ کی ایک چھت بھی تھی جس کو لکڑی کی پٹیوں پر عمدہ قسم کا مخمل چڑھا کر بنایا گیا تھا۔ یہ چھت اس وقت باقی رہی جب مسجد نبوی میں دوسری مرتبہ آگ لگ جانے کا واقعہ پیش آیا۔

علامہ زین الدین مراغی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا ہے کہ سلطان رکن الدین ظاہر نے حجرہ مبارکہ کا یہ جنگلہ تقریباً دس فٹ بلند رکھا تھا ٦٩٤ھ میں ملک عادل زین الدین نے اس جنگلہ کو اور بلند کر کے مسجد کی چھت تک پہنچا دیا۔ (وفاء الوفاء)

تعمیری کمزوری کی اصلاح

گذشتہ زمانہ میں مسجد نبوی میں جو آگ لگ جانے کا واقعہ پیش آیا تھا مسجد کی چھت میں کچھ شگاف پڑ گئے تھے۔ اسی کے ساتھ حجرہ مبارکہ کا پنج گوشہ احاطہ بھی بعض جگہوں سے مخدوش ہو گیا تھا اور ایک ستون کے نیچے سے کوئی پتھر ٹوٹ جانے کی وجہ سے کچھ خلا بھی ہو گیا۔ ٨٧٩ ہجری میں سلطان اشرف نے ارادہ کیا کہ اس کی تعمیری کمزوری کو اصلاح ومرمت کے ذریعے دور کر دیا جائے اور اگر ضرورت ہو تو تجدید بھی کر دی جائے۔ شرف الدین انصاری کو یہ خدمت سونپی گئی۔ شرف الدین انصاری آلاتِ تعمیر مہیا کرنے کی فکر میں لگ گئے، اس مرحلہ کی تکمیل ہی کی تھی۔ صفر المظفر ٨٨١ھ میں معمولی سی بیماری سے وفات فرما گئے تو تعمیری ذمہ داریاں شیخ شمس الزمن کو حوالے کر دی گئیں۔ مسجد کی متعدد جگہوں سے مرمت سے فراغت کے بعد حجرہ مبارکہ کے احاطہ کے ستون اور دیوار میں پڑے ہوئے شگاف کی درستگی کی فکر ہوئی اور اکابر اہلِ مدینہ اس پر

غور کرتے رہے کہ اس سلسلہ کو کس طرح شروع کیا جائے اور کیا صورت ایسی اختیار کی جائے کہ نہ تو حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کوئی بے ادبی واقع ہو اور نہ ہی تعمیری مرمت میں توڑ پھوڑ کی آوازوں سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایذ ا پہنچے کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو قریب والے حجروں کی دیوار میں اگر کوئی کیل وغیرہ بھی ٹھونکتا تو فوراً اس کو روکا کرتیں اور فرمایا کرتیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا نہ پہنچاؤ۔

طویل مذاکرات کے بعد لائحہ عمل

مسلسل مجلسوں اور مذاکرات اور طویل مدت تک غور وفکر کے بعد یہ طے ہوا کہ ہمت کر کے اس کام پر قدم اُٹھایا جائے۔ ۱۳ شعبان المعظم کو تمام مشائخ اور اکابر مدینہ منورہ نے روضۂ اقدس کے قریب بیٹھ کر اس کو طے کیا۔ فرماتے ہیں کہ اس مجلسِ مشاورت میں جس وقت مجھ کو طلب کیا گیا۔ میں اپنے میں ہمت نہیں پاتا تھا کہ حاضر ہوں ۔ میں نے وضو کیا اور صلوٰۃ استخارہ پڑھی اور اپنے رب سے دعا مانگی کہ اے پروردگار جو بات تیرے علم میں خیر ہو اس کا القاء فرما۔ میں جماعت میں حاضر ہوا سب نے یہ کام میرے سپرد کیا۔ میں نے جب احاطہ کا مشاہدہ کیا ایک ایسی ہیبت مجھ پر طاری ہوئی اس کا بیان ممکن نہیں۔

دیوار کے شگاف کا سبب

اس احاطہ کے غلاف کو جب ہٹا کر دیکھا کہ اس عمارت کے ایک ایک ذرہ سے انس ومحبت کے وہ جذبات محسوس ہو رہے تھے کہ ان کا تصور ہی نہیں ہوسکتا۔ میں نے احاطہ مبارکہ پر غور کر کے یہ سمجھا کہ باہر کی دیوار کا شگاف کا سبب یہ ہے کہ اندر والی دیوار کا جھکاؤ اس دیوار پر ہے اور اس کے بوجھ سے یہ شگاف پڑا ہے اور غالب یہ ہے کہ قدیم زمانہ میں جو آگ لگ جانے کا واقعہ پیش آیا تھا اور اس میں حجرہ مبارکہ کی دیواریں متاثر

ہوئیں تو اس زمانہ کے لوگوں نے اندر والی دیوار کے نیچے کے حصہ میں خلا ہونے پر لکڑی کے تختے اور ٹکڑے داخل کردیئے تھے اب ان کے گل جانے دیوار پھر جھک گئی۔

حضرت ابن عباس کا قول مبارک

میں نے ہر چند غور کرنے پر یہی مناسب سمجھا تھا کہ ان دیواروں کو اسی حالت پر رکھتے ہوئے ان کی مرمت کردی جائے اور درمیانی خلا کو مضبوط بھراؤ سے پُر کردیا جائے اور اس رائے میں مجھے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا وہ قول یاد آیا جو انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے کہا تھا کہ بیت اللہ کی از سرِ نو تعمیر کرنے کے بجائے کعبۃ اللہ کو انہی پتھروں پر برقرار رکھو جن پر خدا نے اپنے پیغمبروں کو مبعوث فرمایا لیکن متولی عمارت کی رائے اور اپنے ایک خواب کی بناء پر بھی ہوئی کہ اس شگاف پڑی ہوئی دیوار کو ہٹا کر نئی دیوار بنائی جائے۔

انوار و برکات سے استفادے کے لئے اجتماع

چنانچہ ۱۵ شعبان ۸۸۱ھ اس شکستہ دیوار کو جو مشرقی جانب واقع تھی جس کا ایک حصہ منہدم ہوچکا تھا صاف کرنے کے لئے اکابر مدینہ جمع ہوئے تاکہ سب اکابر اس بقعہ مبارکہ کے انوار و برکات سے مستفیض ہوسکیں۔ متولی عمارت نے مدینہ منورہ کے سب سے زائد بزرگ ہستی عارف باللہ شیخ سید شہاب الدین الاشیطی قدس سرہ روحہ سے تشریف لانے کے لئے درخواست کی۔ شیخ دیوار احاطہ کے باہر کھڑے رہے۔ اندر آنے کی ہمت نہ ہوئی۔ سورۂ فاتحہ تلاوت فرمانے کے بعد حاضرین سے یہ فرما کر چلے گئے ''**نظفوا علی برکۃ اللہ**'' اے لوگو! صاف کرو، اس جگہ کو اللہ کی برکت کے ساتھ۔ باہر والی دیوار صاف کرنے کے بعد یہ اندازہ ہوا کہ پہلے زمانہ میں حجرہ مبارکہ کے اوپر مسجد کی چھت پر بجائے قبہ کے جو ایک احاطہ بنا ہوا تھا وہ شکستہ ہوکر اس کا کچھ حصہ حجرہ مبارکہ میں گرا اور اس سے واقع ہونے والا شگاف وقتی طور پر پُر کردیا تھا کیونکہ ان

حضرات نے پھاوڑے وغیرہ کے استعمال کی جرأت نہ کی اور کھدائی کے بغیر اس کی مرمت ممکن نہ تھی تو وقتی طور پر کی ہوئی مرمت اور بھراؤ اس عرصہ میں کمزور پڑ گیا اور اس وجہ سے اندر والی دیوار باہر کی دیوار پر مشرقی سمت کے ایک گوشہ سے گر پڑی تو ضروری معلوم ہوا کہ اندر والے حجرہ مبارکہ کی پوری دیوار شامی جانب کی ہٹا کر دوبارہ نئی دیوار تعمیر کی جائے اور اسی طرح باہر والے احاطہ کی دیوار بھی از سر نو بنائی جائے۔

مشتاق آنکھیں

اس خدمت میں شریک ہونے والے تمام اکابر اور مشائخ مدینہ جب باہر کی دیوار صاف کر کے فارغ ہوئے تو حجرہ شریفہ کے شامی جانب سے ٹوٹے ہوئے حصہ کو ہٹانا شروع کیا۔ میں اپنے شوق اور اس ولولے کا اظہار نہیں کر سکتا جو حضور ﷺ کے حجرہ مبارکہ کے اندر کے حصہ کی زیارت کو مجھ کو لگا ہوا تھا۔ ۲۵ شعبان کو نوبت اس مرحلہ پر پہنچی کہ یہ مشتاق آنکھیں حجرہ مبارکہ کے اندرونی حصہ کا دیدار کر سکیں اور قبر مبارک کی زیارت نصیب ہو۔ متولی عمارت نے میرے پاس پیغام بھیجا کہ حجرہ مبارکہ کی زیارت کر لوں۔ میں والہانہ انداز سے بے قراری کے عالم میں دوڑتا ہوا پہنچا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑا رہا تھا کہ اے اللہ تو مجھ کو اس بارگاہ کے شایانِ شان ادب کی توفیق عطا فرما۔ میں اسی گرد و غبار کو بے چینی اور بیقراری کے ساتھ مشتاق نگاہوں سے دیکھنے کے لئے چلا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسد اطہر کے قریب تھا اور میری کیفیت یہ تھی۔

ولو قيل للمجنون أرض أصابها
غبار ثرى ليلى لجدّ وأسرعا
لعلّ يرى شيئا له نسبة بها
يعلل قلبا كاد أن يتصدعا

ترجمہ: اگر مجنوں کو یہ کہا جائے کہ یہ زمین وہ ہے جس پر لیلیٰ کے گزرنے کا کوئی

گرد وغبار پڑا ہے کہ وہ اس کی طرف دوڑے گا اور کوشش کرے گا کہ شاید کسی ایسی چیز کو دیکھ پائے۔ جس کو لیلیٰ سے کچھ نسبت ہو کہ وہ اسی چیز سے اپنے اس بے قرار دل کو تسلی دے لے جو عشق کی تڑپ میں قریب ہے کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔

اور میں نے اصل حجرہ مبارکہ کی متبرک زمین کو دیکھنے کی جرأت کی کیونکہ یہ یاد آیا کہ بعض حضرات تابعین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے درخواست کی تھی کہ حجرہ مبارکہ کھول کر زیارت کرادی جائے۔ اس واقعہ کے یاد آنے نے میری ہمت مضبوط کی اور میں نے نگاہِ شوق اس حصہ پر ڈالنے کی جرأت کی جہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف ہے۔

کیسے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کروں

اگرچہ میرا حال تو یہ تھا اور زبانِ حال یہ کہہ رہی تھی

عصيت فقل لي كيف ألقى محمدا

ووجهي بأثواب المعاصي مبرقع

کہ میں نے بہت ہی نافرمانیاں کی ہیں تو اے بتانے والے مجھے بتا کہ میں کس طرح محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ سلم سے ملاقات کروں حالانکہ میرا چہرہ تو گناہوں کے پردے میں لپٹا ہوا ہے۔

لیکن یہ سوچ کر

عسى الله من أجل الحبيب وقربه

يداركني بالعفو فالعفو أوسع

کہ شاید اللہ تعالیٰ حبیب اور حبیب کے قرب کی بدولت میرے گناہوں کا تدارک معافی اور درگزر سے فرد ے اور اللہ تعالیٰ کا عفوو درگزر تو بہت وسیع ہے۔

انوار وتجلیات

(لیکن یہ سوچ کر) ہمت کی اور وہ انوار و برکات دیکھے کہ قلب ان کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ وہاں ایک ایسی خوشبو تھی کہ میں نے زندگی بھر کبھی ایسی بہترین خوشبو اور مہک نہیں پائی تھی۔

مشتاق اکھیاں کتھے جالڑیاں

بہر حال نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا، میں خوف وحیا کے ملے جلے جذبات وکیفیات کے ساتھ مواجہہ شریف کے سامنے حاضر ہوا اور اشرف الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے دونوں رفیقوں کو سلام کیا۔ تحیہ صلوٰۃ وسلام کے بعد جو کچھ دعاؤں کی توفیق ہوئی وہ دعائیں کیں اور آپ کی شفاعت کے لئے درخواست کیں۔

شکستہ دیوار

پھر جبکہ میں آنکھوں کو اس مقدس جگہ کے انوار سے پُر کر چکا تو میں وہاں کی مٹی اور زمین کی سطح پر نظر ڈالی اور وہاں کی خاک مبارک کے کچھ ریزے لئے پھر وہاں یہ دیکھا کہ جگہ جگہ سے یہ دیوار شکستہ ہوگئی ہے اور اس میں شگاف بھی پڑ گئے۔ ۲۷ رشعبان کو اس دیوار کی تعمیر شروع کی گئی جو زاویہ کی شکل میں دونوں طرف سے ملتی ہے اور اس طرح بنایا گیا کہ درمیان کا جو فصل تھا یعنی اصل حجرہ اور احاطہ والی دیوار میں دو ذراع سے کچھ زائد جو فصل تھا وہ بھر دیا گیا اور دونوں کو ملا کر پتھروں کی ایک دیوار کردی گئی اور اس طرح مغربی دیوار سے اس کو ملا دیا جس کی موٹائی تقریباً پانچ فٹ سے کچھ زائد ہوگئی۔ پھر اسی طرح مشرقی جانب کی دیوار کی بھی تعمیر کی گئی اور آخر میں قبلہ والی دیوار بھی بنائی اور احاطہ مبارکہ کا باہر والا حصہ بھی بڑے مضبوط پتھروں سے تعمیر کیا گیا۔ اس طرح حجرہ مبارکہ کا یہ تعمیری سلسلہ ۷ رشوال جمعرات سلسلہ ۸۸۱ھ کو پورا ہوا۔ اب اسی عمارت پر حجرہ شریفہ کی

عمارت قائم و برقرار ہے کہ اصل حجرہ اور احاطہ کی دیوار کا درمیانی خلا پُر کر کے ۴، ۵ فٹ موٹائی کی ایک ہی دیوار ہو گئی۔

روضۂ اقدس کے گرد احاطہ

اس دور کے بعد سلطان خادم الحرمین الشریفین ملک قائیبائی نے روضۂ اقدس کے گرد احاطہ کر کے نہایت عمدہ قسم کے پیتل کی جالی تیار کرائی اور اس کو پہلی جالی کی جگہ نصب کرایا گیا جس کے چاروں کناروں پر نہایت عمدہ سنگ مرمر کے ستون ہیں۔ یہ جالی زمین کی سطح سے مضبوط پتھروں کے درمیان جڑی ہوئی ہے اور مسجد کی چھت کے ساتھ اس کو جوڑ دیا گیا ہے اور پھر جالی مبارک کے اوپر کے کناروں کو گنبد خضراء شریف کی عمارت میں اس طرح ملا دیا گیا کہ گنبد خضراء کے قواعد و بنیادی لائن اس کو جکڑے ہوئے ہیں۔

زیارت مزارِ اقدس اور اہل ایمان

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار اقدس پر باادب حاضری اہل ایمان کا محبوب ترین عمل ہے اہل تو کہتے ہیں کہ

؎ اصل الاصول حاضری اس پاک در کی ہے

بے ادبی سے بچنے کے لئے تکلیف برداشت کرنا

ایک دفعہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ کیا تمہیں پسند ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے سامنے تھوکے بیشک جب تم میں سے کوئی شخص قبلہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس کا رب کریم اس کے سامنے ہوتا ہے اور فرشتہ دائیں طرف، اپنے دائیں یا قبلہ رخ نہ تھوکے، بائیں طرف یا بائیں قدم کے نیچے تھوکے اگر تکلیف کی وجہ سے جلدی ہو تو اس طرح تھوکے۔ راوی نے کپڑے میں تھوک کر بعض کو بعض پر مل دیا اس کی ہیئت کذائیہ بیان کی۔

فائدہ

حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ بے ادبی سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو مشقت میں ڈالنا پڑے یا طبیعت کے ناگوار محل کا ارتکاب کرنا پڑے تو کوئی حرج نہیں مگر گستاخی سے ہر حال میں بچیں۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فتویٰ

فتاوی ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے کہ

روى الحسن بن زياد عن أبي حنيفة أنه قال: الأحسن للحاج أن يبدأ بمكة، فإذا قضى نسكه مر بالمدينة، وإن بدأ بها جاز، فيأتي قريبا من قبر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، فيقوم بين القبر والقبلة۔ (خلاصۃ الوفا، وفاء الوفاء)

ترجمہ: حسن بن زیاد حضرت امام ابو حنیفہ (حضرت امام اعظم) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا حاجی کو چاہیے کہ پہلے حج ادا کرے ادائیگی مناسک کے بعد مدینہ منورہ میں حاضر ہو۔ اگر حج سے پہلے مدینہ طیبہ آئے تو بھی جائز ہے تو قبر انور اور قبلہ کے درمیان کھڑا ہو۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔

زيارة قبره صلى الله عليه وسلم سنة بين المسلمين مجمع عليها، وفضيلة مرغب فيها۔ (ایضاً)

زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ اہلِ اسلام کا متفق علیہ ہے۔

ہمارا عقیدہ

ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گنبد خضراء میں بحیاتِ حقیقی زندہ ہیں۔ ہماری چشمِ سر سے اوجھل ہیں لیکن آپ سے ہم اوجھل نہیں اسی لئے ۔ان کے طفیل رب نے حج بھی کرادیئے۔ اصل الاصول حاضری اس در کی ہے

پہلے مدینہ منورہ کی حاضری ضروری ہے یا مکہ مکرمہ کی

سلف صالحین رحمہم اللہ نے اختلاف کیا ہے کہ زائر اور حاجی کو پہلے مدینہ کی حاضری ضروری ہے یا مکہ معظمہ کی جنہوں نے مدینہ منورہ کی حاضری کی تقدیم کا کہا ہے وہ یہ ہیں۔

حضرت علقمہ، اسود، عمرو بن میمون، تابعین (رحمہم اللہ تعالیٰ)

شاید اس کا سبب یہی ہے کہ ان کو حج کی ادائیگی سے پہلے مزار انور کی زیارت زیادہ مرغوب تھی۔

اجماع کی وضاحت

امام سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اجماع کی وضاحت کی ہے اسے دلائل سے اسلاف کے اقوال وافعال سے ثابت فرمایا اوران کی تصریحات لکھی ہیں۔ اگر تفصیل چاہیے توان کی کتاب ''شفاء السقام'' دیکھئے۔ انہوں نے ثابت فرمایا ہے کہ احادیث سے ثابت ہے کہ یہ روضہ قدس کیا حاضری قربتِ الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے لیکن افسوس کہ ابن تیمیہ نے براہِ راست گنبد خضراء کی زیارت کو بدعت لکھا اور ساتھ ہی لکھا کہ باہر سے آنے والے زیارتِ مسجد نبوی کی نیت کریں۔ اس قسم کے پمفلٹ اب ہر زبان میں حجاج وزائرین کو مفت تقسیم کیے جارہے ہیں۔ حجاج وزائرین چاہیے کہ والہانہ انداز سے مدینہ منورہ زیارت روضہِ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت سے حاضر ہوں۔ (نجدیوں کے پمفلٹ کی تفصیل آتی ہے)

مزارِ نبوی

ہم روایاتِ صحیحہ سے ثابت کرتے ہیں کہ مزارِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سنت موکدہ واجب کے قریب ہے مزید تحقیق کی ضرورت نہیں صرف اتنا ہی کافی ہے کہ جب علی الاطلاق زیارۃ قبور کے متعلق احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مزار پرانوار سید القبور رہے تو وہ بھی ان روایات کے حکم میں ہے۔

جنت البقیع

جنت البقیع کی قبور کے لئے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے اور شہداء کی زیارت احادیث سے ثابت ہے۔ اس لحاظ سے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبرانور کی زیارت بطریقِ اولیٰ ہے کیونکہ آپ کے امت پر بہت حقوق ہیں اور آپ کی تعظیم تمام پر لازم ہے اور ہمیں ہزاروں فوائد نصیب ہوتے ہیں مثلاً رحمت کا نزول جبکہ ہم صلوٰۃ وسلام عرض کرتے ہیں اور پھر وہاں قبرانور کو ہزاروں ملائکہ گھیرے ہوئے ہیں۔ ان کی موجودگی میں ہم صلوٰۃ وسلام عرض کریں گے اور وہ ملائکہ ہمارے گواہ ہوں گے اور قبرانور سے حصولِ فیوض وبرکات اور ادائیگی حق اور زیارۃ القبور سے ذکر آخرت حاصل ہوتی ہے۔

مسئلہ

اجماع امت ہے کہ زیارت القبور مردوں کو جائز ہے بلکہ بعض ظاہری فرقہ کے لوگ تو اسے واجب کہتے ہیں۔ عورتوں کے بارے میں زیارتِ قبور کا اختلاف ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبرانور کی زیارت تو ادلہ خاصہ کاملہ سے مستثنیٰ ہے اس لئے یہاں عورتوں کی زیارت کے متعلق کسی کو بھی اختلاف نہیں جیسے امام سبکی وغیرہما نے اشارہ فرمایا ہے اور عباراتِ آئمہ کے اطلاق کا تقاضا بھی یہی ہے۔

(خلاصۃ الوفاء ووفا الوفاء)

فائدہ

فقیر اویسی غفرلہٗ نے بہت بڑے مضبوط اور قوی دلائل ''محبوبِ مدینہ'' میں بیان کئے ہیں۔

مواجہہ شریف پر حاضری

اشراق کے نوافل ادا کرنے کے بعد ہم نے اپنے طور پر مواجہہ شریف پر حاضری دینے کا شرف حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہم گنہگاروں کو زندگی میں ایک مرتبہ پھر اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدمین شریفین میں حاضر ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔

بارگاہِ حبیبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وقت کی پابندی نہیں ہے گنبد خضراء میں حاضری کے لئے کسی وقت کی پابندی نہیں ہاں اوقاتِ ذیل میں رش کم ہو جاتا ہے۔

(۱) اشراق کے بعد ایک گھنٹہ یا گیارہ بجے دن

(۲) بعد نمازِ ظہر ایک گھنٹہ کے بعد صرف ایک گھنٹہ

(۳) عصر کی نماز کے بعد ایک گھنٹہ

(۴) رات کو نماز عشاء کے ایک گھنٹہ بعد سے صبح تین بجے تک

ان اوقات میں بھیڑ قدرے کم ہوتی ہے اس لئے مواجہہ شریف کے لئے ان اوقات میں حاضر ہونے سے کافی حد تک سکون سے حاضری کا شرف حاصل کیا جاسکتا ہے۔

۱۳ مارچ بروز اتوار

الحمدللہ ہم باآرام اشراق کے وقت گنبد خضریٰ کے نظاروں سے سرشار ہوئے

۔الحمدللہ سنتِ نبویہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والثنا کے مطابق پیر کے دن مدینہ طیبہ میں ہماری حاضری ہوئی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری ﴾ اہلسنت کہتے ہیں کہ حج بھی طفیلی سمجھو اور اصل ارادہ یہی ہو کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری مطلوب ہے اور بس۔

نجدی وہابی

اس فرقہ نے ابن تیمیہ کی پیروی کی، رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کو طفیلی اور مسجد نبوی کی حاضری کو اصلی بتایا چنانچہ حج کے موسم میں تمام نجدی مشینری اسی عقیدہ کو پھیلانے میں مصروف ہوئی۔ رسائل، پمفلٹ، کتب، تقاریر اور روزینہ و جمعہ وعیدین اور نجی محافل ومجالس میں ان کا یہی خبط جاری ہے۔ان کے رسائل میں سے حوالہ ملاحظہ ہو۔

☆ زیارت قبرِ رسول اور دوسری قبروں کی زیارت صرف مردوں کے لئے جائز ہے عورتوں کے لئے نہیں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ سفر قبر کی زیارت کی نیت سے نہ ہو۔

☆ حجرہ شریف کو چھونا، اس کو بوسہ دینا یا اس کا طواف کرنا بہت بُری عادت ہے جس کا ثبوت اسلافِ کرام سے نہیں ملتا اور اگر طواف کا مقصد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قرب حاصل کرنا ہو تو یہ شرکِ اکبر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کسی طرح کا سوال کرنا شرک ہے۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی قبر میں برزخی ہے موت سے پہلے جیسی زندگی نہیں اس کی حقیقت و کیفیت کا علم صرف اللہ ہی کو ہے۔

☆ زیارتِ قبرِ رسول اللہ نہ واجب ہے اور نہ ہی حج کی تکمیل کے لئے شرط جیسے کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں۔

☆ جن احادیث سے بعض لوگ صرف زیارتِ قبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم کے لئے سفر کرنے کی مشروعیت پر استدلال کرتے ہیں یا تو وہ ضعیف ہیں یا موضوع۔

فائدہ

یہ پمفلٹ اردو زبان میں سعودی حکومت نے ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء میں مفت تقسیم کیا۔ایسے ہی ہر زبان میں لاکھوں کی تعداد میں چھاپا جاتا ہے۔

ابن تیمیہ کا عقیدہ

گنبد خضریٰ کے سفر کو سفر معصیت لکھا اور طفیلی زیارت لکھ کر یہی طریقہ لکھا جسے نجدی حکومت تمام ممالک اسلامیہ کے مسلمانوں کو وہابی ملاں مسلط کر کے عمل کرا رہی ہے۔

زیارتِ مزارِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دلائل

فقیر نے دلائل محبوبِ مدینہ میں بکثرت لکھے ہیں یہاں نمونہ ملاحظہ ہو۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گوہر بار میں حاضری سنت مؤکدہ قریب الواجب ہے اور تقرب الٰہی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

قرآن کریم وحدیث شریف میں اس کی بہت زیادہ تاکید فرمائی گئی ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے"وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۝"(پارہ۵،سورۃ النساء، آیت 64)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

احادیث مبارکہ میں بھی دربار اقدس کی حاضری سے متعلق بہت تاکید فرمائی گئی ہے اور اس پر شفاعت کی بشارت دی گئی ہے جیسا کہ سبل الہدیٰ والرشاد میں حدیث

شریف ہے۔"من زار قبری وجبت لہ شفاعتی "جس نے میرے روضہ اقدس کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی

(سنن الدارقطنی کتاب الحج حدیث نمبر 2727، شعب الایمان للبیہقی، الخامس والعشرین من شعب الایمان وہو باب فی المناسک فضل الحج والعمرۃ حدیث نمبر 4159، جامع الاحادیث، حرف المیم، حدیث نمبر 22304، جمع الجوامع، حرف المیم، حدیث نمبر 5035، مجمع الزوائد، جلد 4، حدیث نمبر 5841، کنز العمال، زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر 42583۔ سبل الھدی والرشاد، جلد 12)

☆اور شعب الایمان للبیہقی میں یہ حدیث پاک بھی ہے۔"من زارنی متعمدا کان فی جواری یوم القیامۃ"

جس نے قصد وارادہ کے ساتھ میری زیارت کی وہ قیامت کے دن میرے دامن رحمت میں ہوگا۔

(شعب الایمان للبیہقی 3994، السنن الصغری للبیہقی 1318، جامع الاحادیث 22308، الجامع الکبیر للسیوطی 5039، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال 12373، مشکوۃ شریف جلد 1)

☆معجم کبیر طبرانی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"من حج فزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی" جس نے حج کیا اور میرے روضہ اقدس کی زیارت کی وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے میری ظاہری زندگی میں میری زیارت کی۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر 411 / شعب الایمان للبیہقی، حدیث نمبر 3996 / سنن البیہقی، حدیث نمبر 10573 / مشکوۃ شریف جلد 1)

مزارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بوسہ

حضرت علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تصنیف شواہد الحق میں لکھتے ہیں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مزارِ اقدس پر حاضر ہوئے اور قبر مبارک سے لپٹ گئے۔ اتنے میں مروان آیا اور کہنے لگا یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جواب دیا ہاں میں جانتا ہوں کہ یہاں اینٹ پتھر کے ہاں نہیں آیا میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا ہوں۔ (وفاء الوفاء للسمہودی وغیرہ)

☆اور مسند امام احمد، مستدرك على الصحيح، مجمع الزوائد اور سبل الہدیٰ و الرشاد وغیرہ میں موجود ہے: ''عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَبِی صَالِحٍ قَالَ اَقْبَلَ مَرْوَانُ یَوْماً فَوَجَدَ رَجُلاً وَاضِعاً وَجْهَهُ عَلَى الْقَبْرِ فَقَالَ اَتَدْرِی مَا تَصْنَعُ؟ فَاَقْبَلَ عَلَیْهِ فَإِذَا هُوَ اَبُو اَیُّوبَ فَقَالَ نَعَمْ جِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَلَمْ آتِ الْحَجَرَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُولُ لَا تَبْکُوا عَلَى الدِّینِ إِذَا وَلِیَهُ اَهْلُهُ وَلٰکِنِ ابْکُوا عَلَیْهِ إِذَا وَلِیَهُ غَیْرُ اَهْلِهِ .

ترجمہ: سیدنا داود بن ابوصالح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ ایک دن مروان نے دیکھا کہ ایک صاحب حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے روضۂ اطہر پر اپنا چہرہ رکھے ہوئے ہیں، مروان کہنے لگا تم کیا کر رہے ہو؟ جب آگے بڑھا تو دیکھا کہ وہ (میزبان رسول) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ ہیں، آپ نے فرمایا ہاں! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، میں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم دین پر مت روؤ، جب اس کا اہل اس کا حکمران ہو البتہ اس وقت دین پر روؤ جب کوئی غیر اہل اس کا حکمران ہو۔

(مسند امام احمد، حدیث ابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر 24302/

مستدرك على الصحيحين، کتاب الفتن والملاحم، حدیث نمبر 8717 / مجمع الزوائد، باب وضع الوجہ علی قبر سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر 5845 / سبل الهدی والرشاد، جماع ابواب زیارۃ صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 12، صفحہ 398)

فائدہ

دورِ حاضرہ میں کون سا ایسا کنگال ہے جسے مدینہ پاک تک پہنچنے کی آسانیاں نصیب نہیں لیکن ذوق وشوق وعشق ضروری ہے اگر یہ نہ ہو تو پھر کروڑ پتی ہونے کے باوجو دبھی محروم ہے۔

اعتراض

"لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِی عِیْدًا" وغیرہ کو یہ بھی انکار صرف عذر ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مزار پر انوار کو میلہ ٹھیلہ بنانے سے روکا ہے نہ کہ زیارت یا اس کی طرف سفر کرنے سے۔

دوسرا یہ اشارہ فرمایا کہ میرے مزار کو عید کی طرح نہ بنالینا کہ جیسے عید سال کے بعد آتی، اسی طرح سال بعد زیارت کے لئے جانا مراد ہے عید کی طرح سال کے انتظار میں رہنا وغیرہ وغیرہ۔

منکرین پر تعجب ہے کہ حدیث شریف میں عید بنانے کی نفی ہے۔ اُنہوں نے سفر کا انکار کہاں سے نکال لیا۔ عید بنانا مثلاً میلہ وغیرہ بنانا تو بغیر سفر کئے بھی ہوسکتا ہے جیسے اُنہوں نے کہا کہ سفر ہو تو مسجد نبوی کے ارادہ سے پھر طفیلی طور پر مزار کی حاضری ہو تو کوئی حرج نہیں۔

ہمارا سوال

اس پر ہمارا سوال ہے کہ اس طفیلی وقت میں وہ اسے عید (میلہ وغیرہ) کا ارتکاب کرے تو کیا جائز ہوگا۔

فائدہ

پس ثابت ہوا کہ حدیث شریف سے سفر کی نفی ثابت نہیں ہوتی اور نہ ہی ان کا دوسرا اور کوئی غلط نظریہ۔

لطیفہ

منکرین روکنے پر آجائیں تو عجیب وغریب اعتراض اُٹھاتے ہیں مثلاً کہتے ہیں حدیث میں ''مَنْ زَارَ قَبْرِی '' الخ اور تم نے تو کبھی قبر کو دیکھا تک نہیں تم صرف جالی جھانک کر دیکھو تو صرف دیوار دیکھتے ہو، قبر دیکھنے والی حدیث پر عمل نہ ہوا۔ ان کو کون سمجھائے کہ یہاں قبر تو دیکھتے ہی نہیں ہو بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ قبر کے لفظ سے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری مراد ہے۔

ایک اشکال

حضرت علامہ الحاج ابوالنصر منظور احمد شاہ دامت برکاتہم العالیہ بیان فرماتے ہیں کہ مدینۃ الرسول میں ایک رات حدیث ''من زار قبری وجبت لہ شفاعتی'' نظر سے گزری اشکال پیدا ہوا کہ ہم حاضرین کے لئے قبر انور کی زیارت تو نہیں ہے، لزومِ شفاعت کا وعدہ تو قبر انور کی زیارت کرنے والوں کے لئے ہے اسی پریشانی میں نیند آگئی۔ قبر انور کی زیارت ہوئی بلکہ بوسہ سے مشرف ہوا اور میرے عقیدہ کی اصلاح میرے نظریہ کی تطہیر میرے اشکال کے حل کے لئے مجھے فرمایا گیا۔ میرے دروازے کی حاضری میری قبر کی حاضری ہے، دروازے کی زیارت قبر کی زیارت ہے۔ (مدینۃ الرسول، صفحہ ۴۱۲،۴۱۳) الفقیر القادری ابواحمد غلام حسن اُویسی)

فائدہ

واضح ہوا کہ مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پرانوار کی زیارت کرنے کے لئے

سفر اختیار کرنا تو بڑا ہی افضل سفر ہے اللہ تعالیٰ ہر مومن کو نصیب کرے۔ آمین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ

من أتى المدينة زائرا وجبت له شفاعتي يوم القيامة، ومن مات في أحد الحرمين بعث آمنا (شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام، حدیث نمبر ۱۵)

جو شخص مدینہ منورہ میں میری زیارت کے لئے حاضر ہوا قیامت کے دن اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی اور جو شخص دونوں حرمین شریفین میں سے کسی ایک میں فوت ہوگیا وہ قیامت کے دن محفوظ و مامون اُٹھایا جائے گا۔

ایک اعتراض

ان میں ایک اعتراض حدیث شریف "**لَا تَشُدُّوا الرِّحَالَ**" الخ پیش کرکے کیا جاتا ہے۔

جواب اُویسی

اس کے متعدد جوابات ہیں۔

☆ اس کے جوابات میں سے ایک جواب یہ ہے کہ مساجد کے سفر میں سفر صرف ان تینوں کے لئے ہے اور بس اور وہ بھی حصر نہیں اس لئے کہ مسجد قبا کا ذکر (ایسی روایات میں) نہیں ہے جبکہ مسجد قبا کی طرف سفر کرنے کے متعلق کسی کو بھی اعتراض نہیں۔

☆ دوسرا جواب بھی اسی سے بنتا ہے کہ کسی شئے کا ذکر دوسرے امور کے منافی نہیں مثلاً مساجد ثلاثہ کے سفر کے علاوہ دوسرے سفروں کی نفی نہیں مثلاً تجارت کے لئے سفر، طلب علم کے لئے سفر، امتحانات دینے کے لئے سفر، محنت مزدوری کے لئے سفر، عزیز و اقارب سے ملاقات کے لئے سفر، دیگر دنیوی امور کے لئے سفر وغیرہ وغیرہ۔

☆ شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام کے پہلے باب میں یہ حدیثِ مبارکہ ہے کہ

من جاء نی زائرًا لا یعمده حاجة إلا زیارتی کان حقًّا علی أن أکون له شفیعا یوم القیامة

(شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام، باب اوّل/طبرانی، المعجم الکبیر،۱۲: ۲۲۵/ہیثمی/مجمع الزوائد ،۴: ۲/تفسیر الدر المنثور، جلد ۱)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص زیارت کے لئے میرے پاس آیا اور میری زیارت کے علاوہ کسی ضرورت نے اسے اس عمل میں نہیں لگایا تو مجھ پر واجب ہو گیا کہ میں قیامت کے دن اس کے لئے شفاعت کروں۔

فائدہ

اس کے علاوہ اس حدیث کو امام دار قطنی نے "امالی" میں اور ابو بکر ابن المقری نے "معجم" میں بیان کیا ہے اور سعید بن السکن نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔(شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام، باب اوّل)

گذشتہ سال کے اعتکاف کا حال

قارئین کرام کے ذوق کے لیے گذشتہ سال فقیر کے ساتھ جو احباب معتکف ہوئے ان کا مختصر احوال۔

☆ ۲ اپریل تا ۵ اپریل بروز منگل تا جمعۃ المبارک شام

الحمدللہ یہ بابرکت ایام ہم نے دن کا وقت الحاج محمد مبشر صاحب کے ہاں گزارے اور جبکہ یہ راتیں حرم پاک میں نصیب ہوئیں لیکن کھانا محمد ارشد صاحب کے ہاں ہے۔چودھری الحاج محمد بشیر احمد صاحب فقیر کے ہر وقت ساتھ ہیں، دوسرے رفقاء اپنے متعلقین کے ہاں رہتے ہیں ، امیرِ قافلہ مع برادر خود وغیرہما ملک الحاج محمد مختار احمد صاحب کے پاس ہیں۔

شب وروز پروگرام

نجدیوں کی تراویح گیارہ بجے شب کو فراغت کے بعد ہم مسجد نبوی میں جاتے نماز باجماعت کے بعد فقیر اپنی علیحدہ تراویح پڑھتا ہے اس لئے کہ قرآن مجید (ان شاء اللہ) کمل ختم کرنا ہے۔ شب بھر مسجد نبوی شریف میں تلاوتِ قرآنِ مجید کے بعد درود شریف پڑھتے رہتے ہیں، سحری کھا کر صبح کی نماز تا اشراق حرم پاک میں رہتے ہیں۔ اس کے بعد مکان میں جا کر آرام کرتے ہیں۔ ہمارا یہ آرام کا وقفہ نمازِ ظہر یعنی دو بجے تک پھر تا افطار حرم میں پھر کھانا۔

اعتکاف

حسب دستور (۲۰ رمضان المبارک عربی) ۵ اپریل بروز جمعۃ المبارک غروب شمس سے پہلے ہم چند رفقاء اعتکاف میں بیٹھ گئے۔ ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

☆......علامہ محمد علی صاحب لاہور

☆......الحاج محمد منیر احمد صاحب لاہور

☆......الحاج میاں عبدالغفور

☆......الحاج رانا منیر احمد غاری صاحب لاہور

☆......محمد فیاض الحق قریشی صاحب

☆......محمد ریاض الحق قریشی لاہور

☆......چودھری محمد اشرف بہاولپور

☆......مولانا عبدالمجید اُویسی رحیم یار خاں

☆......الحاج غلام غوث صاحب جڑانوالہ

☆......الحاج صوفی عبدالقادر صاحب ملتان (ہر دونوں جدہ شریف میں رہتے ہیں)

بقیہ ساتھی

چودھری الحاج بشیر احمد صاحب اس سال بیماری کی وجہ سے اعتکاف میں شامل

نہیں لیکن معتکفین کی خدمت میں کمر بستگی سے اعتکاف سے بڑھ کر اجر وثواب سے نوازے گئے ہوں گے۔ باقی رفقاء کچھ معتکف ہیں تو کسی اور جگہ اعتکاف میں بیٹھے ہوں گے یا ہوسکتا ہے اعتکاف بیٹھے ہی نہ ہوں۔

باب المجیدی شریف

فقیر سالِ اوّل باب الرحمۃ میں، سال دوم باب عمر میں، سال سوم باب عمر ہو باب المجیدی کے درمیان میں پھر مسلسل تا حال باب المجیدی میں اعتکاف کی سعادت سے سرشار ہے۔ اس کی وجوہ درجِ ذیل ہیں

☆ مدینہ پاک کے ملاقاتی اور دور سے آنے والے احباب اور آئندہ کسی دوست کو فقیر کے ساتھ اعتکاف کا شوق ہو تو تلاش کرنے میں آسانی ہے جسے چند سالوں کا تجربہ ہوا ہے۔ الحاج غازی منیر احمد صاحب لاہور سے ایک ساتھی فقیر کی ملاقات کا ارادہ ظاہر فرمایا تو وہ بڑے پریشان ہوئے۔ اُنہوں نے درجِ ذیل نقشہ بنادیا جو فقیر کو بہت پسند آیا وہ درج کردیا۔ یہ تو تھا گذشتہ سال کا حال امسال کا احوال کچھ اس طرح ہے۔

مقام اعتکاف

باب المجیدی کے اندر داخل ہوں تو غربی سمت والا راستہ کے ساتھ ہم سب نے اعتکاف بیٹھنے کے لیے جگہ کا انتخاب کیا۔

نوٹ

اس سال تصور تھا کہ صدام کی جنگ کی وجہ سے اعتکاف میں بیٹھنے والے لوگ بہت کم ہوں گے لیکن یہ تصور غلط نکلا کہ جنگ باوجویکہ ابھی ختم ہوئے عرصہ گزرا ہے لیکن حالت یہ ہے کہ مسجد نبوی شریف میں معتکفین کی سالہائے گذشتہ تعداد کچھ زیادہ ہی محسوس ہوتی ہے۔

درجِ ذیل احباب جمع ہیں:

☆......الحاج چودھری بشیر احمد صاحب

☆......ان کا صاحبزادہ گیارہ سالہ ننھا معتکف محمد طیب

☆......الحاج محمد فیاض احمد صاحب قریشی

☆......الحاج خان سعید احمد بلوچ صاحب

☆......الحاج ملک محمد اعظم صاحب

☆......حاجی اللہ ڈوایا امین آبادی

☆......حاجی عطا محمد صاحب (کراچی والے)

☆......محمد سوہانزا امین آباد۔

یہ وہ حضرات ہیں جو ہمارے رفقاء سمجھے جاتے ہیں اور ہمارے ساتھ ہی سحر وافطار کرتے ہیں۔

☆......۱۶ ر اپریل تا ۱۹ ر اپریل اتوار تا بدھ (۱۹۸۹ء)۔۱۲ ر مضان عربی تا ۲۴ رمضان (۱۴۰۹ھ) عربی۔

رفقاء مذکورہ بالا کے علاوہ ہمارے قرب میں الحاج میاں عبدالغفور لاہور، حاجی کریم بخش صاحب شجاع آباد اور سید جندوڈا شاہ صاحب ترنڈہ محمد پناہ مقیم مدینہ پاک اور ان کے علاوہ ہمارے پرانے رفیق ملے۔ مولانا محمد ظریف صاحب اوچ شریف ودیگر کافی احباب اعتکاف میں ہیں۔ الحاج رانا محمد منیر صاحب لاہور اور گذشتہ سال کے رفیق مشتاق احمد صاحب بہاولپور دیر سے پہنچے ہیں۔ مستحبا چند روز اعتکاف میں ہیں اور ہمارے ساتھ سحری وافطاری کے شریک ہیں۔

اعتکاف کے متعلق ہدایات

احکام ومسائل وفضائل سمجھنے سے پہلے مسجد نبوی شریف میں اعتکاف کے متعلق چند ہدایات ذہن نشین فرمالیں۔

☆سونے کے لئے دور مثلاً باب المجیدی، باب السعود کے اندرون اور بالمقابل

غربی دیوار کے اندرون تا باب الرحمۃ کہیں جگہ متعین کرلیں کیونکہ سونے کے لئے وقت ضروری ہے اور یہاں آرام ملے گا ورنہ دوسرے حصوں میں آرام نہ ملے گا۔ نیز مواجھہ اقدس کے قریب سونے میں بے ادبی کے احتمالات بھی ہیں۔

☆ چند سال پہلے ہر معتکف اپنے لئے علیحدہ نشست خیمہ کی صورت میں ہوتا لیکن آج کل کھلے بندوں پڑے رہو، سرہانہ تک اندر نہیں جانے دیتے فلہٰذا ایک دو چادریں فالتو ساتھ لے جائیں تاکہ نیچے بچھانے کے علاوہ سرہانہ کا کام بھی دے سکیں۔

☆ اندرونِ مسجد کھانا وغیرہ نہیں آنے دیا جاتا۔ اعتکاف سے پہلے کسی دوست کے ذمہ لگائیں تاکہ وقت پر سحری وافطاری آپ کو پہنچا دیں۔

☆ کھانے کے لئے بیرونِ ابواب (جو کہ وہ بھی حرم میں داخل ہیں) میں کسی باب کا تعین کرلیں، زیادہ موزوں باب المجیدی ہے کہ اس کے گرد ونواح میں ہوٹل قریب ہیں۔

☆ اگر کھانا پہچانے والا نہ ہو تو کسی ہوٹل والے کو ایام اعتکاف کا کھانا کہہ دیں، وہ کھانے کے علاوہ کھانے پہنچانے کی مزدوری لے کر کھانا پہنچا دیا کریں گے ورنہ باب المجیدی، باب عمر اور باب السعود کے باہر کھانے والوں کے ساتھ بیٹھ جائیں یہی لنگر نبوی ہے اور باب السلام کے باہر لنگر عام ملتا ہے۔

☆ اعتکاف کے دوران دن رات عبادت بالخصوص درود شریف، تلاوتِ کلامِ الٰہی اور نوافل میں گزاریں، بعض دوست ان مقدس ایام کو بھی لاحاصل گفتگو میں ضائع کردیتے ہیں ایسی محفل ومجلس سے دور رہیں۔

فائدہ

اب عوام سمجھی کہ پہلے معتکف کے لئے پابندیاں نہیں تھی اب قدرے زیادہ ہیں مگر ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہم تو اپنے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری اور اعتکاف میں بیٹھے ہیں یہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ

ہے جیسا کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاہُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ ۔

یعنی رحمتِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی ساری زندگی رمضان شریف کے آخری دس دنوں اعتکاف میں بیٹھے تھے۔

فضائل اعتکاف

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اس کے لئے بے حساب نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

☆ فرمایا جو شخص ایک دن کا اعتکاف بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقوں کے برابر دوری کر دیتا ہے۔(طبرانی، بیہقی)

☆ حدیث شریف میں ہے ایک دن کے اعتکاف کا فائدہ معتکف اور جہنم کے درمیان تین خندقوں کے برابر فاصلہ کر دیا جاتا ہے۔ ایک خندق کا دوسری خندق سے فاصلہ بعض روایتوں کے مطابق آسمان اور زمین کے درمیانی فاصلہ کے برابر ہے۔ جب ایک دن کے اعتکاف کا اتنا فائدہ ہے تو دس دن کے اعتکاف کے فاصلہ اور اجر و ثواب کا اندازہ کرلیں جو بے حد وحساب ہی ہوگا۔

○ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْمُعْتَكِفِ هُوَ يَعْكِفُ الذُّنُوبَ وَيُجْرَى لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا۔ (مشکوٰۃ شریف، سنن ابن ماجہ)

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کی نیکیاں اتنی ہی لکھی جاتی ہیں جتنی کہ کرنے والے کے لئے۔

لیکن کسی مسلمان بھائی کی حاجت روائی کرنا

☆ فرمایا کسی مسلمان بھائی کی حاجت پوری کر دینا یا اس کے بارے میں کوشش

ہی کرنا دس سال کے اعتکاف سے بھی زیادہ ہے۔ (طبرانی)

مسائلِ اعتکاف

رضائے کے واسطے مسجد میں ٹھہرنے کی نیت سے قیام کرنا اعتکاف ہے۔

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں

☆ اعتکاف واجب (نذر کا واجب)

☆ اعتکافِ سنتِ مؤکدہ (رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مسجد میں ٹھہرنا)

☆ اعتکافِ مستحب (اعتکاف واجب اور سنتِ موکدہ کے علاوہ مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے یا ویسے ہی آکر یا کچھ قیام کرنے کی نیت سے داخل ہونا اور نیت کرنا کہ جتنی دیر مسجد میں ہوں معتکف ہوں)

مسئلہ

مرد کو اعتکاف کے لئے مسجد ضروری ہے عورت اپنے گھر میں نماز کی جگہ اعتکاف کرسکتی ہے۔

مسئلہ

معتکف بلا عذر مسجد سے نکلے تو حرام ہے اور اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح عورت کا اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔

فائدہ

مسجد سے باہر نکلنے کے لئے دو عذر ہیں۔

☆ عذرِ طبعی جیسے پاخانہ، پیشاب، وضو وغیرہ کے لئے باہر نکلنا ویسے آج کل تمام مساجد میں سب قسم کی سہولتیں موجود ہیں۔

☆ عذرِ شرعی جیسے جمعہ کی نماز کے لئے جانا بشرطیکہ اعتکاف والی مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو۔

☆ معتکف مسجد میں خلاف شرع حرکات نہ کرے، بیہودہ گوئی سخت منع ہے، اخبار پڑھنا (جس میں تصاویر فوٹو ہوں) منع ہے۔ بالکل خاموش رہنا بھی نامناسب ہے جیسا کہ ابتدا میں عرض کیا گیا ہے کہ عبادت میں مشغول رہے، دینی، اسلامی، سیرت کی کتابوں کا مطالعہ کر سکتے ہیں، باقی اوقات اذکار و عبادات میں گزاریں، بقدرِ ضرورت نیند کریں۔

اعتکاف میں غسل کا مسئلہ

علمائے کرام اور عوام میں غسل کے متعلق الجھن پیدا ہوتی رہتی ہے اس لئے بہتر ہے کہ ان دنوں غسل کی ضرورت کو ضرورت نہ سمجھے کیونکہ یہ ان ضروریات سے نہیں کہ جس کے بغیر چارہ نہ ہو اور نہ ہی اس کی مطلقاً ممانعت ہے کیونکہ بحالتِ اعتکاف غسل احادیث سے ثابت ہے لیکن وہ کیفیت مسجد نبوی کے معتکفین اور مسافروں کو میسر، اگر میسر ہو بھی تو عرفِ عام میں نہایت قبیح جیسے اونٹنی پر سوار ہو کر کعبہ کا طواف احادیث سے ثابت ہے لیکن آج کل کوئی کر کے دکھائے تو..... فلہٰذا غسل کے عمل سے سرے سے اعتکاف ہی نہ جاتا رہے۔

اعتکاف کا قاعدہ

کیونکہ اعتکاف کا اصل قاعدہ یہ ہے کہ بلاضرورت مسجد سے باہر وقت گزارنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ

اگر احتلام ہو جائے (اللہ نہ کرے) تو وہیں تیمم کر کے فوراً مسجد سے باہر جا کر غسل کر لیا جائے۔

فائدہ

مسجد نبوی میں رہ کر خوشبو کا زیادہ استعمال کیا جائے، پسینہ کو کپڑے وغیرہ سے

پونچھ لیا جائے تا کہ جسم میں بدبو نہ بڑھے۔

۲۵ رمضان المبارک عربی بمطابق ۲۰ اپریل بروز جمعہ المبارک

مدینہ طیبہ کا ہر جمعہ نئی آن شان رکھتا ہے لیکن جمعۃ الوداع میں نہ صرف شہری لوگ بلکہ دیہات سے دور دور سے لوگ آ جاتے ہیں میرا اندازہ یہ ہے کہ عاشقانِ مصطفیٰ کے قافلے شبِ جمعہ سے آنے شروع ہو گئے یہاں تک کہ گیارہ بجے تک مسجد نبوی شریف کے تمام حصص پُر ہو گئے۔ پھر سڑکوں اور گلیوں کوچوں میں صفیں ہی صفیں باندھی جا رہی ہیں۔ فقیر نے آنکھوں سے دیکھا کہ گرمی کی پرواہ کئے بغیر ہی دیوانے دھوپ میں آسمان کے سایہ تلے عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چاشنی سے نہایت سکون سے بیٹھے ہیں۔

سوا بارہ بجے اذانِ جمعہ ہوئی۔ امام حرم نے خطبہ پڑھا اور فقیر اپنے طور پر جمعۃ الوداع کا ذکر کرتا رہا۔

جمعۃ الوداع

آج جمعۃ الوداع یعنی رمضان المبارک کا آخری جمعہ ہے اس جمعہ کو الودع اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس جمعہ کے بعد دوسرے جمعہ کے آنے سے قبل رمضان المبارک کا مہینہ ختم ہو جاتا ہے۔ وداع کے معنی رخصتی کے ہیں یعنی ہم ماہ رمضان کو رخصت کر رہے ہیں لیکن اُس کی حقیقت کی دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ رمضان المبارک کو ہم نہیں بلکہ وہ ہمیں رخصت کر رہا ہے۔ وہ ہمیں یاد دلا رہا ہے کہ دیکھو کتنے لوگ تھے جنہوں نے گذشتہ ماہ رمضان کو پایا مگر اس رمضان میں وہ موجود نہیں ہیں بلکہ وہ اس سے قبل اللہ کے حضور پیش ہو گئے جس طرح کہ جب کوئی سلطان قتل کیا جاتا ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے گناہوں کی مغفرت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تا کہ یہی نماز استغفار دنیا میں اس کا آخری عمل رہے اس کو یہ نماز صلوٰۃ الوداع یعنی آخری نماز کہلاتی ہے اسی طرح

وہ لوگ جو گذشتہ رمضان المبارک میں موجود تھے مگر اس رمضان کے مہینے میں موجود نہیں ہے اور گذشتہ رمضان ان کا آخری رمضان ثابت ہوا۔ رمضان المبارک کا مہینہ آئندہ بھی قیامت تک رہے گا لیکن آئندہ رمضان تک نامعلوم کون لوگ موجود ہیں اور کون موجود نہ ہوں گے تو اس طرح رمضان رخصت نہیں ہو رہا ہے بلکہ وہ لوگوں کو رخصت کر رہا ہے۔ جمعۃ الوداع کے ذریعہ لوگوں کو آگاہ کیا جا رہا ہے کہ اس موقع کو غنیمت جانیں معلوم نہیں آئندہ آپ کو یہ مہینہ ملے یا نہ ملے۔

جمعہ کی وجہ تسمیہ

علماء نے جمعہ کے بارے میں لکھا ہے کہ جمعہ دراصل ایک اسلامی اصطلاح ہے زمانہ جاہلیت میں اہلِ عرب اسے یوم عروبہ کہا کرتے تھے اسلام میں جب اس دن کو مسلمانوں کے اجتماع کا دن قرار دیا گیا تو اس کا نام جمعہ رکھا گیا۔ اگرچہ مورخین کہتے ہیں کہ کعب بن لوی یا قصی بن کلب نے بھی اس دن کے لئے یہ نام استعمال کیا تھا کیونکہ اس روز قریش کا اجتماع ہوا کرتا تھا اور اس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مناقب وکمالات بیان ہوتے تھے اس لئے اس کا نام جمعہ ہے لیکن اس کے اس فعل سے قدیم نام تبدیل نہیں ہوا بلکہ عام اہلِ عرب اسے عروبہ ہی کہتے تھے نام کی حقیقی تبدیلی اس وقت ہوئی جب اسلام میں اس دن کا نام رکھا گیا۔ اسلام سے پہلے ہفتہ کا ایک دن عبادت کے لئے مخصوص کرنے اور اس کو شعارِ ملت قرار دینے کا طریقہ اہلِ کتاب میں موجود تھا، یہودیوں کے ہاں اس غرض کے لئے "سبت" (ہفتہ) کا دن مقرر کیا گیا تھا کیونکہ اس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دی تھی، عیسائیوں نے اپنے آپ کو یہودیوں سے ممیّز کرنے کے لئے اپنا شعار ملت اتوار کا دن قرار دیا اگرچہ اس کا کوئی حکم نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دیا، نہ انجیل میں کہیں اس کا ذکر آیا ہے لیکن عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ صلیب پر جان دینے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی قبر سے نکل کر آسمان کی طرف گئے تھے۔ اس بناء پر بعد کے عیسائیوں نے اسے اپنی

عبادت کا دن قرار دے دیا اور پھر ۳۲۱ء میں رومی سلطنت نے ایک حکم کے ذریعے سے اس کو عام تعطیل کا دن مقرر کر دیا۔ اسلام نے ان دونوں ملتوں سے اپنی ملت کو ممیّز کرنے کے لئے ہی دونوں دن چھوڑ کر جمعہ کو اجتماعی عبادت کے لئے اختیار کیا۔

جمعۃ المبارک کی فرضیت کا حکم

حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابومسعود انصاری کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کی فرضیت کا حکم نبی پاک ﷺ پر ہجرت سے کچھ مدت پہلے مکہ معظّمہ میں ہی نازل ہو چکا تھا لیکن اس وقت آپ اس پر عمل نہیں کر سکتے تھے کیونکہ میں کوئی اجتماعی عبادات ادا کرنا ممکن نہ تھا اس لئے آپ نے ان لوگوں کو جو آپ سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ پہنچ چکے تھے یہ حکم لکھ بھیجا کہ جمعہ قائم کریں چنانچہ اس کی ابتداء کی مہاجرین کے سردار حضرت معصب بن عمیر نے ۱۲ آدمیوں کے ساتھ مدینے میں پہلا جمعہ پڑھا۔

ہجرتِ رسول ﷺ اور جمعۃ المبارک

روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے بعد جو اولین کام کئے ان میں سے ایک جمعۃ المبارک کی اقامت بھی تھی۔ مکہ معظّمہ سے ہجرت کر کے آپ پیر کے دن قبا پہنچے، چار دن وہاں قیام فرمایا۔ پانچویں دن جمعۃ المبارک کے دن وہاں سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں بنی سالم بن عوف مقام پر تھے کہ نمازِ جمعہ کا وقت ہو گیا اسی جگہ آپ نے پہلا جمعہ ادا فرمایا۔ (سیرۃ ابن ہشام)

فائدہ

اسی مناسبت سے اس مسجد کا نام مسجد الجمعہ ہے۔ اس کا ذکر آئے گا (ان شاءاللہ)

۲۷ ررمضان عربی ۲۵ ررمضان پاکستانی ۲۲ راپریل شبِ اتوار

آج شب کو یعنی ۲۷ ررمضان المبارک کی رات کو مکہ معظّمہ میں حج کا سماں

ہوتا ہے کیونکہ اکثر لوگ بالخصوص مدینہ طیبہ کے مقیم عمرہ کے لئے اسی شب کو مکہ معظمہ چلے جاتے ہیں لیکن باوجود ایں ہمہ مدینہ طیبہ کی چہل پہل اور رونق میں کمی کے بجائے بہت بڑا اضافہ ہے۔ عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دور دور سے پہنچ گئے ہیں۔ مسجد نبوی شریف میں تراویح کے بعد قیام اللیل کا یہ حال ہے کہ باب المجیدی تک نمازی ہی نمازی ہیں اور باہر کا حرم اور مسجد نبوی جدید تعمیر کے تمام حصے پُر ہیں۔ امامِ حرم نے تراویح سے پہلے خطبہ پڑھ کر لیلۃ القدر کے فضائل بیان کئے ہیں۔

فقیر اپنے سفر نامہ میں اپنے طور پر فضائل لیلۃ القدر عرض کرتا ہے

آخری عشرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت عبادت کرتے

تمام راتوں میں لیلۃ القدر کی فضیلت سب سے زیادہ ہے۔ اسی رات اللہ تعالیٰ کی رحمت خصوصی طور پر اپنے بندوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے پہلے دوعشروں کی نسبت آخری عشرے میں بہت زیادہ عبادت کیا کرتے تھے۔

شب قدر کی فضیلت خصوصی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رمضان السبارک میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر اور افضل ہے۔ جو شخص اس کی برکتوں سے محروم رہا وہ تمام بھلائیوں سے محروم رہا۔

دوسری حدیثِ مبارکہ

حدیث شریف میں ہے کہ اس رات کی برکتوں سے وہی محروم رکھا جاتا ہے جو بالکل بدنصیب ہے۔ (ابنِ ماجہ)

فائدہ

اس لئے ہمیں چاہیے کہ ایسی بابرکت راتوں کی برکتوں سے فیضاب ہونے کے لئے زیادہ سے زیادہ تلاوتِ قرآن مجید اور ذکر الٰہی میں مشغول رہنا چاہیے، درود شریف کی کثرت کریں، جتنی توفیق ہو نوافل ادا کریں۔

طاق راتوں میں شب قدر کی تلاش

ارشادِ نبوی ہے کہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں شب قدر کو تلاش کرو۔ (بخاری شریف)

اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا اگر مجھے شب قدر مجھے معلوم ہو جائے تو اس میں کیا پڑھوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا دُعا پڑھا کرو

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي

حدیث شریف

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شب قدر میں جبرئیل فرشتوں کی جماعت کے ساتھ آتے ہیں اور ہر مسلمان کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتے ہیں۔ (بیہقی)

شب قدر سے مراد

سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں شب قدر سے مراد رمضان المبارک کی ستائیسویں رات ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سورۃ قدر میں اس کی جانب دو طرح اشارہ فرمایا گیا ہے اول یہ سورۃ قدر تیس کلموں پر مشتمل ہے اور اس میں ستائیسواں کلمہ لفظ ''ھی'' جو لیلۃ القدر کی تعبیر ہے۔

دوسرے یہ کہ سورۃ قدر میں نو حروف ہیں اور لفظ لیلۃ القدر سورۃ قدر میں تین بار بیان فرمایا گیا ہے اب اگر نو کو تین سے ضرب دیں تو اس کا حاصل ستائیس نکلتے ہیں جس سے ستائیسویں رات کے شب قدر ہونے کو تقویت ملتی ہے۔

وجہ تسمیہ

اس شب کو شب قدر اس واسطے کہتے ہیں کہ جو نیک اعمال اس شب میں کیے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی قدر و منزلت ہوتی ہے چنانچہ اس شب میں ایک نیت عمل کا ثواب دوسرے ایام میں کیے گئے تیس ہزار اعمال کے ثواب سے زیادہ ہے۔

تعین شب قدر

چونکہ صراحتاً کسی حدیث میں اس رات کا تعین نہیں ہے اس لئے صحابہ کرام اور علماء نے اپنے اپنے علم کے اعتبار سے مختلف تاریخیں بیان فرمائیں۔ حضرت ابن عباس کا ارشاد گرامی جو اوپر تحریر کیا گیا ہے کے مطابق وہ رمضان کی ستائیسویں شب ہے اور حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لیلۃ القدر ماہِ رمضان کی ستائیسویں شب ہوتی ہے۔

سورۃ القدر کی تلاوت

اثر و بیشتر رمضان المبارک کی آخری دس تاریخوں کے متعلق حضرت مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ جو شخص بعد نمازِ عشاء سات مرتبہ سورۃ القدر پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو بلاؤں سے محفوظ رکھے گا اور ستر ہزار فرشتے اس کے لئے جنت کی دعا کریں گے اور جو شخص جمعہ کے دن نماز سے پہلے اس کو تین مرتبہ پڑھے گا تو اس کے نامہ اعمال میں ان لوگوں کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھ دی جائیں گی جنھوں نے اس دن نمازِ جمعہ ادا کی۔

فائدہ

حدیث شریف میں وارد ہے کہ شب قدر میں فرشتوں کی جماعتیں یکے بعد دیگرے نازل ہوتی ہیں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی تشریف لاتے ہیں ان کے ساتھ چار جھنڈے ہوتے ہیں۔ایک کو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ پاک پر نصب فرماتے ہیں،دوسرے کو بیت اللہ شریف کو،تیسرے کو بیت المقدس پر اور چوتھے کو کوہِ طور پر نصب فرماتے ہیں اور ہر مومن مرد اور عورت کے مکان میں داخل ہو کر اس کو سلام کرتے ہیں مگر ہمیشہ شراب پینے والے اور خنزیر کا گوشت کھانے والے اور رشتہ قطع کرنے والے اس سلام سے مشرف نہیں کئے جاتے ہیں،دوسرے فرشتے بھی ہر اس بندے کو سلام کہتے ہیں جو کھڑے یا بیٹھے ذکر الٰہی میں مشغول ہوں۔

لیلۃ القدر کونسی رات ہے

حضرت ابوالحسن حقانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب سے بالغ ہوا ہوں رمضان شریف میں شب قدر پاتا ہوں۔میرا تجربہ ہے کہ اگر پہلی تاریخ رمضان کی اتوار یا بدھ کو ہوتی ہے تو شبِ قدر انتیسویں شب کو ہوتی ہے اور جب یکم رمضان پیر کو ہو تو اکیسویں شب کو شبِ قدر ہوتی ہے اور جمعہ یا منگل کی پہلی تاریخ ہو تو ستائیسویں رات کو شب قدر ہوتی ہے اور جب جمعرات کو رمضان کی پہلی ہوتی تو پچیسویں رات کو شبِ قدر ہوتی ہے۔

لیکن اکثر احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ لیلۃ القدر ستائیسویں شب ہے۔

چار رکعت نوافل

بعض علمائے کرام نے فرمایا کہ جو شخص اس رات میں چار رکعات اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ شریف کے بعد سورۃ تکاثر ایک مرتبہ اور سورۃ اخلاص یعنی "قل هو الله احد" تین مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ موت کی سختی آسان فرمادے گا اور اس سے عذابِ قبر دور کر دیا جائے گا اور جنت میں نور کے چار ستون ملیں گے،ہر ستون

میں ایک ہزار محل ہوں گے۔ (نزہۃ المجالس (اردو ترجمہ)، جلد اول، صفحہ ۳۳۲)

شبِ قدر میں نماز پڑھنے کا ثواب

شبِ قدر میں آسمان کے دروازے کھلے رہتے ہیں جو شخص شبِ قدر میں نماز ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ایک ایک تکبیر کہنے کے بدلے میں جنت میں ایک ایسا سایہ دار درخت عطا فرمائے گا کہ اگر چلنے والا سو سال تک بھی اُس کے سایہ میں چلتا رہے تو پھر بھی اس درخت کا سایہ طے نہیں کر سکے گا اور ہر رکعت کے بدلے جنت میں ایک مکان موتیوں یاقوت و زبرجد اور لوء لوء کا بنا ہوا عطا فرمائے گا اور ہر سلام کے بدلے جنتی چادروں میں سے ایک چادر عطا فرمائے گا۔ (درۃ الناصحین)

شبِ قدر میں قیام کرنے کا اجر

جس شخص نے شبِ قدر میں ثواب کی نیت سے قیام کیا تو اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے گئے۔

شبِ قدر میں غسل کرنے کا اجر

جو رمضان المبارک کی ستائیسویں کی رات مبارک میں غسل کرے نماز کی نیت سے تو اللہ تعالیٰ ہاتھ پاؤں دھونے سے پہلے اُس کے تمام گناہ بخش دے گا۔
(فضائل الشہور والایام)

ستائیس ہزار سال کا ثواب

جو رمضان المبارک کی ستائیسویں کی رات مبارک کو زندہ رکھے گا یعنی ساری رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزار دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستائیس ہزار سال کا ثواب لکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے جن کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ (فضائل الشہور والایام)

قیامت کے دن دل نہ مرے

جو شخص شبِ قدر کو زندہ رکھے (یعنی اس میں عبادت میں مصروف رہے) پس قیامت کے دن اس کا دل نہیں مرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے تمام چھوٹے بڑے گناہ معاف فرمادے گا۔

سو برس کی عبادت کا ثواب

جو شبِ قدر کو زندہ رکھے گا اُس کے لئے سو برس کی عبادت کا ثواب ہے۔

قبر نور سے روشن

اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری قبر نور سے روشن ہو تو شبِ قدر میں عبادت کرو۔

(فضائل الشہور والایام)

نیک حاجات کے لئے

جس نے شب قدر کو پایا تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام فرمادے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی تمام نیک حاجات پوری فرمائے گا۔ (فضائل الشہور والایام)

بلند مرتبہ

جس نے شب قدر کو پالیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کا مرتبہ بلند فرمائے گا۔

شب قدر کی دعا

حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اگر مجھے شبِ قدر کا علم ہو جائے تو کیا پڑھوں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس طرح دُعا مانگو

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی۔ (مشکوٰۃ شریف)

اے اللہ! بیشک تو معاف فرمانے والا ہے اور معافی دینے کو پسند بھی کرتا ہے لہٰذا

مجھے بھی معاف فرمادے۔

نوافل

جو شخص اس رات میں بیس رکعتیں نوافل ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص اکیس بار پڑھے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا گویا ابھی پیدا ہوا ہو۔ نیز ہر حرف کے عوض جو اس نماز میں پڑھا ہے اس کے لئے جنت میں ایک شہر بنایا جائے گا اور اس شہر میں اس قدر حوریں ہوں گی کہ ان کا شمار صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ (تذکرۃ الواعظین)

گناہوں کی معافی

حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر روح البیان میں یہ روایت نقل کیا ہے کہ جو شب قدر میں اخلاصِ نیت سے نوافل ادا کرے گا اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

چار رکعات نفل

چار رکعات نوافل اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ شریف کے بعد سورۃ قدر تین بار اور سورۃ اخلاص پچاس بار پڑھے۔ سلام پھیرنے کے بعد سجدہ میں جا کر ایک بار کہے۔

سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر

پھر دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ اسے بیشمار نعمتوں سے نوازے گا۔

دو رکعات

شب قدر میں دو رکعات اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ

اخلاص پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد ستر مرتبہ

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ

پڑھے تو اپنی جگہ سے اُٹھنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے والدین کو بخش دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ جنت میں اُس کے لئے باغ لگائیں اور اس کے لئے مکانات بنائیں اور نہریں جاری کریں، وہ دنیا سے نہیں جاتا جب تک یہ سب کچھ دیکھ نہیں لیتا۔ (درۃ الناصحین)

مزید چار رکعات

لیلۃ القدر کی رات جو کوئی چار رکعات نماز (نفل) پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ شریف کے بعد سورۃ قدر ایک بار اور سورۃ اخلاص ستائیس بار پڑھے تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ ماں کے پیٹ سے (ابھی) پیدا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے ہزار محل عطا فرمائے گا۔ (فضائل الشھور والایام)

تعین شب قدر کے سلسلے میں علماءِ کرام کے مختلف اقوال ہیں جن کی تعداد چالیس کے لگ بھگ ہے۔ درست یہ ہے کہ شب قدر رمضان المبارک کے آخری عشرے میں ضرور ہوتی ہے مگر تاریخیں بدلتی رہتی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شب قدر کو آخری عشرہ رمضان کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

اسی طرح امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تلاش کرو شب قدر کو ۲۹، ۲۷، ۲۵، ۲۳ اور ۲۱ کی شب میں۔

تلاش سے مراد یہ ہے کہ ان راتوں میں جاگو اور عبادت کرو تا کہ شب قدر نصیب ہو کیونکہ تلاش کرنے سے وہ چیز مل جاتی ہے۔ شب قدر کو پوشیدہ رکھنے میں حکمت یہ ہے کہ لوگ شب بیداری کر کے عبادات واطاعت میں راتیں گزاریں اور اجر وثواب کے

مستحق بنیں۔

حضرت امام مالک نے موطا میں تحریر فرمایا کہ میں نے ایک قابلِ اعتماد عالم سے سنا جو فرماتے تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی عمریں چھوٹی ہیں اس لئے دوسری امتوں کے اعمال کے برابر ان کے عمل نہیں ہو سکتے کیونکہ اُن کی عمریں طویل تھیں پس اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شبِ قدر عطا فرمائی جو ہزار مہینوں یعنی ۸۲ رسال ۴ رماہ سے افضل ہے۔ شب قدر اس امت کے لئے مخصوص ہے کسی پچھلی امت کو عنایت نہیں کی گئی۔

غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ صحابہ کرام کو جتنی خوشی آیت لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، کے نازل ہونے پر ہوئی اتنی خوشی اُنہیں کسی اور چیز سے نہیں ہوئی۔

قبلہ فیضِ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان

فقیر نے احباب ورفقاء کو کہہ دیا ہے کہ نوافل فرداً فرداً پڑھو جتنا جی چاہے ہو سکے تو آج کی شب میں صلوٰۃ التسبیح پڑھو۔ فقیر نے قرآن مجید کی منزل پڑھی اور نوافل کے علاوہ صلوٰۃ التسبیح چار بار پڑھی اور اس کا ثواب مرشد حضرت خواجہ الحاج میاں محمد الدین اویسی رحمہم اللہ تعالیٰ (خانقاہ شریف بہاولپور) کو نذر کیا۔

استسقاء کا اعلان

تراویح کے اختتام اور وتر کے درمیان میں امامِ حرم نے استسقاء کیا۔ آج کل بادل خوب بارش سے پُر نظر آرہے ہیں۔ فقیر اعلان سن کر ہنس پڑا، ایک دوست نے وجہ پوچھی تو فقیر نے کہا کہ یہ اعلان ایسے ہے جیسے کوئی خون لگا کر شہیدوں میں شمار ہونے لگے۔ اس نے کہا وہ کیسے؟ میں نے کہا صلوٰۃ استسقاء تو تب سجتی ہے جب بادلوں کا نام ونشان نہ ہوتا اب تو محکمہ موسمیات والوں نے بادلوں سے تخمینہ لگا کر بارش کی امکانی صورت کا اعلان کر دیا ہے۔ ان صاحبان نے نمازِ استسقاء کا اعلان کر دیا اگر بارش ہوگئی

تو عوام میں خوب خوش اعتقادی اثر کرے گی کہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کو پیارے ہیں کہ جونہی نماز پڑھی ہے تو بارش ہوگئی۔

لیکن میرا اندازہ ہے کہ نمازِ استسقاء کا یہ اثر ہوگا کہ آئے ہوئے مہمان (بادل) بھی روٹھ کر چلے جائیں گے کیونکہ صلوٰۃ الاستسقاء کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس میں مغضوب آدمی شامل نہ ہو۔

اختتام رمضانُ المبارک اور آغازِ شوال

یکم شوال عربی، ۲۶ اپریل شب جمعرات، ۲۹ رمضان المبارک پاکستان

مغفرت وبخشش کا فیصلہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رمضان المبارک کی آخری رات میں میری امت کے لئے مغفرت وبخشش کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کیا وہ شب قدر ہوتی ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شب قدر تو نہیں ہوتی لیکن بات یہ ہے کہ عمل کرنے والا جب اپنا کام پورا کر دے تو اسے پوری اجرت مل جاتی ہے۔ (مسند احمد)

شب عید

حدیث شریف میں آیا ہے شوال کی پہلی رات (جس کی صبح کو عید ہوتی ہے) میں فرشتے نازل ہو کر آواز دیتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ کے بندو! تمہیں خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس لئے بخش دیا ہے کہ تم نے رمضان کے روزے رکھے۔

شوال کے چھ روزے

حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے ماہِ رمضان المبارک کے روزے رکھے اُس کے بعد ماہ شوال میں چھ روزے رکھے تو اس کا یہ عمل ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہوگا۔

(صحیح مسلم شریف)

فائدہ

اس سلسلے میں یہ بات بڑی اہم ہے کہ خدانخواستہ رمضان شریف میں کوئی روزہ رہ جائے تو بعد رمضان شریف فوری طور پر قضا (یا اگر کفارہ ہوتو) ادا کرنا چاہیے کہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ یہ قضا ادا کرنے کے بعد شوال کے چھ مسنون روزے رکھے جائیں ،ضروری نہیں کہ یہ چھ روزے تسلسل سے رکھے جائیں۔ تاہم آغازِ شوال میں تسلسل سے رکھنے کا زیادہ ثواب ہے۔

فائدہ

اگر کوئی انہی شوال کے روزوں میں قضاء کی نیت کرلے تو قضاء کے ساتھ شوال کے روزے کی ادائیگی بھی ہوجائے گی یہ ایسے ہی ہے جیسے رکوع میں سجدہ سہو کی نیت ہو یا سجدہ فرض میں سجدۂ سہو کی نیت ہوتو دونوں ادا ہوجائیں گے بشرطیکہ یہ نیت تراویح کی نیت سے پہلے ہو۔ تفصیل فقیر کی کتاب ''عجوبے ہی عجوبے'' میں پڑھیں۔

اختتام اعتکاف

مغرب کی نماز کے بعد فقیر (فیضِ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بابِ مجیدی میں اپنا سامان لینے آیا تو اعتکاف کے رفقاء ایک دوسرے کو الوداع کررہے تھے۔ فقیر کو دیکھا تو لپٹ گئے فقیر نے بجائے لپٹنے کے دعا مانگنے کا مشورہ دیا، ہم سب بیٹھ گئے۔

جلسہ کا سماں

سادہ الفاظ میں اہلسنّت کے طریقہ یعنی وسیلہ جلیلہ سے دعا مانگنی شروع کی تو منٹوں میں جلسہ کا سماں بندھ گیا اور وہ اہلسنّت جو بابِ مجیدی و بابِ عمر میں بیٹھے ہیں سب یہ سماں دیکھ کر اجتماعی دعا میں شریک ہوگئے اور فقیر کے ہر جملہ پر آمین کہنے کے ساتھ آہ وفغاں اور گریہ وزاری کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ یوں محسوس ہورہا ہے کہ ہم کسی ایک

بڑے جلسے میں جمع ہو گئے ہیں۔ محترم الحاج رانا منیر احمد صاحب نے فقیر کو دعا ختم کرنے کا اشارہ کیا اور مجھے اُٹھا کر فوراً باب مجیدی سے باہر لے آئے اور نہایت تیز رفتاری سے جدید تعمیر کے آخری دروازے میں جا کر رُکے۔

فراست: یہ ان کی فراست کی دلیل ہے کہ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو فقیر کی خیر نہ تھی۔ ان کی اس خیر خواہی کا شکریہ عرض کیا اور کہا کہ یہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کرم کا فیصلہ ہے کہ آپ کو میرے لئے سبب بنا دیا ورنہ میں خود ایسے جمگھٹے بنانے سے احتیاط کرتا ہوں۔

اہلسنّت کا محبوب مشغلہ

یہ آج میرا ایسا موقعہ ہے وہ بھی بے خبری میں کہ دعا مانگی گئی تو لوگ (سنی حضرات) ایسے الفاظ (وسیلۂ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، عشق اور وسیلہ کے الفاظ) سننے کو عرصہ سے ترس رہے تھے انہیں اچانک محبوب مشغلہ ملا تو جمع ہو گئے۔

انتباہ

مکہ معظمہ میں عموماً اور مدینہ طیبہ میں خصوصاً اہلسنّت کے ہر فرد کو ضروری ہے کہ مجمع باز نہ بنے اور نہ ہی نمایاں ہو کر رہے یہاں ''صم بکم عمی'' کی سی صورت اختیار کرے۔ آدابِ حرمین کے خلاف ہے کہ یہاں خود کو کچھ کا کچھ بنا لے، یہاں تو مر مٹنے والے کی سی زندگی اور اوقات ضروری ہے۔

رہائشی مکان

اعتکاف سے فارغ ہو کر ہم جملہ رفقاء اور رانا الحاج منیر احمد صاحب کو ساتھ لے کر اپنے رہائشی کمرہ دار الراجح میں آ گئے۔ غسل کر کے کپڑے تبدیل کر کے اور کھانا کھا کر سو گئے اور الحاج منیر احمد صاحب اپنے کسی دوست کے پاس چلے گئے۔

مدینہ والوں کی عید......چاندرات

مسجد نبوی میں معتکف حضرات نے اپنا سامان باہر کیا۔حرم شریف کی فضا مبارک سلامت کے نعروں سے گونجی اور لوگ ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے۔سب سے زیادہ مسرت کا اظہار ننھے منے بچے کرتے ہیں۔اعتکاف کرنے والے لوگوں کے اعزاء انہیں گھر لے جانے کے لئے آئے ہیں۔عشاء کی نماز کے بعد مسجد خالی کر دی گئی ہے شب بھر صفائی ہوتی رہی۔

صلوٰۃ وسلام

اعتکاف کے بعد کچھ دیوانے مواجہہ شریف کے سامنے درود وسلام پیش کرنے میں مصروف ہیں اور ان کی اشکبار آنکھیں سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور اپنا نذرانہ عقیدت پیش کر رہی تھی۔

شب عید

چونکہ ماہ رمضان المبارک میں عموماً تمام رات بیداری میں بسر ہوتی رہی ہے آج شب عید بھی یونہی حسب معمول بیداری میں گزری۔تہجد کی اذان ہوئی، جملہ احباب تہجد کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے،وضو کر کے نوافل میں مشغول ہو گئے،فقیر نے بھی نوافل تہجد ادا کئے اور اورادِ وظائف مقررہ یہاں ادا کئے یہاں تک کہ صبح کی اذان ہوئی۔

نمازِ تہجد و فجر و عید

تہجد کے نوافل ادا کرنے کے بعد لوگ اپنی اپنی جگہوں پر ہی بیٹھے رہتے ہیں اور نمازِ فجر کی اذان تک درود وسلام، ذکر الٰہی اور قرآنِ حکیم کی تلاوت میں مصروف رہتے ہیں۔فجر کی اذان کے بعد سنتیں پڑھنے کے لئے قطار در قطار لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں، صفیں درست کی جاتی ہیں اور نمازِ فجر کی جماعت ہوتی ہے۔اس کے بعد لوگ مسجد سے

باہر نہیں جاتے کیونکہ دوبارہ اپنی جگہ پر پہنچنا ناممکن ہوجاتا ہے اور حرم شریف کا اندرونی حصہ بالکل بھر جاتا ہے۔ نمازِ فجر کے بعد مسجد کے باہر صفیں بننا شروع ہوجاتی ہیں۔

اخوت

مسجد نبوی کا یہ منظر اور تکبیرات درود وسلام پیش کرنے کا یہ سماں بیان کرنے سے قلم قاصر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انوار وتجلیات کا یہ ماحول شاید ہی روئے زمین پر کہیں اور موجود ہوتا ہو جو اس وقت مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی سرزمین پیش کررہی ہوتی ہے۔ نماز کے بعد فصیح عربی میں خطبہ ہوا، دعا کی گئی اور لوگ منتشر ہونے لگے، عربی وعجمی، کالے اور گورے بزرگ اور بچے، امیر وغریب ایک دوسرے سے گلے ملے رہے ہیں۔ عید کی مبارک باد پیش کررہے ہیں، کیا دلنواز منظر ہے دنیا کا کوئی مذہب یہ دلنواز منظر پیش نہیں کرسکتا جس کا اسلام ہمیں سبق دیتا ہے۔

صلوٰۃ وسلام

نماز کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں سلام ودرود پیش کرنے کے لیئے حاضری ہوتی ہے اور پھر لوگ مسجد سے باہر آجاتے ہیں۔ چار پانچ گھنٹے مسجد میں قیام کے بعد سن رسیدہ لوگ تھکن بھی محسوس کرنے لگتے ہیں لیکن ذکر الٰہی میں صَرف کئے ہوئے یہ لمحات تسکینِ قلب حاصل ہونے کی وجہ سے راحت کا باعث بن جاتے ہیں۔

فاتحہ خوانی

یہاں دستور یہ ہے کہ نمازِ عید ادا کرنے کے بعد تمام لوگ جنت البقیع میں حاضری دیتے ہیں اور اس کے بعد اپنے اپنے گھروں کو واپس جاتے ہیں۔ یہ مدینہ کا وہ متبرک قبرستان ہے جہاں ازواجِ مطہرات، اولاد النبی، متعدد صحابہ کرام کے علاوہ سیّدنا عثمان اور حضرت حلیمہ سعدیہ، ایسی باعظمت اور پاکیزہ ہستیاں ابدی نیند سورہی ہیں۔ ہر جگہ حاضری دی، حضرت سعدیہ کی قبر پر سبزہ تھا، بقیع میں کسی قبر پر سبزہ نام کو دیکھنے میں نہیں

آیا ماسوا حضرت حلیمہ سعدیہ کی قبر کے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آج بھی نبی پاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے والی شفیق ہستی کی قبر سے محبت کا چشمہ جاری ہے۔

صدقۂ فطر

فطرانہ کے متعلق فقیر سے احباب سوالات کررہے ہیں۔ فقیر نے یہاں کے کسی باسمجھ سے گندم کا نرخ پوچھا تو ان کے بتانے سے حساب کر کے چھ ریال سعودی ادا کرنے کا بتایا۔ فقیر کی طرف سے چودھری الحاج بشیر احمد صاحب نے فطرانہ ادا کیا ہے۔

مسئلہ جو صاحب گھر کہہ کر آئے کہ اس کی طرف سے فطرانہ ادا کیا جائے تو اس کا فطرانہ وکیل گھر والے ادا کریں گے۔

فضائل واحکام فطرانہ

احادیث مبارکہ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے زکوٰۃ فطر (صدقہ فطر) کے بارے میں فرمایا جو ایک صاع آزاد غلام مرد وعورت، خورد وکلاں سب مسلمانوں پر مقرر کی اور یہ حکم فرمایا کہ نمازِ عید الفطر سے قبل ادا کریں۔ (بخاری شریف، مسلم شریف)

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آخر رمضان میں فرمایا کہ اپنے روزے کا صدقہ ادا کرو۔ اس صدقہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر فرمایا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جَو یا نصف صاع گندم۔ (ابوداؤد و نسائی شریف)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو مکہ معظمہ بھیجا کہ مکہ معظمہ کے گلی کوچوں میں اعلان کردے کہ صدقہ فطر واجب ہے۔ (ترمذی شریف)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ فطر مقرر فرمایا تاکہ لغو و بے ہودہ کلام سے روزہ کی طہارت ہوجائے اور مساکین کی خوراک (وضروریات) کا انتظام ہوجائے گا۔

(ابوداؤد شریف، ابن ماجہ شریف)

سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک صدقہ فطر ادا نہ کیا جائے روزہ آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتا ہے وقت پر ادا کریں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ

منورہ تشریف لائے۔ اہل مدینہ دو دن خوشی مناتے۔ ان سے پوچھا یہ تم کیا کرتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا جہالت سے ہم ان دنوں میں خوشی کرتے چلے آرہے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے میں ان سے بہتر دو دن تم کو عطا کیے ہیں عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص عیدین کی راتوں میں قیام کرے اس کا دل نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل مر جائیں گے۔ (ابن ماجہ)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر کے دن کچھ کھا کر نماز کے لئے تشریف لے جاتے اور عید الاضحیٰ کے دن قبل نماز نہ کھاتے۔ (ترمذی شریف)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر کے دن نماز کے لئے تشریف نہ لے جاتے جب تک چند کھجوریں تناول نہ فرما لیتے اور طاق عدد میں کھجوریں کھاتے۔ (بخاری شریف)

مسائل صدقہ فطر

صدقہ فطر عید الفطر کے دن صبح صادق ہوتے ہی واجب ہو جاتا ہے۔ صبح صادق سے پہلے جو بچہ پیدا ہوا، کافر مسلمان ہوا، فقیر غنی ہوا تو صدقہ فطر واجب ہے۔

ایسا صاحب نصاب جس کے پاس حاجت اصلیہ کے علاوہ مال بچتا ہو تو اس پر گھر کے تمام افراد کی طرف سے واجب ہے حتیٰ کہ گھر میں مہمان آیا تو اس کی طرف سے بھی ادا کرے یہاں مال پر سال گزرنا زکوٰۃ کی طرح شرط نہیں نہ عاقل بالغ کی شرط ہے سب کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے۔

صدقہ فطر کی مقدار جو کھجور ایک صاع گندم نصف صاع ہے۔ ہمارے ملک میں گندم ہی کے مطابق ادائیگی کی جاتی ہے تقریباً سوا دو سیر گندم یا اس کی قیمت جو فی

زمانہ بنتی ہے فی کس ادا کریں۔

صدقہ فطر انہی لوگوں کو دینا جائز ہے جن کو زکوٰۃ دینا جائز ہے سوائے عامل کے مثلاً فقیر (جو مال رکھے مگر نصاب کے مطابق نہ ہو) مسکین (جس کے پاس کوئی سامان تسلی بخش نہ ہو) قاب (مکاتب غلام یعنی جس کے متعلق طے ہو کہ یہ رقم ادا کر کے آزادی حاصل کر سکتا ہے) غارم (یعنی مدیون جس پر بہت قرض ہو) ابن السبیل (جو مسافر ہو)

قریبی عزیزوں میں جو غریب مسکین، یتیم، بیوہ اور نادار ہوں کو صدقہ فطر دینا بہتر ہے، دینی طلباء کی امداد بھی اولیٰ ہے۔

صدقہ فطر اگر دو چار دن قبل ہی ادا کر دیا جائے تو بہتر ہے تا کہ حاجت مند اپنی ضروریات کا سامان تیار کر کے عید کی خوشیوں میں شامل ہو سکیں۔

مسائلِ عید الفطر

عید کی نماز واجب انہی پر ہے جن پر جمعہ فرض ہے۔ نمازِ عید اور نمازِ جمعہ میں یہ فرق ہے کہ جمعہ میں خطبہ نماز سے قبل شرط اور عید میں خطبہ نماز کے بعد سنت ہے۔ عید کی نماز میں اذان اور اقامت نہیں ہے، بلا وجہ نماز عید چھوڑنا گمراہی و بدعت ہے۔ عید کے دن حجامت بنوانا، ناخن کٹوانا، غسل کرنا، مسواک کرنا، حسب توفیق اچھے (نئے یا پرانے) کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، صبح کی نماز محلّہ کی مسجد میں پڑھنا، عید گاہ میں پیدل جانا، نماز سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا، علیحدہ راستہ سے جانا اور آنا، نماز کو جانے سے پہلے طاق عدد کھجوریں کھانا یا کوئی میٹھی چیز کھانا، خوشی ظاہر کرنا، آپس میں مبارکباد دینا، جاتے ہوئے آہستہ تکبیر کہنا یہ سب افعال مستحب ہیں۔

مسئلہ

عید الفطر قدرے دیر سے مگر عید قربان جلدی پڑھنا اور نمازِ عید قربان سے قبل کچھ نہ کھانا بھی مستحب ہے۔

مدینہ منورہ کے اہم مقامات وزیارات

سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

مدینہ منورہ میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری اصل الاصول اور افضل ترین عبادت ہے ایک مؤمن مسلمان کے لیے دارین میں اس سے بڑھ کر اور کوئی سعادت نہیں۔اس کے بعد سید الشہداء اسد اللہ واسد الرسول سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری بہت بڑی سعادت ہے کیونکہ وہ مدینہ منورہ کے تا ابدالآباد امیر ہیں حرمین شریفین کی بابرکت حاضری کا جدول آپ کے پاس ہی بنتا ہے۔

آپ کا مزار مبارک جبل احد (جو مدینہ منورہ کے شمال میں تقریباً تین کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے) کے دامن میں واقع ہے۔آپ کے ساتھ حضرت سیدنا مصعب بن عمیر اور حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہما کے مزارات ہیں۔وہاں فاتحہ پڑھیں انہیں سلام عرض کریں۔

احد کے جنوب میں دیگر شہدا احد کی قبریں موجود ہیں اور ان کی تعداد 70 ہے۔

جنت البقیع شریف کی زیارت

مدینہ منورہ میں قیام دوران گاہے گاہے "جنت البقیع شریف کی زیارت کے لیے ضرور حاضر ہوا کریں۔بہتر ہے کہ باہر کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھ کر سلام عرض کریں۔

بقیع کا معنیٰ و مفہوم

بقیع بمعنی میدان یہ لفظ عام ہے دنیا میں ہر میدان کو بقیع کہا جاتا ہے بقیع اصل میں صاف میدان کو کہتے ہیں۔یعنی میدان بہشت یا میدان باغ یہاں غرقد کے درخت

تھے اس لئے اسے بقیع الغرقد بھی کہتے ہیں۔ غرقد جنگلی پیلو جیسا درخت ہے اسے خاص کرنے کے لیے الغرقد آگے لفظ بڑھایا جاتا ہے جہاں اب مدینہ پاک کا قبرستان ہے اس میں الغرقد درخت تھا اسی لیے اسے بقیعة الغرقد کہا جاتا یہ پہلے قبرستان نہ تھا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کرم سے اس بقیع الغرقد سے اب **جنة البقيع** ہے یعنی جنتی میدان اب جو بھی اس میں دفن ہوا وہ انشاء اللہ جنتی ہوگا۔

لفظ بقیع کا اطلاق زمین کے ایک ایسے ٹکڑے پر ہوتا تھا جس میں "غرقد" نامی کانٹے دار پودے اگے ہوئے تھے؛ چنانچہ اس زمین کو "بقیع الغرقد" بھی کہا جاتا تھا۔ بعد میں کانٹے دار پودوں کو اکھاڑا گیا اور وہاں وفات پانے والے مسلمانوں کو دفنایا جانے لگا۔

یہ حرم نبوی شریف کے قریب گنبد خضریٰ شریف کے سامنے مشرق کی طرف اب حرم نبوی شریف کے بہت قریب واقع ہے۔ حرم شریف کے ابواب یعنی باب البقیع، باب جبریل، باب النساء قبرستان کی طرف کھلتے ہیں جب آپ مواجہہ شریف سلام عرض کرکے باہر آئیں گے تو حرم نبوی شریف کی لوہے والی گرل نما شرقی دیوار کے سامنے بڑی دیوار نظر آئے گی یہی جنتی قبرستان ہے۔ یہ جواہرات روحانی کا بینظیر مخزن اور اسرار الٰہیہ کا متبرک معدن ہے۔ مگر سورج کی روشنی میں ستاروں کی روشنی چھپی ہوئی ہے۔ تاریخی روایات میں ہے کہ اس متبرک قبرستان میں دس ہزار صحابہ کرام (تقریباً) مدفون ہیں۔ مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے علاوہ حضرات امہات المومنین (سیدہ خدیجہ اور سیدہ میمونہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے سوا باقی سب یہاں آرام فرما ہیں۔ ائمہ اہل بیت کرام اور بڑے بڑے جلیل القدر تابعین اور تبع تابعین بے شمار اولیاء عظام یہاں محو استراحت ہیں۔

مستحب یہ ہے کہ روزانہ خاص طور سے جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں درود وسلام عرض کرنے کے بعد بقیع شریف جائیں تو یہ دعا پڑھیں (**السلام عليكم دار قوم مؤمنين، وإنا إن شاء الله بكم لاحقون، اللهم اغفر لأهل البقيع، اللهم اغفر لنا ولهم۔**

فقیر کا مشورہ ہے

کہ قبرستان کے باہر کھڑے ہو کر سلام عرض کریں کیونکہ اندر سڑکیں بنادی گئی ہیں ممکن ہے کہ آپ کا قدم کسی محبوب کی قبر پر پڑ جائے بے ادبی ہے ویسے بھی باہر کھڑے ہو کر سارے قبرستان کا نظارہ ہو جاتا ہے فقیر کا معمول ہے کہ باہر کھڑے ہو کر سلام عرض کر کے فاتحہ کا نذرانہ پیش کرتا ہے۔

مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد

مسجد المصبح ۔ یا مسجد مصباح

یہ مسجد شریف مسجد قباء کے جنوب میں مغرب میں محلّہ کے اندر واقع ہے۔ ڈاکٹر عبدالستار سندھی نے آج قباء شریف جاتے ہوئے ہمیں اس مسجد کی زیارت کرائی۔ اس مسجد کے متعلق تاریخی روایات ہیں۔

☆ حضرت طلحہ البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابی کی عیادت کے لیے تشریف لاتے رہے۔ اسی دوران آپ نے جہاں نماز یں ادا فرمائی بنوانیف نے ایک مسجد بنالی اس مسجد کا نام مسجد بنی انیف یا مسجد المصبح ۔ مسجد المصباح کہنے کے متعلق بعض اہل سیر کہتے ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت یہاں صبح کے وقت پہنچے تھے اس لیے اس کو مسجد المصبح کہتے ہیں۔ بعض اسکو مسجد مصباح کہتے ہیں۔ عربی میں مصباح کے معنی (دیا) لیمپ (لالٹین) قندیل یا روشنی کے ہوتے ہیں۔

☆ حضرت طلحہ بن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسلام لانے کا ذکر سیرت کی کتب

میں ملتا ہے جو ذوق سے خالی نہیں۔

جب آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرما کر تشریف لائے تو لوگ ہر طرف سے زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ ایک نوجوان طلحہ بن براء رضی اللہ تعالی عنہ بھی دوڑ پڑے۔ نزدیک پہنچتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ گئے، بے خودی کے عالم میں آپ کے مبارک ہاتھوں کو بوسے دینے لگے۔ پھر عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے جس کام کا حکم فرمائیں گے، بجالاؤں گا۔ ہر گز کسی بات میں بھی آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔

حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ اس وقت بالکل نوجوان تھے۔ اس نوعمری میں ان کے جملے سن کر، ان کی جرات دیکھ کر آپ مسکرائے اور امتحان کے طور پر فرمایا: جاؤ اپنے باپ کو قتل کر آؤ حضرت طلحہ جیسے تیار ہی کھڑے تھے۔ فوراً آپ کے ارشاد کی تعمیل کے لیے چل پڑے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روک لیا، فرمایا: یہ صرف آزمائش تھی۔ مجھے اللہ تعالی نے رشتے داروں سے تعلقات توڑنے کے لیے نہیں بھیجا۔ یہ حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ کی آپ سے پہلی ملاقات تھی۔

آخری ملاقات

کچھ عرصہ بعد یہ بیمار ہو گئے اور اتنے بیمار ہوئے کہ بچنے کی امید نہ رہی۔ آخری دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملنے کے تشریف لائے۔ آپ نے دیکھا، ان کا وفادار خادم بستر مرگ پر ہے، دنیا سے رخصت ہونے کے لیے تیار ہے جب حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ نے دیکھا، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھنے کے لیے آئے ہیں تو انہیں اپنی خوش نصیبی میں کوئی شک نہ رہ گیا۔

آپ جب ان سے رخصت ہونے لگے تو فرمایا: طلحہ پر موت کے آثار ظاہر ہو گئے ہیں، اب یہ زندہ نہیں رہیں گے۔ جب ان کا انتقال ہو جائے تو مجھے اطلاع کر دینا، تاکہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھ سکوں۔ یہ فرما کر آپ مدنیہ شہر واپس تشریف

لائے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا گھر مدینہ منورہ سے تین میل دور مسجد قبا کے اطراف میں تھا۔ راستے میں یہود آباد تھے۔ رات ہوئی تو ان کا آخری وقت آ پہنچا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اندازہ لگایئے، ایسی حالت میں اپنے مرنے کا غم، نہ عزیز واقارب کی جدائی کا رنج، خیال آیا تو صرف اپنے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فکرمند ہوئے تو آپ کے لیے مرنے سے پہلے ہوش میں آئے تو فرمایا۔ دیکھنا جب میں مر جاؤں تو تم لوگ خود ہی نمازہ جنازہ پڑھ کر مجھے دفن کر دینا، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہ کرنا، رات کا وقت ہے، میرا گھر مدینے سے دور ہے، راستے میں یہودی آباد ہیں۔ ایسا نہ ہو، انہیں آپ کی آمد کی خبر ہو جائے اور رات کی تاریکی میں وہ کوئی شرارت کر بیٹھیں اور میری وجہ سے آپ کو کوئی تکلیف پہنچے۔ یہ تھی ان کی خواہش، حالانکہ دیکھا جائے تو ایک سچے مسلمان کی اس سے بڑھ کر اور کیا آرزو ہو سکتی ہے کہ حضور رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نماز جنازہ پڑھائیں، اس کے لیے دعا کریں۔ لیکن ان کی آپ سے محبت کا یہ عالم تھا کہ آپ کو اطلاع دینے سے اپنے اہل خانہ کو روک دیا تاکہ آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ اسی رات طلحہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ انصار نے ان کی وصیت پر عمل کیا اور کفن دفن کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کی وفات کی اور وصیت کی خبر دی۔ آپ بعض صحابہ کو ساتھ لے کر ان کی قبر پر تشریف لائے ،، نماز جنازہ ادا فرمائی اس سے بڑھ کر طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ کی کیا خوش نصیبی ہوگی کا دین ودنیا کے سرداران کے لیے دعا فرما رہے تھے۔ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے جو دعا فرمائی، اس وقت تک کسی صحابی کے لیے ان الفاظ میں دعا نہیں فرمائی تھی۔ آپ نے فرمایا۔

"اے اللہ طلحہ سے ایسی حالت میں ملنا کہ تو اسے دیکھ کر خوش ہو اور وہ تجھے دیکھ کر مسکرائے۔

مسجد قبا شریف

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہجرت فرما کر سب سے پہلے قبا میں قیام پذیر ہوئے۔ یہ اس زمانے میں مدینہ کی نواحی بستی تھی۔ یہاں کی آبادی بھی سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی دعوت کے نتیجے میں اسلام قبول کر چکی تھی۔ اس مقام پر آپ نے ایک مسجد تعمیر فرمائی جسے قرآن مجید نے بعد میں اللہ تعالیٰ نے ایسی مسجد قرار دیا جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔

لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ۔ (التوبہ 9:108)

ایک ایسی مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے ہی تقوی پر رکھی گئی ہو، اس بات کی زیادہ حقدار ہے کہ (اے نبی!) آپ اس میں (نماز کے لئے) کھڑے ہوں۔ وہاں ایسے لوگ ہیں جو (اپنے جسم وروح کو) پاک کرنا پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اس آیت کریمہ کی نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنو عمرو سے پوچھا آپ کی کون سی خاص عادت ہے جو اللہ کا پسند آئی جس کی وجہ سے آپکی تعریف اس آیت میں کی گئی۔

بنو عمرو نے کہا کہ ہم کسی خاص چیز پر عمل پیرا نہیں ہوتے سوائے اس کے کہ ہم رفع حاجت کے بعد صفائی کے لیے نہ صرف پتھر استعمال کرتے ہیں بلکہ پانی سے جسم کی صفائی کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً آپ کو یہ عزت افزائی آپ کے اسی وجہ ملی ہے آپ اپنے اس عمل کو ایک مستقل عادت بنا لیں جب رسول اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں بھی اسی جذبے کے تحت مسجد نبوی تعمیر کی اس لئے سورہ التوبہ کی آیت نمبر 109 کا اطلاق مسجد نبوی پر بھی ہوتا ہے۔

تعمیر نبوی

اس مبارک مسجد کی تعمیر میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ ساتھ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی بہ نفس نفیس اپنے دست مبارک سے اتنے بڑے بڑے پتھر اُٹھاتے تھے کہ ان کے بوجھ سے جسم نازک خم ہو جاتا تھا اور اگر آپ کے جاں نثاروں میں سے کوئی عرض کرتا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ! آپ پر ہمارے ماں باپ قربان ہو جائیں آپ چھوڑ دیجیے ہم اٹھائیں گے، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی دلجوئی کے لیے چھوڑ دیتے مگر پھر اسی وزن کا دوسرا پتھر اٹھا لیتے اور خود ہی اس کو لاکر عمارت میں لگاتے اور تعمیری کام میں جوش وولولہ پیدا کرنے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ آواز ملاکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے کہ

اَفْلَحَ مَنْ يُّعَالِجُ الْمَسْجِدَا

وَيَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ قَائِمًا وَّقَاعِدًا

وَلَا يَبِيْتُ اللَّيْلَ عَنْهُ رَاقِدًا

وہ کامیاب ہے جو مسجد تعمیر کرتا ہے اور اٹھتے بیٹھتے قرآن پڑھتا ہے اور سوتے ہوئے رات نہیں گزارتا۔ (وفاء الوفاء ج۱)

محل وقوع

مسجد قباء مکہ سے آنے والی طریق الهجرہ پرواقع ہے۔ اگر آپ مکہ مکرمہ کی طرف سے مدینہ منورہ میں داخل ہوں تو کہیں مڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سڑک سیدھی مسجد قبا تک جاتی ہے۔ قبا کا علاقہ نہایت ہی زرخیز اور سرسبز وشاداب ہے۔ مسجد قبا کے اردگرد گھنا سبزہ ہے اور کھجور کے کئی فارم ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ظاہری زمانے میں بھی یہ ایک زرعی علاقہ تھا۔ احادیث کی کتب میں سیدنا رافع بن خدیج رضی

اللہ عنہ سے زراعت سے متعلق کئی روایات ملتی ہیں جو کہ ایک باقاعدہ زمیندار تھے۔

ایک حدیث میں مسجد قبا میں دو رکعت نماز پڑھنے کی یہ فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اس سے عمرہ ادا کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی یہاں نماز پڑھنے کے لئے ہر ہفتے تشریف لایا کرتے تھے۔ ظاہر ہے مقصد محض نماز کی ادائیگی نہیں بلکہ قبا کے لوگوں کی تعلیم و تربیت رہا ہوگا۔ اس مسجد کی پہلی تعمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمائی۔ دوسری تعمیر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی جس میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں اضافہ کیا گیا۔ بعد میں اس کی تعمیر و تجدید ہوتی رہی۔ مسجد کی موجودہ تعمیر شاہ فیصل کے دور میں 1968ء میں ہوئی جس میں 1985ء میں اضافہ کیا گیا۔ اب مسجد میں 20000 افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔

بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہفتہ میں ایک بار مسجد قباء پیدل یا سواری پر جاتے تھے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ بھی اس سنت پر کاربند تھے۔

مشہور ہے کہ موجودہ مسجد قبا میں امام کی محراب سے کچھ پیچھے وہ جگہ آج بھی موجود ہے جہاں ہجرت کے موقع پر پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا

مسجد قبا کی جدید تعمیر سے قبل یہ مقام "مسجد قبا" سے باہر موجود تھا اور یہ دراصل دو مکانات تھے جن پر دو سفید گنبد بھی بطور نشانی بنا دیے گیے تھے۔

اب آپ "بلیک اینڈ وائٹ "پرانی تصویر کو دیکھیں اس میں آپکو دو سفید گنبد نظر آئیں گے یہ دونوں سفید گنبد مسجد قبا کی جدید تعمیر کے بعد مسجد قبا کے اندر آ گے ہیں اور مشہور یہی وہ مقام ہے جہاں ہجرت کے موقع پر پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا۔

یہ مقام دراصل دو مکانات پر مشتمل تھا - یہ دونوں مکانات کس کے تھے اس جاننے کے لیے ذیل میں دی مختصر سی معلومات پڑھیں۔

ہجرت میں تشریف آوری کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے سے جنوبی

سمت قبا میں قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے مہمان ہوئے تھے۔ حضرت کلثوم بن ہدم کا گھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام گاہ بنا اور حضرت سعد بن خیثمہ کا گھر آپ کی مردانہ نشست گاہ، یہ دونوں گھر نزول قدوم نبوی کے سبب بڑی شان رکھتے ہیں۔ مسجد قبا کے جنوب میں بہ سمت قبلہ 40 فٹ فاصلے پر دو قبے بیضوی شکل کے ہیں (بلیک اینڈ وائٹ تصویر میں یہ قبے نظر آتے تھے)، ان میں ایک قبہ جو مقام العمرہ کے نام سے مشہور تھا، یہ حضرت کلثوم بن ہدم کا مکان تھا اور اس سے ملا ہوا قبہ جو بیت فاطمہ کہلاتا تھا یہ حضرت سعد بن خیثمہ کا گھر تھا۔ یہ قبے جب موجود تھے زائرین انہیں عقیدت سے دیکھتے بھی تھے اور انکی عظمت بھی انکے دلوں میں خوب تھی کیوں کہ انکو علم تھا کہ ان مکانات نے آقا سیدنا سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی میزبانی کا شرف حاصل کیا تھا۔

مسجد جمعہ

چودہ یا چوبیس روز کے قیام میں مسجد قباء کی تعمیر فرما کر جمعہ کے دن آپ "قباء" سے شہر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے، راستہ میں قبیلہ بنی سالم کی مسجد میں پہلا جمعہ سرکار کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پڑھا۔ یہی وہ مسجد ہے جو آج تک "مسجد الجمعہ" کے نام سے مشہور ہے۔ اہل شہر کو خبر ہوئی تو ہر طرف سے لوگ جذبات شوق میں مشتاقانہ استقبال کے لیے دوڑ پڑے۔ آپ کے دادا عبدالمطلب کے ننہالی رشتہ دار "بنوالنجار" ہتھیار لگائے "قباء" سے شہر تک دورویہ صفیں باندھے مستانہ وار چل رہے تھے۔ آپ راستہ میں تمام قبائل کی محبت کا شکریہ ادا کرتے اور سب کو خیر و برکت کی دعائیں دیتے ہوئے چلے جارہے تھے۔ شہر قریب آگیا تو اہل مدینہ کے جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ پردہ نشین خواتین مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئیں اور یہ استقبالیہ اشعار پڑھے جن کا ذکر ثنیۃ الوداع میں ملاحظہ کریں۔

محل وقوع

یہ مسجد قباء اور مدینہ منورہ کے درمیان محلّہ بنو سالم بن عوف میں واقع ہے۔ صحابہ

کرام نے اس جگہ ایک مسجد تعمیر کی جسے حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنے دور گورنری میں دوبارہ تعمیر کرایا۔ مسجد جمعہ کے علاوہ اس مسجد کے دیگر کئی نام بھی ہیں جن میں مسجد بنی سالم، مسجد وادی، مسجد غُبَیب اور مسجد عاتکہ شامل ہیں۔ سابق سعودی شاہ فہد بن عبدالعزیز کے دور میں اس مسجد کی توسیع اور تعمیر نو مکمل ہوئی۔ اب اس کا کل رقبہ 1630 مربع میٹر ہے اور اس میں 650 نمازی عبادت کر سکتے ہیں۔ مسجد کے واحد گنبد کا قطر 12 میٹر ہے اور اس کے علاوہ چار چھوٹے قبے بھی ہیں۔ مینار کی بلندی 25 میٹر ہے۔ مسجد جمعہ قباء کی بستی سے 500 میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

مسجد قباء و مسجد ضرار

مدینہ منورہ میں منافقین ہر وقت خفیہ سرگرمیوں میں مصروف رہتے۔ تاکہ مسلمانوں کو نیچا دکھایا جائے مثلاً قرطبی نے ایک عیسائی عالم کا تفصیلی قصہ بیان کیا ہے اس شخص کا نام ابو عامر تھا اس نے مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی لیکن اسلامی تعلیمات سے اتفاق نہ کیا بالآخر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چیلنج کیا اور بولا ہم دونوں میں سے جو بھی جھوٹا ہے وہ اپنے رشتہ داروں سے دور کسی دوسرے علاقے میں فوت ہوگا اس نے اسلام کے دشمنوں کی حنین تک کی ہر لڑائی میں مدد کی لیکن ناکام اور رسوا ہوا بالآخر مایوس ہو کر شام بھاگ گیا کیونکہ ان دنوں شام ہی عیسائی سرگرمیوں کا گہوارا تھا وہ شام میں اپنے رشتے داروں سے دور فوت ہوا شام میں قیام کے دوران ابو عامر نے مسلمانوں کے خلاف ایک سازش کی اس نے روم کے شہنشاہ کو مدینہ پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ اس کے علاوہ اس نے مدینہ منورہ کے منافقوں کو ایک خط لکھا جس میں انہیں مدینہ منورہ میں ایک مسجد نما عمارت تعمیر کرنے کو کہا تاکہ اس عمارت کو منافقوں کے اتحاد اور سرگرمیوں کے لیے استعمال کیا جاسکے اور جب روم کا بادشاہ مدینہ پر حملہ کرے تو یہ منافق متحد ہو کر اسکی مدد کریں۔ پس مدینہ منورہ کے نو منافقوں نے قبا کی مسجد کے قریب ایک مسجد بنائی جس کا نام مسجد ضرار رکھا ان کا یہ دعوی تھا کہ یہ نئی مسجد بوڑھے اور بیماروں کی سہولت کے لیے اور مسجد قبا میں نمازیوں کے رش کو کم کرنے کے لیے

ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنگ تبوک کے لئے روانہ ہونے لگے تو مکار منافقوں کا ایک گروہ آیا اور محض مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے بارگاہ اقدس میں یہ درخواست پیش کی کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم نے بیماروں اور معذوروں کے لئے ایک مسجد بنائی ہے۔ آپ چل کر ایک مرتبہ اس مسجد میں نماز پڑھا دیں تاکہ ہماری یہ مسجد خدا کی بارگاہ میں مقبول ہوجائے۔ آپ نے جواب دیا کہ اس وقت تو میں جہاد کے لئے گھر سے نکل چکا ہوں لہٰذا اس وقت تو مجھے اتنا موقع نہیں ہے۔ منافقین نے کافی اصرار کیا مگر آپ نے ان کی اس مسجد میں قدم نہیں رکھا۔ جب آپ جنگ تبوک سے واپس تشریف لائے تو منافقین کی چالبازیوں اور ان کی مکاریوں، دغابازیوں کے بارے میں "سورہ توبہ" کی بہت سی آیات نازل ہوگئیں اور منافقین کے نفاق اور ان کی اسلام دشمنی کے تمام رموز واسرار بے نقاب ہوکر نظروں کے سامنے آ گئے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی جنگ سے واپس تشریف لا رہے تھے تو راستے میں اللہ تعالی نے منافقوں کی چالاکی کا پول کھول دیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چند صحابہ کرام کو بھیجا کہ مسجد ضرار کو مسمار کردیں اور آگ لگا کر تباہ کردیں اس واقعہ کی تفصیل سورہ توبہ میں ہے۔

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ۔ (آیت 108-107)

اور (منافقین میں سے وہ بھی ہیں) جنھوں نے ایک مسجد تیار کی ہے (مسلمانوں کو) نقصان پہنچانے اور کفر (کو تقویت دینے) اور اہلِ ایمان کے درمیان تفرقہ پیدا کرنے اور اس شخص کی گھات کی جگہ بنانے کی غرض سے جو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پہلے ہی سے جنگ کررہا ہے، اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم

نے (اس مسجد کے بنانے سے) سوائے بھلائی کے اور کوئی ارادہ نہیں کیا، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔

لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَن تَقُومَ فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ۔

(اے حبیب!) آپ اس (مسجد کے نام پر بنائی گئی عمارت) میں کبھی بھی کھڑے نہ ہوں۔ البتہ وہ مسجد، جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقوٰی پر رکھی گئی ہے، حق دار ہے کہ آپ اس میں قیام فرما ہوں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو (ظاہراً و باطناً) پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں، اور اللہ طہارت شعار لوگوں سے محبت فرماتا ہے۔

پس مسجد ضرار کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص دریا کے کنارے ایک عمارت تعمیر کرے گا ظاہر وہ زمین مضبوط لگتی ہے لیکن پانی نے اسکی بنیادوں کو خالی کر دیا ہو یقیناً ایسی عمارت عنقریب گر جائے گی اور اس نتیجہ سوائے تباہی اور نقصان کے اور کچھ نہیں۔

درس عبرت

گستاخانِ نبوت بڑی بڑی مساجد تیار کر رہے ہیں ان کی تزئین و آرائش مثالی ہوتی ہے سہولیات سے مرصع ہوتی ہیں ہمارے علماء حق گستاخوں کی مساجد میں جانے سے منع کرتے ہیں بہت سے بھولے بھالے مسلمان کہتے ہیں چھوڑو جی مسجدیں تو اللہ کا گھر ہیں۔ خبردار منافقین جو کمرہ بنایا تھا اس کا نام بھی انہوں نے مسجد (ضرار) ہی رکھا تھا مگر اللہ تعالیٰ اسے گرانے کا حکم دیکر یہ واضح فرمادیا کہ جس مسجد میں میرے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سازش ہو وہ مسجد اس لائق نہیں اسے قائم رکھا جائے اس کو گرانے کا حکم ہے۔

مسجد بنی الحرم

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے گھر کی زیارت بھی کریں جہاں آج کل مسجد

بنی ہوئی ہے۔ تفصیل کچھ اس طرح ہے حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں یہاں مسجد بنی حرام تعمیر ہوئی تھی۔ اس علاقے میں انصار کا ایک قبیلہ آباد تھا۔ یہ مسجد سلع پہاڑ کے مغربی جانب اور مساجد السبعہ کے جنوب میں واقع ہے۔ سعودیہ حکومت میں اس کی توسیع کی گئی اس کا رقبہ 200 مربع میٹر ہے۔

بنو سلمہ میں ایک شخص کا نام حرام تھا اس کا نام دشمن پر رعب ڈالنا مقصود تھا کہ وہ اس کے مال وآبرو پر حملہ نہیں کرسکتا۔ گویا یہ اس کے لیے حرام ہے۔

ان کی آبادی جبل سلع کے مغربی دامن میں تھی وہاں ان کی مسجد بنی حرام کے نام سے مشہور ہے۔

مسجد سقیا

عنبریہ میں ایک جگہ کا نام سقیا ہے جو قدیم ترکی ریلوے اسٹیشن کے اندر اور باہر ہے یہ جگہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملکیت تھی یہاں مسجد سقیا ہے جو ریلوے اسٹیشن کی چار دیواری میں واقع ہے یہ تین گنبد والی مسجد موجودہ تعمیر ترکی دور کی ہے۔ اسکا رقبہ 65 = 5x13 مربع میٹر ہے۔ پہلے سن 1424 ہجری اور پھر 1432 ہجری میں اس کی تعمیر جدید کی گئی۔

اس کی تاریخی حیثیت کچھ اس طرح ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر کے لیے روانہ ہوئے تو اسی میدان میں ٹھہرے وضو فرما کے نماز ادا فرمائی اہل مدینہ کے لیے برکت کی دعا فرمائی اور لشکر کی تنظیم نو کی حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے ساتھ نماز استسقاء ادا کی گئی جس کی تفصیل حدیث میں یوں بیان ہوئی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تو حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب، حضرت سیدنا عباس بن عبد المطلب (رضی اللہ عنہما) کے وسیلہ سے دعا کرتے اور عرض کرتے کہ اے اللہ ہم

تیرے پاس تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ لے کر آیا کرتے تھے تو تو ہمیں سیراب کرتا تھا اب ہم لوگ اپنے نبی کے چچا (حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا وسیلہ لے کر آئے ہیں ہمیں سیراب کر، راوی کا بیان ہے کہ لوگ سیراب کیئے جاتے یعنی بارش ہو جاتی۔ (صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 970 حدیث موقوف)

(ف) محبوبانِ خدا کا وسیلہ پیش کر کے بارگاہِ خداوندی سے دعا طلب کرنا محبوب عمل ہے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی پیاری سنت ہے۔

مسجد مالک بن عجلان

انصار کے ایک سردار حضرت مالک بن عجلان رضی اللہ تعالی عنہ کے بیٹے عتبان رضی اللہ تعالی عنہ کے نام سے اس مسجد کا نام مسجد عتبان بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ ہے۔ احادیث کی بہت سی کتابوں میں اس واقع کا ذکر آیا ہے۔

محمود بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاد ہیں، اور میرے گھر میں میرے ڈول سے کلی کر کے میرے منہ پر پانی ڈالنا بھی مجھے یاد ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پھر جو بنی سالم کی امامت کرتا تھا، تو میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا کہ میں اپنی بینائی کو کمزور پاتا ہوں، میرے اور میری قوم کی مسجد کے درمیان میں بہت سے پانی (کے مقامات) حائل ہو جاتے ہیں، تو میں چاہتا ہوں کہ آپ تشریف لاتے اور میرے گھر میں کسی مقام پر آپ نماز پڑھ لیتے کہ اس کو میں مسجد بنا لیتا، آپ نے فرمایا میں ان شاء اللہ ایسا کروں گا، پس دوسرے روز، دن چڑھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے بیٹھنے سے پہلے ہی آپ نے فرمایا کہ تم گھر کے کس مقام پر نماز پڑھوانا چاہتے ہو میں نماز پڑھ دوں، انہوں نے آپ کو اس مقام کی طرف اشارہ کیا جہاں وہ آپ کیلئے نماز پڑھنا پسند کرتے تھے، پس آپ کھڑے ہو گئے اور ہم لوگوں نے آپ کے پیچھے صف

باندھی، اس کے بعد آپ نے سلام پھیرا، ہم نے (بھی آپ کے ہمراہ) سلام پھیرا۔

(صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 810 حدیث مرفوع مکررات 29 متفق علیہ 14)

تو جہاں سرکار کریم ﷺ نے نماز ادا فرمائی اس جگہ کو بطور یادگار صحابی نے مسجد بنادی اور صدیوں تک وہ یادگار قائم رہی اہل ایمان اس یادگار مسجد میں نمازیں ادا کر کے اپنے قلوب کو ٹھنڈا کرتے رہے۔ تحریک وہابیت کی زد میں جہاں دیگر متبرک مقامات گرائے گئے یہ عظیم یادگار مسجد بھی گرادی گئی۔

مسجد دار سعد بن خیثمہ

یہ دراصل صحابی حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے قبل ہی اسلام کا مرکز بن گیا۔ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کبھی کبھی اس میں نماز جمعہ بھی پڑھ لیتے تھے۔ جب آپ ہجرت کر کے آئے تو حضرت کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں قیام فرمایا اور اس دوران آپ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لاتے جو مسجد قباء کے جنوب مغربی کونے میں تھا اسی نسبت سے وہاں بعد میں مسجد بنادی گئی جو جدید توسیع میں مسجد قباء میں شامل کردی گئی۔

غزوہ بدر کے موقعہ پر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انکے والد حضرت خیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں قرعہ اندازی کی گئی کہ دونوں میں سے کون جہاد پر جائے گا؟ صاحبزادہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نکلا تو والد محترم کہنے لگے بیٹا اپنی جگہ مجھے جانے دو بیٹے نے عرض کیا ابا محترم اگر جنت کے علاوہ کسی اور چیز کا معاملہ ہوتا تو میں ایسا کر لیتا۔ الغرض حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور مقام شہادت سے سرفراز ہوئے اور ان کے والد حضرت خیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ احد میں شریک ہوئے اور مقام شہادت پر سرفراز ہو کر انکی تمنا شہادت بھی پوری ہوئی۔

مسجد غمامہ (مصلی)

یہ وہ متبرک مسجد ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سخت دھوپ میں جب مدینہ قحط کی صورت سے دو چار تھا اور انسانوں سمیت جانور اور درخت تک سوکھ گئے تھے، اللہ تعالی کی بارگاہ میں بارش کی دعا کی تھی تو دوران دعا بادل کا ایک ٹکڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر سایہ فگن ہوگیا تھا اور فوری طور سے مدینہ میں بارش شروع ہوگی اور پورا مدینہ ہرا بھرا ہوگیا ۔اس واقعہ کے وقت آپکے نوعمر نواسے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے ۔اس واقعہ کی مناسبت سے اس مقام پر بنائی جانے والی اس مسجد کا نام ''مسجد غمامہ ''رکھا گیا کیوں کہ عربی میں غمامہ ''بادل '' کو کہتے ہیں۔

اس کے علاوہ اس مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نمازیں بھی پڑھی ہیں اور قربانی کے اونٹ اور بھیڑیں بھی قربان کی ہیں۔

یہ مسجد غمامہ صحن مسجد نبوی سے قریب ہی بجانب جنوب مغرب میں واقع ہے، اس کی تجدید متعدد بار ہوئی عثمانی فرمانروا سلطان عبدالمجید نے (۱۲۷۵ھ/۱۸۵۸) میں اس کی تعمیر نو کی اور ابھی تک یہ اسی حال میں ہے مسجد لمبی شکل کی اور سرمئی رنگ کے پتھر سے تعمیر شدہ ہے ,اس کی چھت میں بہت سے گنبد بنے ہیں ,اندرونی دیواروں اور گنبدوں کے سوراخوں کو سفید رنگ کیا گیا ہے جبکہ تراشیدہ پتھروں کو اپنے اصلی رنگ پر باقی رکھا گیا ہے جس کی وجہ سے مسجد کا منظر حسین نظر آتا ہے۔

نوٹ

(۱۴۳۴ھ) حج کے موقعہ پر فقیر محمد فیاض احمد اویسی کو محترم محمد ظفر صاحب نے بتایا کہ طویل عرصہ بعد یہ مسجد نمازیوں کے لیے کھول دی گئی ہے۔مغرب کے بعد ہم حاضر ہوئے نوافل ادا کئے کیا سکون ہے۔سبحان اللہ۔

شاہ حبشہ نجاشی کا جنازہ

مسجد غمامہ کے مقام پر آپ نے حبشہ کے بادشاہ ''نجاشی ''(جو رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت کرتا تھا اور دائرۂ اسلام میں داخل ہو چکا تھا)، کی موت کی خبر بھی اسی دن لوگوں کو دی جس دن اسکا انتقال ہوا حالانکہ اس وقت ذرائع ابلاغ کے کوئی ذریعے نہ تھے -اور آپ نے اسی مقام پر نجاشی کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

کیا غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے؟

یاد رہے کہ نجاشی کی میت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے غائب نہ تھی بلکہ حضرت نجاشی کی میت آپ کے سامنے تھی ۔نیز نجاشی کا جنازہ پڑھانا خصوصیات نبوت میں سے بھی ہوسکتا ہے۔آج کل جو غائبانہ جنازہ کی ریت چل پڑی ہے اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں یہ سیاست چمکانے والی بات ہے مزید تفصیل کے لیے فقیر کی تصنیف ''غائبانہ نماز جنازہ کی شرعی حیثیت'' کا مطالعہ کریں فقیر اویسی غفرلہٗ)

مسجد بنی خطمہ (مسجد العجوز)

ھشام بن عروہ عبداللہ بن حارث راوی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی خطمہ کی مسجد میں بھی نماز ادا فرمائی یہ مسجد شریف مبراء بن معرور کی قبر کے قریب واقع تھی ہجرت سے قبل ہی ان کا انتقال ہو چکا تھا۔ایک روایت یہ بھی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی خطمہ کے کنوئیں سے وضو فرمایا تھا۔ یہ مسجد باب العوالی میں مسجد شمس کے قریب واقع تھی۔(خلاصۃ الوفا)

مسجد اجابہ (مسجد بنو معاویہ)

مسجد نبوی کے شمال مشرق میں یہ مسجد (۵۸۰) میٹر کے فاصلہ واقع ہے یہ عہد نبوی ہی میں بنو معاویہ کے محلہ میں تعمیر ہوئی تھی اس لئے ان کے ہی نام پر اس کا نام پڑ گیا پھر مسجد اجابہ کے نام سے مشہور ہوگئی، اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے گذرے تو آپ نے اس میں دو رکعت نماز ادا فرمائی اور دیر تک دعا میں مشغول رہے پھر آپ نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے رب سے تین چیزیں مانگی تو مجھے دو

عطا فرمادی اور ایک سے منع فرمادیا (۱) میں نے یہ مانگا کہ میری امت قحط سالی سے ہلاک نہ ہوتو میری یہ درخواست قبول ہوگئی (۲) میں نے یہ دعا کی کہ میری امت غرق ہوکر نہ ہلاک کی جائے تو اللہ تعالی نے میری یہ دعا بھی قبول فرمائی (۳) میں نے یہ دعا کی کہ میری امت میں آپسی انتشار واختلاف نہ ہوتو مجھے اس دعا سے منع کیا گیا۔

(مسلم، باب هلاك هذه الأمة بعضهم ببعض)

گذشتہ صدیوں میں متعدد بار اس کی تجدید وتوسیع ہوتی رہی آخری توسیع وتجدید شاہ فہد کے زمانہ میں ہوئی جس میں اس کو مضبوط کنکریٹ سے تعمیر کیا گیا اور اس کے جنوب مشرقی کونے میں ایک منارہ تعمیر کیا گیا ,شمالی سمت میں وضوخانہ بنایا گیا۔ الحمدللہ کئی بار مرتبہ اس میں نوافل ادا کرنے کے مواقع نصیب ہوئے ۲۰۱۰ء میں میرے حضور قبلہ والد گرامی نوراللہ مرقدہٗ جب مدینہ منورہ کی حاضری سے نوازے گئے تو اسی مسجد کے قرب میں ہمیں قیام کا موقعہ ملا۔

مسجد ابوذر / (مسجد السجدہ)

مسجد نبوی سے شمال کی سمت میں (احد شریف کی طرف) (۹۰۰) میٹر کی دوری پر یہ مسجد واقع ہے مسجد السجدہ مسجد الشکر وغیرہ کئی ناموں سے معروف ہے۔

مسجد شکر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی مسجد میں حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر یہ بشارت دی کہ جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے گا اللہ تعالی اس پر اپنی رحمت نازل فرمائیگا اور جو آپ پر سلام بھیجے گا اللہ تعالی اس پر سلامتی نازل فرمائیگا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد میں سجدہ شکر ادا فرمایا۔

اس وقت یہ مسجد ''مسجد ابو ذر کے نام سے معروف ہے سعودی دور (۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء) میں اس کی توسیع نئے انداز پر نہایت اہتمام کے ساتھ ہوئی ہے۔ آج اس مسجد کے ساتھ نقل جماعی (سرکاری بسوں) کا اڈاہ ہے۔ مکہ مکرمہ و دیگر شہروں کے لیے ٹیکسی کاریں بھی یہیں سے ملتی ہیں۔

(1) پوری حدیث شریف ملاحظہ کریں (مسند احمد ۱۳۰۰۳۔ مستدرک حاکم وصححہ ووافقہ الذہبی واحمد شاکر)

مسجد میقات (مسجد شجرہ)

یہ مسجد وادی عقیق کے مغربی سمت میں مسجد نبوی شریف سے تقریباً بارہ (۱۲) کلو میٹر کی دوری پر واقع ہے اس کی پہلی تعمیر حضرت عمر بن عبد العزیز (۸۷-۹۳ھ/ ۷۰۶-۷۱۲ء) کے عہد امارت میں انجام پائی، بعد کی صدیوں میں متعدد بار اس کی تجدید ہوتی رہی موجودہ توسیع شاہ فہد کے دور میں ہوئی، جسمیں اس کے رقبہ میں کئی گنا اضافہ کیا گیا، مسجد سے متعلق ضروری اشیاء کی تعمیر بھی کی گئی، چنانچہ اس کی موجودہ پیائش کا رقبہ (۶۰۰۰۰) مربع میٹر ہے، دالانوں کے دو حصے بنائے گئے ہیں جن کے درمیان میں کھلا ہوا صحن رکھا گیا ہے اس صحن کا رقبہ بھی تقریباً ایک ہزار مربع میٹر ہے، اس میں کمان نما لمبے قبے بھی چھوڑے گئے ہیں، اور ایک خوبصورت منفرد انداز کا منارہ بھی تعمیر کیا گیا ہے جس کی بلندی (۶۴) میٹر ہے مسجد سے ملحق (حمامات) غسل و وضو کرنے کے لئے نیز احرام پہننے وغیرہ کی سہولت کے لئے جدید سہولیات سے آراستہ حمامات بنائے گئے ہیں، گاڑیوں کی پارکنگ کا بھی معقول انتظام ہے

مسجد قبلتین

یہ بھی ایک تاریخی مسجد ہے، جو قبیلہ بنو سلمہ خزرجی کے علاقہ میں تھی، اس کا فاصلہ مسجد نبوی سے بجانب شمال مغرب میں پانچ کلو میٹر ہے۔

قبلتین (دو قبلوں والی) کی وجہ تسمیہ ایک روایت ہے جس میں ہے کہ اس مسجد میں صحابہ کرام نے ظہر کی نماز دو قبلوں کی طرف رخ کر کے پڑھی اس وقت جب تحویل قبلہ کی آیت نازل ہوئی تھی۔

جب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں رہے کعبہ اللہ کی طرف منہ کر کے نماز

پڑھتے رہے مگر ہجرت کے بعد جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو خداوند تعالیٰ کا یہ حکم ہوا کہ آپ اپنی نمازوں میں "بیت المقدس" کو اپنا قبلہ بنائیں۔ چنانچہ آپ سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے رہے مگر آپ کے دل کی تمنا یہی تھی کہ کعبہ ہی کو قبلہ بنایا جائے۔ چنانچہ آپ خواہش پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرما دی کہ۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۔ (بقرہ ۱۴۴)

ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آپکا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ہم ضرور آپ کو پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں آپ کی خوشی ہے تو ابھی آپ پھیر دیجیے اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف۔

چنانچہ رجب یا شعبان سن ۲ یا ۳ ھجری میں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبیلہ بنی سلمہ کی اسی مسجد میں نمازِ ظہر پڑھا رہے تھے کہ حالت نماز ہی میں یہ وحی نازل ہوئی اور نماز ہی میں آپ نے بیت المقدس سے مڑ کر کعبۃ اللہ کی طرف اپنا چہرہ کر لیا اور بعض مقتدیوں نے بھی آپ کی پیروی کی۔ اس مسجد کو جہاں یہ واقعہ پیش آیا "مسجد القبلتین" کہتے ہیں اور آج بھی یہ تاریخی مسجد زیارت گاہ خواص وعوام ہے جو شہر مدینہ سے تقریباً چند کیلومیٹر دور جانب شمال مغرب واقع ہے۔

اس قبلہ بدلنے کو "تحویل قبلہ" کہتے ہیں۔ تحویل قبلہ سے یہودیوں کو بڑی سخت تکلیف ہوئی جب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے تو یہودی بہت خوش تھے اور فخر کے ساتھ کہا کرتے تھے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بھی ہمارے ہی قبلہ کی طرف رُخ کر کے عبادت کرتے ہیں مگر جب قبلہ بدل گیا تو یہودی اس قدر برہم اور ناراض ہوگئے کہ وہ یہ طعنہ دینے لگے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) چونکہ ہر بات میں ہم لوگوں کی مخالفت کرتے ہیں اس لئے انہوں نے محض

ہماری مخالفت میں قبلہ بدل دیا ہے۔ اسی طرح منافقین کا گروہ بھی طرح طرح کی نکتہ چینی اور کئی قسم کے اعتراضات کرنے لگا تو ان دونوں گروہوں کی زبان بندی اور دہن دوزی کے لئے خداوند کریم نے سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۴۲۔۱۴۳ نازل فرمائیں۔

اس مسجد قبلتین کی تجدید متعدد بار ہوئی ,اخیر میں خادم حرمین شریفین کے عہد (۱۴۰۸ھ/۱۹۸۷ء) میں اُسکی توسیع وتجدید ہوئی دو منزلہ عمارت تعمیر کی گئی , پہلی منزل دور ارضی یعنی گراؤنڈ فلور ہے جو وضوخانہ اسٹور اور امام ومؤذن کی رہائش پر مشتمل ہے اور دوسری منزل نماز کے لئے خاص ہے مسجد کا کُل رقبہ ۱۱۹۰ مربع میٹر ہے ,اسی منزل پر ایک حصہ خواتین کے لئے خاص ہے جس کا رقبہ ۴۰۰ مربع میٹر ہے ,اس مسجد کے دو منارے ہیں اور دو ہی گنبد جو بلند وبالا ہونے کے ساتھ دیکھنے میں بھی حسین وجمیل ہیں۔

مسجد رایہ (ذباب)

یہ مسجد ایک چھوٹی سی پہاڑی "ذُباب "پر واقع ہے یہ پہاڑی سلع پہاڑ کے نزدیک ہی شمال کی جانب ہے اس پر بنی مسجد کو "مسجد رایہ " کہنے کی وجہ ایک روایت ہے کہ اس پہاڑی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غزوہ خندق کے موقع پر خیمہ نصب کیا تھا۔

یہ مسجد حضرت عمر بن عبد العزیز کے دور (۸۷ - ۹۳ھ/۷۰۶ - ۷۱۲ء) میں تعمیر ہوئی اسکی شکل بھی چوکور ہے، رقبہ صرف ۶۱ میٹر ہے اور اونچائی پانچ میٹر، سعودی وزارت اوقاف نے اس کو اپنی قدیم شکل پر باقی رکھا ہوا ہے۔ محترم ڈاکٹر عبد الستار سندھی نے فقیر کو اس مسجد کی زیارت بھی کرائی۔ اور علامہ غلام شبیر المدنی نے اس مسجد تصاویر فیس بک پر ارسال فرمائیں۔

مسجد ابوبکر صدیق

مسجد ابوبکر مسجد نبوی کے باہر صحن سے جنوب مغرب میں ۱۰۰ میٹر کی دوری پر واقع

ہے اس کے متعلق یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ پر عید کی نماز ادا فرمائی تھی آپ کی وصال شریف کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اس جگہ نماز عید ادا کی جس کی وجہ سے اس کا نام مسجد ابو بکر رضی اللہ عنہ پڑ گیا اس کی تعمیر اول حضرت عمر بن عبد العزیز کے عہد میں ہوئی اس کے بعد سلطان عثمانی محمود ثانی نے (۱۲۵۴ھ/۱۸۳۸ء) میں اس کی تجدید کرائی.

یہ مربع شکل کی ہے اور اس کا طول نو میٹر ہے ہلکے کالے رنگ کے پتھر سے تعمیر شدہ ہے اندر سفید رنگ کیا گیا ہے اوپر ایک گنبد بنا ہے جس کی بلندی بارہ میٹر ہے مسجد میں صحن ہے جس کا طول (۱۳) میٹر اور عرض (٦) میٹر ہے, ایک منارہ بھی ہے جس کی بلندی تقریباً ۱۵ میٹر ہے۔

مسجد عمر بن الخطاب

مسجد ابو بکر رضی اللہ عنہ سے جنوبی سمت میں یہ مسجد واقع ہے' دونوں کے درمیان کا فاصلہ تقریباً (۳۰۰) میٹر ہے' اسکی تعمیر شمس الدین محمد بن احمد السلاوی نے سنہ ۸۵۰ھ/ ۱۴۴۶ء میں کرائی اس کے محل وقوع کے بارے میں بھی خیال کیا جاتا ہے کہ یہاں پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ عید ادا فرمائی تھی, اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں بھی اس جگہ نمازِ عید ادا کی' اسی نسبت سے اس مسجد کو "مسجد عمر" کہا جاتا ہے' اس کی تجدید عثمانی فرمانروا سلطان محمود ثانی نے ۱۲۵٦ھ/۱۸۳۸ء میں کرائی پھر سلطان کے بیٹے سلطان عبد المجید اول نے (۱۲٦٦ھ/۱۸۴۹ء) میں تجدیدی کام کرایا' مسجد مربع شکل کی ہے جس کا طول تقریباً آٹھ میٹر ہے تعمیر پتھر کی ہے, اندر سفید رنگ کیا گیا ہے' چھت گنبد نما ہے جس کی لمبائی بارہ میٹر ہے' مسجد کے شمال مغرب میں ستون کے مثل منارہ ہے جس کا طول آٹھ میٹر ہے' مسجد کا کھلا ہوا صحن ہے جس کا رقبہ (۱۲:۳م) ہے۔

مسجد عثمان بن عفان

یہ مسجد نبوی کے جنوب مغرب میں چارسو پچاس (۱۵۰) میٹر کی دوری پر واقع ہے ، یہ مسجد قریبی زمانہ (۱۴۰۴ھ/۱۹۸۳ء) میں بنی ہے ,اس مسجد کا رقبہ (۲۴ :۱۶م) ہے اسکے شمال مشرق میں ایک منارہ ہے جس کی بلندی ۴۵ میٹر ہے , مسجد کی عمارت کی چھت کے وسط میں ایک خوبصورت گنبد ہے۔

مسجد علی بن ابی طالب

یہ مسجد باب السلام کے باہر شارع سلام کی طرف۔مسجد غمامہ کے شمال مغرب میں تقریباً تین سو (۳۰۰) میٹر کے فاصلے پر واقع ہے , روایت ہے کہ یہاں پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز ادا فرمائی تھی حضرت علی نے بھی اسی جگہ عید کی نماز ادا فرمائی' سب سے پہلے اس کی تعمیر حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد میں ہوئی , اسکی متعدد مرتبہ تجدید ہوئی آخری تجدید سنہ ۱۴۱۱ھ مطابق سنہ ۱۹۹۰ء میں انجام پائی' اسکی طرز تعمیر لمبی شکل کی ہے' طول مشرق سے مغرب اکتیس (۲۱) میٹر اور عرض بائیس (۲۲) میٹر ہے' یک دالانی چھت ہے جس کے اوپر سات گنبد ہیں سب سے بلند گنبد محراب کے اوپر ہے ,اس کے شمال میں ایک کھلا ہوا لمبا صحن ہے' مسجد کا منارہ مشرقی دروازہ کے قریب ہی بنایا گیا ہے۔آج کل یہ مسجد بند پڑی ہے نہ جانے کیوں؟؟؟

سبعہ مساجدِ فتح

سلع پہاڑ کی مغرب سمت میں مختلف زمانوں میں چھ چھوٹی چھوٹی مسجدیں تعمیر ہوئیں' ان سب کا رقبہ تقریباً برابر ہی ہے' ان کا ذکر مدینہ منورہ کی تاریخ پر لکھی جانے والی قدیم کتابوں میں "مساجد فتح "کے نام سے ملتا ہے ,اس وقت یہ "مساجد سبعہ " (سات مساجد) کے نام سے معروف ہیں ,ان میں سب سے زیادہ مشہور مسجد فتح ہے جو اس جگہ پر بنائی گئی ہے جہاں غزوہ خندق کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ

لگایا گیا تھا اور آپ نے تین دن تک اسی جگہ پر حملہ آور کفار کی ہلاکت کی دعا فرمائی تھی اور آپ کی دعا قبول ہوئی۔

یہ مسجد حضرت عمر بن عبد العزیز کے دور میں تعمیر ہوئی اور متعدد بار اس کی تجدید ہوئی ، موجودہ عمارت شاہ فہد بن عبد العزیز کے عہد میں اس کا تجدیدی کام ہوا اس کا طول ۵.۳.۵.۸ میٹر ہے صحن کھلا ہوا ہے جس کا طول ۵.۳ ۵.۸ میٹر ہے۔

اس کے چند گز کے فاصلہ پر ہی بقیہ مساجد تھوڑے تھوڑے فاصلے پر واقع ہیں جن کے نام اس طرح ہیں مسجد سلمان فارسی اس کی نسبت حضرت سلمان فارسی صحابی رضی اللہ عنہ سے ہے۔

انہوں نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا تھا ، یہ مسجد پہاڑ کے ابتدائی حصہ میں ہے ، اس سے متصل ہی مسجد ابو بکر صدیق ہے ، پھر مسجد عمر بن الخطاب ہے اسکے ذرا فاصلہ پر مسجد علی اور اس کے نزدیک ہی مسجد فاطمہ یا مسجد سعد بن معاذ ہے۔

یہ تمام ہی مساجد چھوٹی چھوٹی ہیں جن کے نہ تو مینارے ہیں اور نہ گنبد ، ان میں مسجد ابو بکر رضی اللہ عنہ ڈھادی گئی ہے ، اب ان مساجد کے قریب ہی ایک بڑی مسجد تعمیر کی گئی ہے جس کا نام مسجد خندق رکھا گیا۔

مسجد مستراح

غزوہ احد کے موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم شدید زخمی ہوگئے تھے اور جنگ کے اختتام پر جب مدینہ واپسی کا سفر شروع تو اس مقام پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمایا۔ عربی زبان میں آرام کرنے کو یا تھوڑی دیر ستانے کو استرح کہتے ہیں اور اسی مقام سے اس مقام پر جو یہاں مسجد بنائی گئی ہے اس نام مسجد مستراح رکھا گیا ہے جس کے معانی آرام کرنے والا مقام۔ قدیم شارع سید الشہدا احد شریف کی طرف جاتے ہوئے پورا علاقہ مستراحہ کہلاتا ہے۔

مسجد شیخین

قدیم شارع سید الشہدا کے قریب مسجد مستراح کے جنوب میں 300 میٹر کے فاصلے پر واقع ہے غزوہ احد جاتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے ایک رات یہاں قیام فرمایا عصر، مغرب اور عشاء نمازیں ادا فرمائیں لشکر کی تنظیم نو کی، کم عمر صحابہ کرام کو یہاں سے واپس بھیج دیا موجودہ عمارت ترکی دور کی تعمیر ہے۔

اصل میں اس مسجد کا نام "مسجد شیخین " ہے ۔جس کے معنی ہیں "وہ دو --- "عربی میں کسی نام کے ساتھ "ین " لگادیں تو اس کا مفہوم دو کا ہو جاتا ہے--- جیسے رب المشر قین ---یعنی--- دونوں مشرقوں کے رب ---اس ہی طرح اگر ہم عربی میں ایک ریال کہنا چاہیں تو ہم کہیں گے ---واحد ریال ----واحد معنی ایک اور ریال معنی ریال--- مگر ہم جب.---دو ریال --- کہنے چاہیں گے تو اب ہم یہاں دو کی عربی ---اثنین ---استعمال نہیں کریں گے بلکہ سیدھا سیدھا ---دوریال --- کو "ریـالین" کہیں گے گویا ریال میں صرف "ین" کا اضافہ کردیں گے تو اس کا مفہوم دوریال بن جایے گا۔اسی طرح سے اس مسجد، مسجد شیخین کے معنی ہوے دو خاص انسانون کی مسجد ۔یہ تو اس مسجد کا نام ہوا اور یہاں غزوہ احد شریف جاتے ہوئے تاریخی واقعات پیش آئے۔

بچوں کا شوق شہادت

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد کے لیے جاتے ہوئے یہاں قیام فرمایا تو آپ نے مدینہ کے تمام نوجوان مردوں اور عورتوں کو جنگ میں شریک ہونے کا حکم دیا ۔اس موقعہ پر بہت سے کمسن بچے بھی شوق شہادت میں یہاں جمع ہو گئے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کمسنی کی وجہ سے جنگ میں شریک نہ کیا اور انھیں وہاں سے واپس کردیا۔

اس موقعہ پر ایک بچے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی ضد پر ان کے والد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا بیٹا بہت اچھا تیر انداز ہے - آپ اسے فوج میں شامل ہونے کی اجازت دیں " جب وہ اپنے بیٹے کی سفارش کر رہے تھے کمسن سیدنا رافع رضی اللہ عنہ اپنے پنجوں کے بل کھڑے ہو کر اپنے بڑے ہونے کا ثبوت دینے کی عاشقانہ کوشش کر رہے تھے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس بچے کا شوق دیکھا تو آپ نے انھیں جنگ میں جانے کی اجازت دے دی۔

ایک دوسرے بچے حضرت سمرہ بن جندب نے جب یہ دیکھا تو وہ بھی تڑپ اٹھے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رافع کو فوج میں شامل کر لیا اور مجھے بچہ جان کر واپس کر دیا حالانکہ میں رافع سے زیادہ طاقتور ہوں ، چاہیں تو کشتی کا مقابلہ کروالیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ " اچھا تو تم اپنا کہا ثابت کر کے دیکھاؤ۔

پھر واقعی اس مقام پر کشتی کے مقابلے کا اہتمام کیا گیا اور سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رافع رضی اللہ عنہ کو شکست دی - اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کمسن بچوں کو اسلامی فوج میں شامل فرمالیا

اس مقابلہ کشتی کی وجہ سے یہ مقام تاریخی حیثیت اختیار کر گیا - یہ مقام مسجد کی صورت میں آج بھی مدینہ منورہ میں موجود ہے۔ عزیزم محمد یوسف قادری اویسی بارہا اپنی گاڑی لے جاتا ہے اس کی زیارت کر کے اک سکون سا محسوس ہوتا ہے۔

مسجد السبق

مسجد نبوی شریف کے شمال مغرب میں 520 میٹر کے فاصلے پر واقع ہے، نویں صدی ہجری میں یہ مسجد اس میدان میں بنائی گئی جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں گھڑ سواری کی تربیت ہوتی تھی۔

مسجد کی موجودہ بلڈنگ شاہ فیصل کے زمانے میں تعمیر کی گئی۔

واضح رہے گھڑسواری یہاں سے شروع ہوکر دومنزلوں پر مکمل ہوتی تھی پہلی منزل قبیلہ بنوزریق کی بستی اوردوسری منزل مقام حفیاء تھی

مسجد بنوزریق

انصار کا مشہور قبیلہ ہے ان کی رہائش مسجد غمامہ اور مسجد بنوی شریف کے جنوبی طرف تھی جو کہ موجودہ شرعی عدالت (محکمہ) کے قریب تھی۔

انکی کی بستی میں ایک مسجد تھی جو کہ مسجد بنی زریق کے نام سے مشہور تھی۔ اسکی بابت مورخین لکھتے ہیں کہ مدینہ منورہ سب سے پہلے قرآن مجید کی تلاوت یہاں ہوئی چونکہ بنوزریق کے ایک شخص حضرت رافع بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ بیعت عقبہ کے دوران نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو آپ نے ان کو قرآن پڑھایا جوانہوں نے مدینہ منورہ آ کر اپنے قبیلہ کو پڑھایا

مسجد فسح

احد پہاڑ سے متصل غار کے نیچے ایک چھوٹی سی مسجد ہے مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ جنگ احد کے دن لڑائی کے بعد نماز ظہر ادا فرمائی،

ابن ہشام کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن ظہر کی نماز زخموں کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھی تھی اور باقی موجود صحابہ اکرام نے بھی آپ کی اقتدا ء میں نماز ادا کی۔

شاید عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ نے اپنی دور گورنری میں یہ مسجد تعمیر کروائی ہوگی مگر اس کی موجودہ عمارت دور عثمانی کی یادگار ہے۔

اس وقت اس کی شمالی دیوار بالکل گر چکی ہے البتہ مشرقی مغربی اور جنوبی دیواروں کے کچھ حصے باقی ہیں۔محراب کے کچھ آثار ابھی باقی ہیں۔اب اس کے گرد حفاظتی جنگلہ نصب ہے۔نجدی زائرین کے لیے آئے دن سختیاں کرتے جا رہے ہیں پہلے تو زائرین

مقدس مقامات کی زیارات بآسانی کر سکتے تھے۔اہل مدینہ نہایت ذوق وشوق سے حجاج ومعتمرین کو یادگار مقامات کی زیارات کراتے اب اہل مدینہ نجدی کے ظلم کی وجہ سے زیارات کرانے سے معذرت کرتے ہیں کیونکہ حکومت کی طرف سے زیارات کرانا ممنوع ہے۔ ۱۹۸۷ء میں فقیر (محمد فیاض احمد اویسی) پہلی مرتبہ مدینہ منورہ زیارت سے سعادت مند ہوا تو وہاں کے احباب نے نہ صرف مسجد فسح کی زیارت کرائی بلکہ احد پہاڑ کی چھوٹی پر ہم گئے اس غار کو بوسہ دینے کا خوب ملا جہاں زخمی حالت میں سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہوئے اب وہاں جانا بہت ہی مشکل ہے۔

مسجد فضیح (مسجد بنو نضیر)

بنو نضیر یہودی قبیلہ تھا کو مدینہ منورہ آکر آباد ہو گیا۔اور مقامی عربوں کی قبائلی جنگوں میں فریق بن گیا۔انکی بستی مدینہ منورہ کے جنوب مشرق میں مسجد نبوی شریف 3.5 کلومیٹر اور مسجد قباء سے ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر وادی مزینب کے قریب تھی جب نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو ایک وسیع البنیاد معاہدہ کا اہتمام کیا۔اس میثاق مدینہ نے قیام امن میں مدد دی، لیکن بنو نضیر اپنی روایتی سازشوں سے باز نہ آئے حتی کہ انہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش کی۔ 4 ہجری میں آپ اپنے اصحابہ کرام کے ساتھ بنو نضیر سے جنگ کے لیے روانہ ہوئے۔ آپ نے چھ دن تک ان کا محاصرہ کیا اور آخر کار ان کو مدینہ سے نکال دیا گیا۔

اس جنگ کا تذکرہ کئی احادیث میں آیا ہے۔

مالک بن اوس بن حدثان، عمر سے روایت کرتے ہیں، کہ بنی نضیر کی دولت اس قسم کی تھی جو اللہ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر جنگ کے دلادی تھی، اس کے حاصل کرنے کیلئے مسلمانوں نے کوئی گھوڑا نہیں دوڑایا تھا اور جنگ نہیں کی، پس وہ مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لے لیا اور اس میں سے ایک سال کا خرچ اپنے گھر والوں کو دے دیتے، اس کے بعد جو باقی بچتا، اس کو اسلحہ اور گھوڑوں کی فراہمی کیلئے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے

کے واسطے خرچ فرماتے۔

(صحیح بخاری: جلد دوم: حدیث نمبر 174 حدیث مرفوع مکررات 48 متفق علیہ 12)

☆ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے (قبیلہ) بنونضیر کے باغ جلا دیئے تھے۔

(صحیح بخاری: جلد دوم: حدیث نمبر 290 حدیث مرفوع مکررات 21 متفق علیہ 8)

اس دوران جہاں صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں نماز ادا فرمائی وہاں مسجد بنادی گئی جو مسجد بنونضیر کہلائی اور اس کو مسجد الشمس بھی کہتے ہیں۔

اسی دوران شراب کی حرمت نازل ہوئی تو جن حضرات کے پاس اس کی کچھ بھی مقدار تھی انہوں نے سب انڈیل دی کسی بھی نشہ آور چیز کی بابت معلومات رکھنے والے جانتے ہیں کہ یہ اطاعت شعاری اور فرمابرداری کی کتنی اعلیٰ مثال ہے۔اس موقع پر دو قرآنی آیات نازل ہوئی دوسری آیت سورہ الاحشر آیت 11

کیا آپ نے منافقوں کو نہیں دیکھا جو اپنے اُن بھائیوں سے کہتے ہیں جو اہلِ کتاب میں سے کافر ہوگئے ہیں کہ اگر تم (یہاں سے) نکالے گئے تو ہم بھی ضرور تمہارے ساتھ ہی نکل چلیں گے اور ہم تمہارے معاملے میں کبھی بھی کسی ایک کی بھی اطاعت نہیں کریں گے اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم ضرور بالضرور تمہاری مدد کریں گے،اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں ٥

اس جگہ اب یہ مسجد موجود نہیں ہے اس جگہ پر اب قبرستان ہے۔

مسجد بخاری

مدینہ منورہ میں مسجد نبوی سے چند قدموں کے فاصلے پر یہ چھوٹی سی خوبصورت مسجد قائم ہے جسکو زائرین اپنی رہائش گاہ سے مسجد نبوی آتے جاتے دیکھتے رہتے ہیں۔

"مسجد امام بخاری" کے نام سے موسوم ہے ۔اصل میں یہ وہ مقام ہے جہاں علم و تحقیق کی جستجو میں "بخارا" سے تشریف لیے "امام بخاری رحمتہ اللہ" نے قیام

فرمایا اور دین اسلام کا ایک ایسا لافانی کام انجام دیا کہ انکی اس کوشش کو تا قیامت نہ صرف اہل عجم بلکہ اہل عرب بھی فراموش نہ کرسکیں گے ۔امام بخاری عرب نسل سے تعلق نہیں رکھتے تھے لیکن انہوں نے مدینہ میں اس مقام پر قیام کرتے ہوئے صحیح احادیث جمع کرنے کا ایک ایسا لافانی کام انجام دیا کہ انکی احادیث کی کتاب بخاری شریف کو دنیا اسلام میں " قرآن پاک " کے بعد سب سے معتبر سمجھا جاتا ہے۔

مدینہ منورہ کی وادیاں

وادی عقیق

مدینہ منورہ کی مشہور وادیوں میں سے وادی عقیق ہے ,جو مدینہ کے مغرب سے گذرتی ہوئی جبل عیر کے شمال کی طرف جاتی ہے' اور مشرق میں تقریباً دو میل گذرتی ہوئی قبلتین کے علاقہ میں وادی بطحان سے مل جاتی' پھر شمال کے مشرقی کونے سے ہوتی ہوئی مکمل شمال ہو کر وادی قناۃ سے مل جاتی ہے ,وادی قناۃ مدینہ منورہ کے مشرق سے آتی ہے ,ان دونوں کا سنگم مجمع الأسیال جوز غابہ کا علاقہ کہلاتا ہے ,میں ہو جاتا ہے.

اس وادی کی فضیلت میں کئی حدیثیں وارد ہوئی ہیں ,چنانچہ صحیح بخاری میں ہے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے وادی عقیق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا : آج رات میرے پاس میرے رب کی جانب سے آنے والا (فرشتہ) آیا اور اس نے کہا :اس مبارک وادی نماز پڑھو) (صحیح البخاری باب قول النبی العقیق واد مبارک) آج بھی یہ وادی بارش ہونے پر جاری ہو جاتی ہے۔

وادی بطحان

مدینہ منورہ کی بڑی وادیوں میں سے ایک بڑی وادی بطحان نامی ہے۔یہ چھوٹی چھوٹی نالیوں سے مل کر ایک بڑی وادی کی شکل میں تبدیل ہوئی ہے ,جن میں سے بعض نالیاں یہ ہیں۔

رانو ناء

یہ مدینہ کے جنوب میں واقع ہے ۔ مذینیب اور مہزور : یہ دونوں نالیاں مدینہ کے مشرق سے آتی ہیں اور مسجد نبوی کے شمال مغربی میں سیح کے علاقہ سے ہوتے ہوئے جبل سلع کے مغرب تک پہنچتی ہیں ، اور تھوڑے ٹیڑھے پن کے ساتھ زُغابہ کے علاقہ میں مجمع الاسیال میں مل جاتی ہیں ، ایک نالی اور تھی جو وادی بطحان میں ملتی تھی جس کو چند سال قبل بند کردیا گیا جس کا آغاز (شارع) قربان روڈ کے علاقہ سے ہوتا تھا۔

بطحان وادی کی فضیلت میں متعدد حدیثیں آئی ہیں ، چنانچہ ایک حدیث شریف میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: بطحان جنت کی نہروں میں سے ایک نہر کا دہانہ ہے۔ (راوہ البخاری فی تاریخہ والدیلمی)

وادی رانو ناء

یہ وادی مدینہ منورہ کے شمال میں ایک پہاڑ کی گھاٹی سے شروع ہوتی ہے اور شمال کا رخ کرتے ہوئے محلّہ قباء اور اس کے باغوں میں سے گذرتی ہوئی قربان علاقہ سے ہوکر مغرب میں وادی بطحان کے نالے میں گرجاتی ہے اور اسطرح یہ وادی بطحان کا جزء بن جاتی ہے۔

اس وادی کا مسجد جمعہ سے ارتباط ہے کہ مسجد کی تعمیر اسی جگہ پر ہوئی ہے جہاں سے یہ وادی ہوکر گذرتی تھی مسجد قباء سے شمال میں (۹۰۰) میٹر کی دوری پر اسکا محل وقوع ہے وادی رانو ناء کی نالی ابھی موجود ہے۔ تاہم اس کے بعض حصے ختم ہو چکے ہیں۔

وادی قناۃ (الشظا)

یہ بھی مدینہ کی بڑی وادیوں میں سے ایک ہے ، مدینہ کے شمال مشرق سے یہ مدینہ میں آتی ہے اور اُحد پہاڑ کے جنوب سے مغرب کو ہوتی ہوئی تھوڑی سی شمال کو مُڑ کر مجمع اسیال (زُغابہ) کے مقام پر وادی عقیق سے جا ملی ہے ، تاریخی کتابوں میں مذکور

ہے کہ جب ۶۵۴ھ (۱۲۲۶ء) میں مدینہ کی شمالی پہاڑیوں میں آتش فشاں لاوا ابلا تھا تو اس وادی کا رُخ مدینہ کے بجائے شمال کی جانب ہوگیا تھا۔ اس لئے کہ اس کے بہاؤ کی جگہ پر آتش فشاہ پہاڑوں کے پتھر جمع ہوگئے تھے جس کی وجہ اس کے بہنے کا رُخ تبدیل ہوگیا۔ اور اس کے خلف میں ایک بڑا تالاب بن گیا جو چند سال تک باقی رہا۔ پھر عاقول کے علاقہ میں ایک دیوار بنادی گئی جس کے بعد سے پانی کی خاصی مقدار یہاں جمع ہوجاتی ہے۔ اور بارش کا پانی یہاں کئی ماہ تک ٹھہرا رہتا ہے۔

چند مشہور پہاڑ

جبل اُحد

مدینہ منورہ کی اہم طبیعی آثار میں سے اُحد پہاڑ ہے۔ یہ مسجد نبوی کے شمال میں ساڑھے چار کلومیٹر کی مسافت پر واقع ہے۔ اس کی لمبائی آٹھ کلومیٹر اور عرض دو سے تین کیلومیٹر کے درمیان ہے۔ اس کی سب سے بلند چوٹی (۳۰۰) میٹر ہے.

یہ پہاڑ 1.077 میٹر، 3.533 فٹ) بلند ہے۔ اس مقام پر مشرکین مکہ اور مسلمانوں کے درمیان دوسرا غزوہ پیش آیا۔

اس پہاڑ سے مسلمانوں کو گہری عقیدت ہے اسی کے دامن میں مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان مشہور غزوہ اُحد سنہ ۳ھ میں پیش آیا تھا اس پہاڑ کی فضیلت میں کئی احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں چنانچہ امام بخاری نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اُحد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں.

جبل احد لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پرنور ہے

جبل احد تو اہل ایمان کی آنکھوں میں ہمیشہ جگمگ کرتا دیکھائی دیتا ہے آج کل سعودی حکومت نے اس کے اردا گرد سرچ لائٹیں لگادی ہیں اب یہ جنتی پہاڑ دن رات

روشن روشن نظر آتا ہے محترم محمد ظفر صاحب المدنی نے فقیر (محمد فیاض احمد اویسی) کو بتایا کہ پہاڑوں کے ماہرین نے جبل احد کی فضائی تصویر بنائی ہے تو پورے پہاڑ کا نقشہ لفظ محمد برآمد ہوا ہے فقیر نے نیٹ پر دیکھا تو واقعی یقیناً بلکہ حق الیقین ہے کہ ۔

''ہر گل ہر حجر و شجر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے''

غزوہ احد

غزوہ احد جبل احد کے سامنے واقع وادی میں 7 شوال 3 ہجری 23 بمطابق مارچ 625ء کو پیش آیا۔ یہ غزوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں مدینہ منورہ کے مسلمانوں اور مکہ سے ابوسفیان بن حرب کی قیادت میں مشرکین مکہ کے درمیان ہوا۔

جبل عینین (رماۃ پہاڑی)

یہ پہاڑی جبل اُحد کے جنوب مغرب میں نزدیک ہی واقع ہے اُحد کا معرکہ اسی جگہ پیش آیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیراندازوں کو معرکہ سے قبل ہی یہاں متعین کر دیا تھا تا کہ مسلمانوں کی پشت کی جانب حفاظت کریں اس پہاڑی کی لمبائی (۱۸۰) میٹر ہے اور چوڑائی (۴۰) میٹر اسی کے نیچے سے وادی قناۃ نکلی ہے پہاڑی کی بلندی کم ہی ہے عثمانی دور میں یہاں ایک چھوٹی سی مسجد بنادی گئی تھی اور کچھ مکانات بھی بن گئے تھے بعد میں ان سب کو ختم کر دیا گیا۔

شہدائے اُحد

جنگ اُحد میں آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور 70 صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شہید ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرا مبارک زخمی ہوا اور ہونٹ مبارک پر بھی زخم آیا حقیقتاً یہ بڑا آزمائش کا دن تھا۔

شہدائے احد کی فضیلت کے بارے میں سنن ابی داود کی روایت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تمہارے بھائی احد کے دن شہید کئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کی سبز رنگ کے پرندوں کے پیٹ میں رکھ دیا وہ جنت کی نہروں پر اترتی اور اس سے سیراب ہوتی ہیں اور اس (جنت) کے پھل کھاتی ہیں اور سونے کی قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں جو عرش کے سایہ میں لٹکے ہوئے ہیں جب ان کی روحوں نے کھانے پینے اور آرام وراحت کی لذت محسوس کی تو کہا کون ہے جو ہماری طرف سے ہمارے بھائیوں تک یہ خوشخبری پہنچادے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور ہمیں کھانے پینے کو ملتا ہے (ہم ان کو یہ خوشخبری اس لئے سنانا چاہتے ہیں تاکہ) وہ جہاد سے بے توجہی نہ برتیں اور کفار سے جہاد میں پیچھے نہ ہٹیں پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہاری یہ خوشخبری ان تک پہنچادوں گا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (ترجمہ) جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردہ ہرگز مت کہو بلکہ وہ اپنے رب کے حضور زندہ ہیں اور وہاں کے رزق سے فیض یاب ہیں۔

صحیح بخاری میں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد کے مزارت پر فرمایا:

میں تم سے پہلے جارہا ہوں میں تمہارے حق میں گواہی دونگا، تم سے ملاقات حوض کوثر پر ہوگی

احد کے جنوب شہدا کی قبریں موجود ہیں۔

جبل عَیر

یہ پہاڑ مدینہ منورہ کے جنوب مغرب میں واقع ہے مسجد نبوی سے اس کا فاصلہ آٹھ کلومیٹر ہے اس کا طول دو ہزار میٹر ہے اور عرض ستّر میٹر سطح سمندر سے اس کی بلندی تقریباً (۹۹۵) میٹر ہے اس کی کوئی چوٹی نہیں بلکہ اوپر کا حصہ ہموار ہے اسی لئے اس کو گدھے کی پشت سے تشبیہاً عَیر کہا جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مدینہ کی حد قرار دیا ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مدینہ عَیر اور ثور کے

درمیان حرم ہے(متفق علیہ) البخاری، باب إثم من تبرأ من موالیہ 6/2482، ومسلم، باب فضل المدینۃ

جبل سلع

یہ پہاڑ مسجد نبوی کی مغرب سمت میں تقریباً پانچ سو میٹر کی دوری پر واقع ہے اس کا طول ایک ہزار میٹر اور عرض تین سو سے آٹھ سو (۳۰۰-۸۰۰) میٹر کے درمیان ہے اس کی بلندی اسّی (۸۰) میٹر ہے اس کے بعض چھوٹے ٹکڑے مشرقی ومغربی سمت نکلے ہوئے ہیں اس پہاڑ کی بھی ایک تاریخی حیثیت ہے چنانچہ اس کے مغربی دامن میں غزوہ خندق کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خیمہ نصب کیا گیا تھا نیز اسی کے دامن میں صحابہ کرام کے بھی خیمے تھے عہد عثمانی میں اسی پہاڑ کی چوٹی پر کئی فوجی چوکیاں بنائی گئیں جن کے آثار آج بھی باقی ہیں۔اس کے اوپر غارِ سجدہ بھی ہے اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی مغفرت کے لیے طویل سجدہ فرمایا۔

جبل ثور

یہ ایک بہت چھوٹی سی پہاڑی ہے جو اُحد پہاڑ کے پیچھے شمال مغرب میں واقع ہے۔گول ہے اور اس کا رنگ مائل بہ سرخی ہے یہی شمال میں حرم مدینہ منورہ کی حد ہے۔

جبل حبشی

قُرب قیامت کی ایک معروف نشانی یہ ہے کہ کانا دجال روے زمین پر ظاہر ہوگا اور پوری دنیا کو اپنے فتنے کی لپیٹ میں لیے گا دجال کا فتنہ بہت شدید فتنہ ہوگا وہ لوگوں کو روٹی دکھائے گا اور لوگ اسکے پیچھے بھاگیں گے جو چیز وہ جنت کے چیز بنا کر یعنی خوشنما بنا کر دکھائیگا، وہ اصل میں دوزخ اور برباد کرنے والی چیز ہوگئی اور جو چیز وہ بدنما کر کے دکھائیگا وہ جنت کی اور کامیاب کرنے والی چیز ہوگئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے فتنے سے بچنے کے لیے ہمیشہ اللہ کی پناہ

مانگی ہے۔

دجال ایک آنکھ سے کانا ہوگا اور اسکے ماتھے پر.........ک، ف، ر.........لکھا ہوگا۔ اہل ایمان اس کو پڑھ سکیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے دجال پوری دنیا کو اپنے کنٹرول میں کر لے گا مگر دو شہر ملّہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو سکے گا کیوں کہ ان دونوں شہروں کے گرد اللہ کے فرشتے محافظ کی صورت میں موجود ہونگے۔

مدینہ المنورہ کے قریب جب وہ پہنچے گا تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک پہاڑ پر چڑھ جائے گا جہاں سے اسکو مقدس ومحترم مسجد نبوی نظر آئے گی اور اسوقت وہ انتہائی بے بسی سے مسجد نبوی کے جانب اشارہ کر کے اپنے ساتھیوں سے کہے گا کہ..کیا تم لوگ وہ سفید محل دیکھ رہے ہو ----وہ احمد کی مسجد ہے ------لیکن دجال اس پہاڑ سے آگے نہ جاسکے گا اس پہاڑ کا نام ''جبل حبشی'' ہے یہ پہاڑ مدینہ میں آپ بڑی آسانی سے دیکھ سکتے ہیں ----جب احد کے زیارت پر جائیں تو یہ پہاڑ احد کے میدان سے نظر آتا ہے اور اسکی بڑی پہچان یہ ہے کہ اس پر سعودی شاہی محل بنا ہوا ہے مدینہ منورہ شمال مغرب کی طرف غور سے دیکھیں تو آپکو محل کے دیواریں نظر آئیں گیں (حیرت ہے کہ دجال کے اترنے کی جگہ سعودی بادشاہوں نے محل تعمیر کرایا)

دجال مدینہ کے سات داخلی راستوں سے اندر داخل ہونے کی کوشش کرے گا مگر ہر راستے پر اسے ایک فرشتے کی صورت میں نگہبان ملے گا اور وہ نامراد ہو جایے گا پھر وہ وہاں سے بھاگ کھڑا ہوگا اور مدینہ منورہ کی مغربی جانب وادیالجرف......میں خیمہ زن ہوگا......اس دوران مدینہ المنوارہ کی زمین تین مرتبہ اللہ کے حکم سے شدید زلزلہ آئے گا جس کے نتیجے میں مدینہ میں بسنے والے تمام منافق بھاگ کھڑے ہونگے اور پورے مدینہ میں صرف اہل ایمان لوگوں ہے رہ جائیں گے اسوقت تک سیدنا عیسی علیہ سلام دنیا میں تشریف لا چکے ہونگے اور وہ دجال کا پیچھا کریں گے اور ارض فلسطین میں ''لد'' کے

مقام پر اسے قابو کرلیں گے اور قتل کر کے جہنم واصل کر دیں گے...... مزید تفصیلات کے لیے ''حضور فیض ملت کی تصنیف'' ''قیامت کی نشانیاں'' ''نزول حضرت عیسیٰ کے بعد مشاغل'' میں ملاحظہ کریں۔ (محمد فیاض احمد اویسی)

مدینہ منورہ کے کنوئیں

آبار مدینہ یعنی مدینہ منورہ کے مشہور کنویں

مدینہ طیبہ کے کئی مشہور کنویں ہیں جن کا پانی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پیا یا ان سے وضو فرمایا۔

بیئر رومہ

بیئر رومہ، مسجد قبلتین کے شمال کی طرف وادئ عتیق میں ہے اس کا پانی نہایت لذیذ اور شیریں ہے۔

(بیر عثمان) حضرت عثمان غنی ص کا کنواں اور اس کا منافع آج تک

مسلمانوں نے جب ملّہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی تو اپنے آبائی وطن کو خیر باد کہنے کے بعد انصار مدینہ کی لا زوال بھائی چارگی کے باوجود مہاجرین ملّہ کو جن مشکلات کا سامنا تھا وہ ہر دور کے ہجرت کرنے والوں کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔

کعبہ مشرفہ کے پڑوس میں رہنے والے یہ مہاجر ہر دم کعبہ مشرفہ کے کیے جانے والے دیدار سے محروم ہو گے تھے لیکن مدینہ منورہ میں کعبہ کے بدرجہٗ رسول مکرم سید آدم و نبی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر دم دیدار انکے لیے راحت دارین تھا۔ لیکن اس زم زم کا تو کوئی نعم البدل نہیں تھا جو وہ ملّہ میں ہر دم ''چاہ زم زم'' سے ڈول بھر بھر کر نکال کر پیا کرتے تھے۔

مدینہ منورہ میں اس وقت پانی کے کنوں کی بہت قلت تھی زم زم تو دور کی بات

ہے عام پانی کا حصول بھی مشکل تھا۔ ایک یہودی کا کنواں جسکا نام ''بیر رومہ'' تھا اس کا ذائقہ شیریں اور اچھا تھا مگر وہ یہودی اتنا ظالم تھا کہ اس نے اپنے کنویں کے پانی کے دام اتنے مہنگے رکھے تھے کہ اسے خریدنا غریب مسلمان مہاجروں کے لیے ممکن نہیں تھا مہاجرین مکّہ نے جب اپنی اس پریشانی کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے مخیّر اہل اسلام کو اس کنویں کو خرید کر مسلمانوں کو وقف کرنے کا حکم دیا۔

اس یہودی کو جب اس کا علم ہوا تو اولاتو اسنے اس کنویں کو فروخت نہ کرنے کا فیصلہ کیا اور دوم اسکی اتنی قیمت رکھدی کہ یہ کسی کے بس کی بات نہیں رہی اس وقت اللہ کے پیارے محبوب رسول اور امّت کے غمگسار نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اس کنویں کو مسلمانوں کے لیے خرید کر وقف کردیگا اسکو اللہ تعالی جنّت میں ایک نہر عطا فرمائے گا۔

اس موقعہ پر سخاوت کے جذبے سے لبریز حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور انہوں نے اس یہودی کو منہ مانگے دام دینے کی پیشکش کی یہودی جو مسلمانوں کی اس مجبوری کو جانتا تھا، پہلے تو اس نے انکار کیا مگر منہ بولی رقم کی لالچ نے اسکو کنواں بیچنے پر مجبور کیا کہ اسنے آدھا کنواں فروخت کرنے کا فیصلہ کیا یعنی ایک روز اس کنویں کی ملکیت اور اسکے پانی کا تصرف سیدنا عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس ہوگا اور ایک دن خود اس یہودی کے پاس اس ڈیل کے تحت عیار یہودی یہ چاہتا تھا کہ اسکو بڑی رقم بھی سیدنا عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے حاصل ہوجائے اور اسکا اپنا نصف تسلط بھی اس کنویں پر قائم رہے۔

جب یہ معاہدہ ہوگیا تو جس دن کی باری سیدنا عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی ہوتی اس دن اہل مدینہ کو اس کنویں سے مفت پانی دیا جاتا گویا سیدنا عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے اللہ تعالیٰ سے تجارت شروع کردی تھی اور جس دن کنواں یہودی کی ملکیت میں ہوتا وہ اسکا پانی مہنگے داموں فروحت کرنے کی اپنی پرانی روایت کو برقرار رکھتا اس سے یہ ہوا کہ

لوگوں نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باری والے دن نہ صرف اس روز کا پانی بلکہ اگلے روز کا پانی بھی اسی دن ذخیرہ کرنا شروع کر دیا۔

اس سے یہ ہوا کہ یہودی کی باری والے دن کوئی اس سے پانی نہ خریدتا اب اسے احساس ہوا کہ اسنے تو بہت بے وقوفی کا سودا کرلیا ہے۔وہ بھاگم بھاگ سیدنا عثمان رضی اللہ وتعالیٰ عنہ کے پاس آیا اوراس نے دگنی تگنی قیمت دیکر کنواں واپس لینے کی کوشش کی لیکن سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو اللہ تعالیٰ سے تجارت شروع کر کے ایک ایسے منافع کی بنیاد ڈال دی تھی جس میں دگنے تگنے کا کوئی حساب نہ تھا یہ تو ایک لامحدود منافع کی شرح تھی جس کا دینا کسی انسان کے بس کی بات نہیں تھی مجبوراًاس یہودی کو اس محاورے کی مصداق کہ ''خود اپنے دم میں صیاد آ گیا'' پورا کنواں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفروخت کرنا پڑااس نے اسکے غالباً پچیس ہزار درہم وصول کیے اور یوں یہ کنواں اہل مدینہ کے لیے مکمل طور سے مفت وقف ہو گیا۔

اس کنویں کی فیوض وبرکات یہیں ختم نہیں ہوئیں بلکہ ہوا یہ کہ اس کے مفت پانی کی برکتوں سے اس کے اطراف کھجور کے درخت فی سبیل اللہ لگا دیئے گیے جن سے کھجوریں اترنے لگیں جو یتیموں اور مساکین کو تقسیم کی جانے لگیں ان کھجوروں کی اتنی کثرت ہوئی کہ یہ نادار لوگوں میں تقسیم کرنے کے بعد بچ جاتیں جن کوفروحت کیا جانے لگا اور ہر دور میں اسکی رقم حکومت کے بیت المال میں حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے الگ محفوظ کر دی جاتی۔

زمانہ گزرتا گیا جب سعودی دور حکومت میں بینک سعودی مملکت میں متعارف کرائیے گیے تو ایک بنک میں ''سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' کے نام سے ایک بنک اکاونٹ کھول دیا گیا جو آج بھی ''سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' کے نام سے بینک میں موجود ہے اور کھجوروں کے اس باغ سے جو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کنویں (سابقہ بیر رومہ) سے ملحق ہے جو آمدنی حاصل ہوتی ہے اسکا نصف اس اکاونٹ

میں پابندی سے جمع کیا جاتا ہے جبکہ نصف یتیموں اور مساکین پر خرچ کردیا جاتا ہے۔

اللہ تعالی سے تجارت کرنے کا فیض دیکھیں اب کئی سالوں سے بینک میں جمع شدہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کی رقم اتنی کثیر ہوگی ہے کہ اب مسجد نبوی سے قریب (مرکزیہ میں) ایک ایسا قطعہ پر جونہات مہنگا ہے اور کسی انفرادی شخص کے لیے اسکا خریدنا محال ہے، وہاں ''سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ'' کے نام سے ایک (5 سٹار) پانچ ستاروں (FIVE STAR) والا ہوٹل تعمیر کیا جارہا ہے جو آخری مراحل میں ہے۔ مرکزیہ کے علاقہ میں آپ اس ہوٹل کو دیکھ سکتے ہیں۔

اس ہوٹل سے ہونے والی آمدنی ماضی کے اصولوں کے تحت نصف یتیموں ناداروں بیواؤں اور مساکین میں تقسیم کی جائے گی اور نصف دوبارہ بینک میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے اکاونٹ میں جمع کرادی جائے گی اور یوں اللہ تعالیٰ سے جو تجارت آج سے صدیوں پہلے'' سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ'' نے شروع کی تھی اسکی لامحدود برکات کا سلسلہ لا متناہی جاری وساری رہے گا۔

میں تو صرف یہ سوچتا ہوں کہ مدینہ میں ایک یہودی سے خریدے گئے ''سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ'' کے اس کنویں کی جب دنیاوی فیوض اور برکت کا یہ عالم ہے تو اللہ تعالی کے وعدے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول حق کے مطابق جنت میں جو نہر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے حصے میں آئی ہوگی اسکی برکتوں اور رحمتوں کا کیا شمار ہوگا۔ مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ریاضی دانوں کا یہ کلیہ کہ ہر رقم گنی جاسکتی ہے کیوں کہ گنتی کبھی ختم نہیں ہوتی INFINITE ہے) وہاں ناکام ونامراد ہوجائے گا۔

باغ عثمان

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے کنویں کے اطراف میں جو کھجوروں کا باغ لگا ہے اسکی سعودی وزارت زراعت دیکھ بھال کرتی ہے اور اس میں ڈیڑھ ہزار سے زائد درخت موجود ہیں اور اس باغ اور کنویں کی ملکیت آج بھی ''سیدنا عثمان غنی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ" کے نام ہے اور بجلی اور دیگر ٹیکسوں کے جو بل آتے ہیں ان پر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم مبارک ہی درج ہوتا ہے۔ فقیر نے بار ہا مرتبہ اس کی زیارت کی ہے۔

اریس کا کنواں

یہ مقدس کنواں مسجد قباء شریف کے قریب ہے۔ اس کنوئیں کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضور ﷺ اس پر تشریف لائے۔ اس سے پانی پیا۔ اور باقی پانی معہ لعاب دہن کے اس میں ڈال دیا۔ پھر رفع حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ پھر واپس ہو کر یہیں وضو فرمایا۔ موزوں پر مسح فرما کر نماز ادا فرمائی۔ اریس ایک یہودی کا نام تھا۔ یہ کنواں اسی کی ملکیت تھا۔ اسی مناسبت سے بئر اریس کہلایا۔ یہ مسجد قباء سے 37 میٹر کے فاصلہ پر واقع تھا۔ جو 12 میٹر گہرا تھا۔ اس کی ابتدائی تاریخ کا پتہ نہ چل سکا۔ 1392ھ 1972ء میں موجود اس کی طرز تعمیر خلافت عثمانی پر دلالت کرتی ہے۔ نیز اس کے شمال میں ایک رقبہ پایا جاتا تھا۔ جس پر ترکی زبان میں کچھ تحریر تھا۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نیا یک مرتبہ پختہ ارادہ کیا کہ آج دن بھر شاہ کونین ﷺ کے لئے آپ کی صحبت میں حاضر رہوں گا۔ اس ارادہ سے میں نے گھر ہی میں وضو کیا اور مسجد میں آ کر حضور انور ﷺ کے متعلق دریافت کیا۔ مجھے بتایا گیا۔ کہ ابھی ابھی اس سمت یعنی قباء کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ میں آپ کے نقش پا (اور مخصوص خوشبو کو محسوس کرتے ہوئے) کو دیکھتے ہوئے قباء پہنچ گیا۔ معلوم ہو سید کائنات ﷺ بئر اریس پر جلوہ افروز ہیں۔ وہ کنواں باغ کی چار دیواری کے اندر تھا۔ میں دروازہ پر آپ کی دربانی کا جذبہ لئے بیٹھ گیا۔

آپ نے قضائے حاجت کے بعد وضو فرمایا اور کنوئیں کے اندر پاؤں مبارک لٹکا کر منڈیر پر بیٹھ گئے۔ میں نے خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر مؤدبانہ سلام عرض کیا۔ اور پھر پھر دروازے کے پاس جا بیٹھا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں دربانی کے فرائض دے رہا تھا۔ کہ اچانک کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے پوچھا کون؟ جواب ملا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ میں نے عرض کیا ٹھہریے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر آتا ہوں۔ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی حضور صدیق اکبر رضی الہ تعالیٰ عنہ دروازہ پر حاضر ہیں۔ اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے اندر بھی بلالو اور جنت کی بشارت بھی سنادو۔ میں نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خوشخبری سنائی تو آپ باغ کے اندر داخل ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب کنوئیں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ پھر کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا کون؟ جواب ملا میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں۔ میں نے عرض کی حضرت ذرا انتظار فرمایئے۔ میں آپ کے آنے کی اطلاع حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیے دیتا ہوں میں دربار رسالت میں حاضر ہو۔ عرض کی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازہ پر حاضر ہیں۔ اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ کیا حکم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اسے اندر بھی بلالو اور جنت کی خوشخبری بھی سنادو۔ میں نے واپس آ کر سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بشارت سنادی۔ آپ اندر تشریف لے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب کنوئیں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں پھر واپس آ کر دروازہ پر بیٹھ گیا۔ کسی نے دستک دی میں نے پوچھا کون؟ جواب ملا عثمان بن عفان ہوں اندر

آنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ میں نے حضور ﷺ سے اجازت چاہی۔ فرمایا اسے بھی اندر بلالو اور جنت کی بشارت سنادو۔ اور ان پر وارد ہونے والے فتنہ وفساد سے بھی آگاہ کردو۔ میں نے واپس آکر بشارت سنادی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر داخل ہوئے اور کنوئیں کی منڈیر پر حضور کے سامنے بیٹھ گئے۔ کہ دائیں بائیں جگہ نہ تھی۔ سیدنا سعید بن مسیب فرماتے ہیں۔ بئر اریس کی منڈیر پر اس طرح کی نشست گاہوں سے میں نے تاویل کی کہ ان مقدس شخصیتوں کی قبور بھی اسی طرح ہوں گی۔

انگوٹھی کی گمشدگی

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انگوٹھی بھی اسی بئر اریس میں گری تھی یہ مقدس انگوٹھی اولاً حضور ﷺ کے ہاتھ میں رہی۔ پھر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے پہنا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہنا۔ ایک دن سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بئر اریس پر بیٹھے انگوٹھی اتار کر پھیر رہے تھے اچانک اس کنوئیں میں گر گئے مسلسل 3 دن تک تلاش جاری رہی مگر انگوٹھی نہ مل سکی۔ تمام پانی نکالا گیا۔ مگر ناکامی ہوئی۔ (تاریخ مکہ مولانا عبدالمعبود)

اس کے بعد آپ کے دورِ خلافت کا انحطاط شروع ہوا، مسلمانوں میں شدید سیاسی اختلاف پیدا ہوا یہاں تک کہ نوبت خانہ جنگی تک پہنچ گئی اور آپ کی مظلومانہ شہادت کا نہایت دردانگیز واقعہ پیش آیا۔

بئیر ابی عنبہ

یہ مدینہ سے ایک میل کے فاصلے پر تھا۔ ابن سید الناس غزوہ بدر کی ایک خبر میں کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لشکر بئر ابوعنبہ کے پاس اتارا یہ مدینہ سے ایک میل کے فاصلے پر تھا۔ یہ میٹھے پانی کا کنواں تھا۔ (وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ تالیف امام نورالدین علی بن احمد سمھودی رحمتہ اللہ علیہ)

بیسان کا کنوں

یہ کنواں خیبر اور مدینہ کے درمیان تھا۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ قرد کے موقع پر ایک کنوئیں پر آئے جسے بیسان کہتے تھے آپ نے اس کا نام پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اسے بیسان کہتے ہیں۔ یہ نمکین پانی کا کنواں تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا نام نعمان رکھو وہ ستھرا ہو گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام تبدیل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کنوئیں کے پانی کا ذائقہ تبدیل کر دیا۔ اس کا پانی میٹھا ہو گیا۔ اسے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خرید کر مال صدقہ بنا دیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ کو اس کی اطلاع دی۔ اس پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے طلحہ! تم تو فیاض ہو۔ چنانچہ حضرت طلحہ کو فیاض کہا جانے لگا۔

(وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ تالیف: امام نور الدین علی بن احمد سمھودی رحمۃ اللہ)

بقع کا کنواں

یہ مدینہ میں ایک کنواں تھا۔ واقدی کہتے ہیں کہ بقع وہ کنواں تھا۔ جو بنو دینار کے پہاڑی راستے میں تھا۔ علامہ یاقوت نے اپنی المشترک میں لکھا ہے کہ بقع مدینہ میں ایک کنوئیں کا نام تھا۔ وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ

بغیبغہ

یہ رشاء کے قریب ایک کنواں تھا۔ ابن شبہ بتاتے ہیں کہ جب مقام ینبع حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ گیا۔ تو سب سے پہلے آپ نے بغیبغہ میں عمل دخل کیا۔ اور جب یہ آپ کا ہو گیا۔ آپ کو اس کی خوشخبری سنائی گئی۔ تو آپ نے کہا تھا۔ وارث کو خوشی تو ہوا کرتی ہے۔ اور پھر کہا تھا۔ کہ آج سے یہ مسکینوں، مسافروں اور قریبی ضرورت مندوں کے استعمال میں آئے گا۔ علامہ واقدی کی ایک روایت میں آتا ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں اس کی پیداوار ہزار وسق تک پہنچ گئی تھی۔

(وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ)

بیرِ غرس

یہ کنواں مبارک مسجد قبا سے شمال مشرقی طرف تھوڑے سے فاصلے پر موضع قربان کے غرس نامی باغیچہ میں واقع ہے۔ یہ کنواں حضرت سعد بن خثیمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جن کے گھر میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سمیت مجلس فرمایا کرتے تھے۔

صحیح روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کنوئیں کا پانی پیا بھی ہے اور اس کے پانی سے وضو اور غسل بھی فرمایا ہے، نیز وصیت فرمائی تھی کہ بعد از وفات مجھے اس کے پانی سے غسل دیا جائے۔ چنانچہ آپ کی وصیت مبارکہ کے مطابق سات مشک پانی یہاں سے آپ کے غسل جنازہ کے لئے منگوایا گیا مگر افسوس کہ آج کل اسے بیکار کردیا گیا۔

بیرِ عہن

یہ کنواں مسجد قبا سے مشرقی طرف ایک بڑے باغ میں ہے۔ یہ ایک نہایت دلکش اور راحت افزا مقام ہے۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں سے وضو بھی فرمایا اور نماز بھی ادا فرمائی۔

بیرِ بُصہ

یہ کنواں جنت البقیع کی طرف جو راستہ قبا شریف کی طرف جاتا ہے اس کے نزدیک ایک نخلستان میں ہے۔

حدیث مبارکہ

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ جمعۃ المبارک کے دن میرے پاس

تشریف لائے اور پوچھا کیا تمہارے یہاں بیری ہے اس کے پتوں سے آج غسل جمعہ کے لئے سر کو دھوؤں میں نے عرض کیا ہاں میں آپ کے لئے بیری کے پتے لاتا ہوں ۔میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پتے لایا اور آپ بیئرِ بُضہ پر تشریف لے گئے ، میں بھی خدمت میں تھا آپ نے وہاں سر مبارک دھویا اور غسل فرما کر سر کا مستعمل پانی اور سر سے گرے ہوئے بال مبارک اس کنوئیں میں ڈالے۔

فائدہ

اب یہاں اس نام کے دو کنوئیں ہیں ایک چھوٹا ہے جو باغ کو سیراب کرتا ہے ،دوسرا بڑا کنواں ہے جو درختوں کے درمیان ویرانے میں ہے۔

بیئرِ جا

یہ کنواں مبارک مسجد نبوی شریف سے شمال کی طرف اسطفا منزل کے بیروی مشرقی کونے پر ہے۔مربع صورت میں ہے یہ کنواں مبارک حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باغیچے میں تھا۔اس باغیچہ میں کھجور کے سرسبز وشاداب درخت تھے جو مسجد نبوی شریف کے نزدیک تھا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم اکثر یہاں تشریف فرما کر درختوں کے سایۂ میں بیٹھتے اور اس کنوئیں کا پانی پیا کرتے تھے اس لئے حضرت ابو طلحہ کو یہ بہت مرغوب تھا۔

بیئرِ بضاعہ

یہ کنواں باب شامی سے اس راستے پر ہے جو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پُر انوار کی طرف جاتا ہے اس کے دائیں طرف متصل قدیمی بیئرِ بضاعہ ہے جو کہ خشک ہو چکا ہے۔اس قدیمی بیئرِ بضاعہ کے قریب ہی اسی سرسبز باغ کے درمیان میں ایک دوسرا کنواں جاری ہے وہ بھی بیئرِ بضاعہ کے نام سے مشہور ہے۔

بتایا جاتا ہے کہ اس کے پانی سے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وضو

فرمایا اور پیا بھی اور اس میں لعاب دہن مبارک ڈال کے آبِ حیات بنا دیا، ساتھ ہی دعائے خیر و برکت بھی کی۔

عین الزرقا

مدینہ منورہ کے رہائشی کنوؤں کا پانی استعمال کرتے تھے۔ 51ہجری میں جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے دمشق میں آب رسانی کا جدید نظام قائم کیا گیا تو مدینہ کے گورنر کو خط لکھا کہ مجھے حیاء آتی ہے کہ دمشق کے باسیوں کو گھر کے قریب پانی ملے اور مدینہ کے باسی دور دراز کنوؤں سے پانی لائیں لہٰذا وہاں بھی آب رسانی کا بہتر نظام قائم کیا جائے مدینہ کے گورنر مروان نے ماہرین سے مشورہ کرنے کے بعد قباء کے کنوؤں کو باہم ملایا اور ان کے پانی کو ایک زیر زمین نہر جاری کیا جو قباء سے شروع ہو کر مدینہ منورہ سے گزرتی اور مختلف جگہ سے اس اندازے سے کھولا کہ لوگ اپنی ضرورت کا پانی لے سکیں۔

اس پانی کو دس مقامات سے حاصل کیا جا سکتا تھا

1 وادی بطحان۔ 2 بنو سالم، 3 مسجد جمعہ، 4 باب قباء 5 باب المصر ی، 6 باب السلام، 7 حارۃ الاغوات، 8 قلعہ باب الشامی 9 زکی، 10 العطن

یہ نہر چودھویں صدی کے وسط تک اہل مدینہ کو سیراب کرتی رہی۔ 1349ہجری میں ملک عبد العزیز نے ایک نگران کمیٹی تشکیل دی جس نے اسکی مرمت کی اور پھر اس میں پائپ ڈال کر آب رسانی کے ایک جدید نظام کی بنیاد رکھی۔ تا آنکہ ہر گھر میں سرکاری پانی کا کنکشن دیدیا گیا پھر پانی کے بڑھتے ہوئے استعمال کے پیش نظر سمندری پانی کو صاف کر کے اسمیں ملا دیا گیا اب محکمہ آب رسانی نے مختلف علاقوں میں بیس ٹینکیاں بنا دی گئی جہاں سے پانی سپلائی ہوتا ہے سب سے خوبصورت ٹینکی قباء میں ہے جسکی بلندی 90 میٹر ہے۔

ثَنِیَّۃُ الوداع

ثَنِیَّہ اس راستہ کو کہا جاتا ہے جو پہاڑ کی طرف جاتا ہو یا وہ راستہ جو پہاڑوں سے ہو کر گزرتا ہو یعنی پہاڑی راستہ۔ (اصطلاحِ عرب میں ثَنِیَّہ اس جگہ کو کہتے ہیں جو جگہ آبادی سے باہر ہوتی ہے اور وہاں تک پہنچ کر کسی مہمان کو رخصت کیا جاتا ہے یا کسی آنے والے کا استقبال کیا جاتا ہے۔

مدینہ منورہ میں ثَنِیَّات کئی ہیں جن میں سے مشہور تین ہیں:

پہلی محلّہ شامیہ کی ثَنِیَّۃُ الوداع ہے جو

سب سے زیادہ مشہور رہیا اس کا محل وقوع سرنگ سے سلطانہ روڈ پر نکلتے وقت داہنی سمت میں جہاں سے سلطانہ اور شہداء روڈ الگ الگ ہوتے ہیں مسجد نبوی سے اس کا فاصلہ ایک کلومیٹر سے کم ہی ہے۔

دوسری ثَنِیَّہ

مدینہ منورہ کے جنوب میں قباء کو جاتے وقت پرانے قلعہ سے شمال مشرق میں، یہ مسجد جمعہ سے قریب ہے اور مسجد نبوی سے تقریباً تین کیلومیٹر کی مسافت پر ہے جو شخص بھی مکہ مکرمہ جانا چاہتا وہ یہاں سے ہو کر گزرتا۔ ہجرت مدینہ کے موقعہ پر شہر قریب آ گیا تو اہل مدینہ کے جوش وخروش کا یہ عالم تھا کہ پردہ نشین خواتین مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئیں اور یہ استقبالیہ اشعار پڑھنے لگیں کہ ؎

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا
مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاع
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا
مَا دَعٰی لِلّٰہِ دَاعِی

ہم پر چاند طلوع ہو گیا وداع کی گھاٹیوں سے، ہم پر خدا کا شکر واجب ہے۔ جب

تک اللہ سے دعاء مانگنے والے دعا مانگتے رہیں۔

أَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا
جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاع
اَنْتَ شَرَّفْتَ الْمَدِيْنَةَ
مَرْحَبًا يَا خَيْرَ دَاع

اے وہ ذات گرامی ! جو ہمارے اندر مبعوث کئے گئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وہ دین لائے جو اطاعت کے قابل ہے آپ نے مدینہ کو مشرف فرمادیا تو آپ کے لیے "خوش آمدید" ہے اے بہترین دعوت دینے والے۔

فَلَبِسْنَا ثَوْبَ يَمَنٍ
بَعْدَ تَلْفِيْقِ الرِّقَاع
فَعَلَيْكَ اللّٰهُ صَلّٰى
مَا سَعٰى لِلّٰهِ سَاع

تو ہم لوگوں نے یمنی کپڑے پہنے حالانکہ اس سے پہلے پیوند جوڑ جوڑ کر کپڑے پہنا کرتے تھے تو آپ پر اللہ تعالیٰ اس وقت تک رحمتیں نازل فرمائے۔ جب تک اللہ کے لئے کوشش کرنے والے کوشش کرتے رہیں۔

مدینہ کی ننھی ننھی بچیاں جوشِ مسرت میں جھوم جھوم کر اور دف بجا بجا کر یہ گیت گاتی تھیں کہ۔

نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِى النَّجَّار
يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَار

ہم خاندان بنو النجار کی بچیاں ہیں، واہ کیا ہی خوب ہوا کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پڑوسی ہو گئے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان بچیوں کے جوشِ مسرت اور ان کی والہانہ محبت سے متاثر ہو کر پوچھا کہ اے بچیو ! کیا تم مجھ

سے محبت کرتی ہو؟ تو بچیوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ "جی ہاں! جی ہاں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خوش ہو کر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ "میں بھی تم سے پیار کرتا ہوں۔ (زرقانی علی المواہب)

چھوٹے چھوٹے لڑکے اور غلام جھنڈ کے جھنڈ مارے خوشی کے مدینہ کی گلیوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد آمد کا نعرہ لگاتے ہوئے دوڑتے پھرتے تھے۔ صحابی رسول براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو فرحت و سرور اور انوار و تجلیات حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مدینہ میں تشریف لانے کے دن ظاہر ہوئے نہ اس سے پہلے کبھی ظاہر ہوئے تھے نہ اس کے بعد۔ (مدارج النبوۃ ج ۲)

تیسری ثنیّہ

یہ ثنیّہ پرانے مکہ و بدر روڈ پر ہے، یہ ان سیڑھیوں کے پاس ہے جہاں سے بئر عروہ کو اترتے ہیں، اس طرف سے جو مکہ مکرمہ کو جاتا وہ یہاں سے ہو کر گزرتا۔

سقیفۃ بنی ساعدۃ

اس مقام کو اسلامی تاریخ میں: "سقیفۃ بنی ساعدۃ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ۔یہ انتہائی اہم مقام مسجد نبوی شریف کے گیٹ نمبر ۱۵ جہاں آب زمزم ملتا ہے ۲۰۶ میٹر مغرب میں پیدل کے راستے پر ایک باغیچہ ہے۔

"سقیفۃ" عربی میں شیڈ، چھپر یا چھت کو کہتے ہیں۔ اصل میں یہ مدینہ منورہ کے ایک قبیلہ "بنی ساعدۃ" کا "سقیفۃ یعنی کمرہ یا ہال تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے ظاہری زمانہ میں مختلف اجلاسوں کے لیے استعمال ہوتا تھا لیکن اسکی اصل وجہ شہرت یہ ہے کہ جس دن اللہ کے پیارے نبی رسول مکرم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمایا اس دن کافی بحث و مباحثے کے بعد اہل مدینہ کی اکثریت نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر یہاں بیعت کی اور انکو اس مقام پر پہلا مسلمانوں کا

امیر المومنین منتخب کیا۔ تفصیل اس کی کچھ یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک پر ابھی اہل خانہ جس میں سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم بھی شامل تھے تدفین کے عمل سے گزر رہے تھے اور صحابہ کرام جس میں سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ غم سے نڈھال مسجد نبوی میں موجود تھے کہ اس دوران انصار یعنی مدینہ کے دو قبائل "اوس "اور "خزرج "عجلت میں نئے خلیفہ کا انتخاب کرنے "سقیفۃ بنی ساعدۃ " "پہنچ گیے -مہاجرین مدینہ جن میں سیدنا ابو بکر صدیق سیدنا عمر سیدنا عثمان سیدنا علی رضی اللہ عنہم سمیت دیگر اصحاب شامل تھے انھیں اس اجلاس کی کوئی خبر نہ دی -جب یہ خبر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو لیے کر "سقیفۃ بنی ساعدۃ "کے اس مقام تک پہنچے -انھیں علم تھا کہ خلیفہ قریش قبیلے یعنی ملّہ سے ہونا چاہے کیوں کہ قریش قبیلہ سب سے معزز قبیلہ تصور کیا جاتا تھا اور یہی وہ قبیلہ تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے نازک موقعہ پر امت مسلمہ کو ایک جسم کی صورت رکھ سکتا تھا - کافی بحث ومباحثے کے بعد وہاں موجود تمام لوگوں نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر بیعت کی اور انھیں اس ہی مقام یعنی " سقیفۃ بنی ساعدۃ "خلیفہ منتخب کیا۔اس موقعہ پر سیدنا علی کرم اللہ وجہ جو تدفین رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مصروف تھے، موجود نہیں تھے -اور یہی بات اہل تشیع لیکر اختلاف کرتے ہیں جبکہ بعد میں سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ بیعت کرلی۔

سقیفہ اس چوپال کو کہتے ہیں جہاں گاوں / محلے کے لوگوں کی بیٹھک لگتی ہے۔

اس سقیفہ کو تاریخی اعتبار سے بڑی اہمیت حاصل ہے روایات میں آتا ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ اس سقیفہ میں تشریف لائے اور پانی طلب فرمایا سہل بن سعد ساعدی نے کنویں سے پانی نکال کر پیش کیا اور سب نے نوش فرمایا۔

سقیفہ بنوساعدہ کے شمال میں ایک کنواں تھابئر بضاعہ سے مشہور تھا احادیث میں اس کا تذکرہ آیا ہے ابھی زمانہ قریب میں موجود تھا دوسری سعودی توسیع کے دوران مسجد نبوی کے آس پاس کھدائی کی نذر ہو گیا۔

مطلب بن عبداللہ کی روایت ہے کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوساعدہ کے سقیفہ میں نماز بھی ادا کی تھی یہی وجہ ہے کہ جس جگہ آپ نے نماز ادا کی وہ بعد میں بطور یادگار نماز کے لیے خاص کر لی گئی جب حضرت سہل بن سعد کی شادی ہوئی اور کی بیوی ہند بنت زیاد رخصت ہو کر آئیں تو انہیں گھر کے بالکل درمیان میں مسجد دیکھ کر تعجب کیا اور پوچھا چھپر یا دیوار کے قریب کیوں نماز نہیں پڑھی جاتی ان کے شوہر نے کہا خاص اسی جگہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے تھے اور سی جگہ کو آپ کی سجدہ گاہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔

یہی وہ جگہ ہے جہاں آپ کے وصال کے بعد پہلی اسلامی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کو اتفاق رائے سے سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ نامزد کیا گیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی۔

عام حالات میں یہ سقیفہ اس قبیلہ کی چوپال اور پنچایت گھر تھا یہاں قبیلہ کے سرکردہ معزز افراد سر جوڑ کر بیٹھتے تھے اور قبیلہ کے اجتماعی و معاشرتی مسائل کی گتھیاں سلجھاتے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مسلہ خلافت پر ضروری صلاح مشورہ کے لیے صحابہ کرام اسی چوپال میں جمع ہوئے تھے انہی وجوہ کے پیش نظر سقیفہ بنوساعدہ تاریخ کے ہر دور میں مسلمانوں کی توجہ دلچسپی اور عقیدت وارادت کا مرکز رہا۔ (وفاء الوفا، تاریخ مدینہ منورہ)

الغابتہ

یہ مدینہ کے شمال میں پست علاقہ ہے اسمیں وادیاں اور چشمے ہیں، عیون، خلیل اور اس کے پاس کے پست علاقے اسی میں آتے ہیں غابہ (جنگل) کہنے کی وجہ تسمیہ یہ ہے

کہ اس علاقہ میں درخت بکثرت ہیں اور نیز یہ کہ پرانا علاقہ ہے اسی علاقہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں چر رہی تھیں کہ عیینہ بن حصن فزاری شخص غطفان کے لوگوں کے ساتھ ۶ھ میں اونٹنیوں کو ہنکا کر لے گیا اور ان کی چرواہی پر مامور شخص کو قتل کر دیا: پتہ لگنے پر مسلمانوں نے ان کا پیچھا کر کے جانوروں کو ان سے چھڑا لیا اور اس واقعہ کو پھر غزوہ غابہ یا غزوہ ذی قرد سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کا تفصیلی ذکر فقیر کی کتاب ''سیرت حبیب کبریا'' غزوات کے ابواب میں پڑھ سکتے ہیں۔

مدینہ منورہ سے جدائی

زائرین مدینہ کے دل اس وقت تڑپ جاتے ہیں جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آج آپ لوگوں مدینہ منورہ سے واپسی ہے۔ عشاق پر ایک بجلی سی گرتی ہے کہ شہرِ خوباں سے وہ چلے جائیں گے۔

دل تڑپ جائیگا سینے میں ترا اے حاجی۔ تیری جس وقت مدینے سے جدائی ہوگی

مدینہ طیبہ سے واپسی کے آداب اور طریقہ کیا ہے؟

جب مدینہ طیبہ سے واپسی کا ارادہ ہو تو ریاض الجنتہ میں یا مسجد نبوی کے کسی بھی حصہ میں دو رکعت نفل پڑھ کر روضہ اطہر علی صاحبہا الف الف پر حاضر ہو کر پہلے کی طرح خوب خوب درود و سلام پڑھیں، پھر اللہ تعالیٰ سے دعاء کریں۔ اے اللہ ! میری سفر کو آسان فرما اور مجھے سلامتی و عافیت کے ساتھ اپنے اہل و عیال میں پہنچادے اور مجھ کو دونوں جہان میں آفتوں سے محفوظ فرما اور میرا حج اور میری زیارت کو شرفِ قبولیت سے ہمکنار فرما اور مجھے مدینہ طیبہ کی بار بار یہ حاضری نصیب فرما اور یہ میرا آخری سفر نہ بنا، اس کے بعد اگر یاد ہو تو ذیل میں آنے والی مدینہ طیبہ سے واپسی کی دعاء روضہ اطہر کے سامنے کھڑے ہو کر پڑھے:

اللھم لا تجعل ھذا اٰخر العھد بنبیك و مسجدہ و حرمہ و یسّر لی

العود الیه و العکوفِ لدیه وارزقنی العفو و العافیة فی الدنیا و الآخرة و ردّنا الی اهلنا سالمین غانمین آمین برحمتك یا ارحم الراحمین ۔

"اے اللہ! آپ اپنے پیارے نبی ﷺ اور مسجد نبوی اور حرم نبوی کی اس زیارت کو آخری زیارت نہ بنا، بلکہ میرے لئے بار بار آنا اور ٹھہرنا آسان فرما اور میرے لئے دنیا و آخرت میں سلامتی اور عافیت نصیب فرما اور مجھے اپنے گھر عافیت اور سلامتی اور اجر و ثواب کے ساتھ پہنچادے، اے رحم فرمانے والے! اپنی رحمت سے مالا مال فرمادے"۔

اس کے بعد رو رو کر یا رونے والی شکل وصورت بنا کر نہایت حسرت اور صدمہ کے ساتھ دیارِ حبیب سے رخصت ہو جائے۔

جب مدینہ طیبہ سے واپسی کا سفر ہو تو مدینہ طیبہ کے کھجور بھی ساتھ میں لانے کا اہتمام کریں، حدیث پاک میں مدینہ طیبہ کے کھجوروں کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے اور سید الکونین والی دارین ﷺ نے نہایت اہمیت کے ساتھ اس کی فضیلت بیان فرمائی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: مدینہ کے کھجور کھانے سے زہر بھی اثر نہیں کرتا۔ (مسلم)

لہٰذا حجاجِ کرام کا مدینہ طیبہ کے کھجوروں کو اپنے وطن لانا اور خود کھانا اور احباب کو اور عزیز و اقارب کو کھلانا باعثِ خیر و برکت ہے اور ہمارے اکابر سے ثابت ہے۔

وماعلینا الا البلاغ

ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

۱۲ شوال المکرم ۱۴۱۴ھ۔ بہاولپور پاکستان

اختتامیہ

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدالانبیاء
والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

ربِ کائنات کا فضل وکرم اور احسانِ عظیم ہے کہ جس نے فقیر پر تقصیر ابواحمد غلام حسن اُویسی قادری پر خصوصی فضل وکرم فرمایا کہ کتابِ ہذا ''فیضانِ حج وعمرہ'' مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

کتابِ ہذا کی تکمیل کے دوران بیشمار مسائل پیدا بھی ہوتے رہے اور ان کا حل بھی نکلتا رہا۔ اسی دوران الحمدللہ فقیر پر تقصیر کی کتاب ''فیضانِ حسین بن منصور حلاج'' شائع ہوئی بعدازاں قبلہ فیض ملت، مفسر اعظم پاکستان، حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی محدث بہاولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے افادات وبیانات پر مبنی کتاب ''فیضانِ فیضِ ملت جلد دوم'' بھی شائع ہوئی جس کی ترتیب کی سعادت بھی فقیر کے حصے میں آئی۔

قارئین کرام آپ سے ملتمس ہوں کہ کتاب ''فیضانِ حج وعمرہ'' کا مطالعہ فرمائیے، اس کے فیوض وبرکات سے اپنے اوقات اور زندگی کے لمحات کو قیمتی بنائیے۔

آپ کی علم دوستی اور دین سے محبت اس امر کی بھی متقاضی ہے کہ کتابِ ہذا کا بغور مطالعہ فرمائیے۔ قبلہ فیضِ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیوض وبرکات سے استفادہ کیجئے اور جہاں غلطی محسوس کریں تو بقول حضور فیض ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے ارشاد فرماتے تھے کہ ''کتاب غور سے پڑھنا، جہاں غلطی محسوس ہو اس مقام کو بار بار پڑھنا، اگر واقعی غلطی ہو تو پھر اسے درست کر دینا'' یہ وہ الفاظ ہیں جو آپ مجھے فرماتے تھے یہ الفاظ

آپ ہی طرف سے سمجھ لیں۔ مزید یہ کہ غلطی کی درستگی فرما کر صاحبزادگان حضرت علامہ عطا الرسول اُویسی رضوی، حضرت علامہ محمد فیاض احمد اُویسی رضوی اور حضرت علامہ محمد ریاض احمد اُویسی کو مطلع فرمائیں یا اس فقیر ''ابواحمد غلام حسن اُویسی'' کو آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی مزید تصحیح کی جاسکے۔

علاوہ ازیں فقیر صاحبزادگان حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہ کا بے حد مشکور ہے کہ اس کتاب کی ترتیب کے دوران اپنی محبتوں سے نوازتے رہے۔ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ قبلہ فیض ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے درجات میں مزید بلندیاں عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ اس فقیر پر تقصیر کی محنت کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور مزید تا دمِ آخر محبوبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم

فقط طالبِ دُعا

الفقیر القادری ابواحمد غلام حسن اُویسی قادری

پاک پتن شریف

بروز اتوار ۲۲ / جمادی الآخر ۱۴۳۶ھ بمطابق ۱۲ / اپریل ۲۰۱۵ء